

قال الله تعالى

من عند الله ما إن الله يسر من يشاء بغير حساب
من عند الله ما إن الله يسر من يشاء بغير حساب

یہ کتاب سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے اور ذکر فرمانے سے معلوم ہوا کہ کرامات کا ذکر کرنا منافع دینیہ کیلئے مطلوب ہے اور مقصود یعنی تحصیل رضا و تقویت ایمان میں معین ہے اسلئے کتاب

حَمَلُ الْأَوْلِيَاءِ

ترجمہ کتاب مع علامات الاولیاء جو تلخیص ہے جامع کرامات الاولیاء مؤلف
یوسف بن اسمعیل بنہانی کی جس کی تالیف کا اختتام ۳۳۲ھ میں ہوا اور
۳۳۹ھ میں مصر میں طبع ہوئی ہے

جسکے مقدمہ حصہ کی تلخیص ایک خاص معیار پر
حضرت اقدس حکیم الامتہ مجدد الملتہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی ادام اللہ
فیوضہم نے فرمائی اور حضرت امام عظیم العالی کے ارشاد بقیہ کتاب کی تلخیص اسی معیار پر
اور کل کا ترجمہ احقر جمیل احمد تھانوی نے کیا

بانتہام جناب مولانا شبیر علی صاحب ادم مجتہم
مالک مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر و مدیر رسالہ النور و المبلغ
زبور سبج و آراستہ ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

ترجمہ کتاب لامع علامات الاولیاء و تلخیص کتاب جامع کرامات الاولیاء

بعد الحمد والصلوة۔ جامع کرامات الاولیاء۔ ایک کتاب جسکو شیخ ابویوسف ابن اسمعیل بنہانی نے چالیس سے زائد کتب معتبرہ سے لیکر ۳۷۷ھ میں تالیف فرمایا ہے جس مقصود کیلئے میں نے روض الریاحین کا ترجمہ کرایا ہے جو نہایت البساتین کے لقب سے شائع ہے اسی غرض کی تقویت کیلئے اس کتاب کا ترجمہ کرایا گیا بھی خیال آیا مگر بعض خاص مصلحتوں سے ترجمہ کیلئے اس کتاب کی تلخیص مناسب معلوم ہوئی مثلاً بعض مضامین کا عام فہم نہ ہونا بعض حکایات کا روض الریاحین سے ماخوذ ہونا جسکا ترجمہ نہایت البساتین میں آچکا ہے یا کسی حکایت میں بین فائدہ کا ظاہر نہ ہونا یا بظاہر کسی امر خلاف سنت کا موصوم ہونا و امثال ذلک اور تلخیص کا نام لامع علامات الاولیاء و تجوید کرتا ہوں اس بنا پر کہ خوارق منجملہ علامات ولایت کے ایک ظاہر علامت ہے اب بعد تلخیص اسکا ترجمہ بنام خدا عزیزی مولوی جمیل حسرتی کے ہاتوں شروع کرتا ہوں اشکا اتمام پر طبع کا انتظام بھی خدا کے نام پر چھوڑتا ہوں اور بنیابست معنی نام تلخیص و لفظ نام مترجم اس کا نام جمال الاولیاء و تجوید کرتا ہوں اور اس احتمال پر کہ شاید کسیکو خود متن تلخیص کے چہا پنے کا شوق ہو ترجمہ کیسا تھا اصل کتاب مقامات ماخوذہ کا پورا پتہ بھی ملحق کرتا ہوں ان مقامات کے جمع کر لینے سے متن تلخیص مرتب ہو جاوے گا وباللہ التوفیق وھو فی کل خیر معین ورفیق۔ کتب اشرف علی ۱۲۹۰ھ

کتاب کی دو جلدیں ہیں جلد اول کی تلخیص ص ۱۵۷ سطر ۱۵ تک اور جلد ثانی کی ص ۱۳۷ سطر ۱۱ تک حضرت اقدس افاض شریف علیہ الرحمہ نے فرمائی پھر آگے اُس معیار پر جو حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا تھا احقر مترجم نے کی ہے ۱۲ مترجم علیہ جو یقینی طور سے ماخوذ معلوم ہوئی ہیں وہ حذف کی گئی ہیں اور جن میں شبہ رہا وہ باقی ہیں ۱۲ مترجم علیہ یہ اس طرح ہے کہ ایک ہرست مدون کی گئی ہے جس میں صفحہ وسط اور اول و آخر کے لفظ بھی دیدے گئے ہیں جو انشاء اللہ اخیر میں درج کیا جائیگی اور یہاں ترجمہ میں یہ کر دیا گیا ہے کہ ایک مضمون جہاں ختم ہوا ہے وہاں اُس کا صفحہ وسط اور اُسکی کل مقدار لکھ دی گئی ہے پھر دوسرا جو شروع ہوا ہے ایک خط کہنیا کے شروع

۲۰ پورے کا صفحہ وسط لکھ دیا گیا ہے ۱۲ مترجم لکھ ۱۱۳۹ھ میں شروع کیا تھا پھر بعض وجوہ سے متروک ہو گیا اور اب ۱۲ سوال و جواب لکھ کر کرامات صحابہ سے شروع ہوا ہے ۱۲ مترجم

تمہید مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب قریظین سارے جہانوں کے پروردگار کیلئے ہیں جسے اپنے نیک بندوں میں سے جسے جسے چاہا ایسی ایسی کرامتوں کا شرف بخشا جو منجملہ معجزات انبیاء و مرسلین اور دین مبین کی صحت کی شاہد ہیں اور صلوٰۃ و سلام افضل الانبیاء و المرسلین سید المخلوقات سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صادق امین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جنکو تنہا کو سارے نبیوں سے زیادہ معجزے عطا فرمائے جنکی امت کے اولیاء کو ان کرامتوں سے محروم فرمایا جو ان سب کرامات سے بالادریتر ہے جن سے تمام اولیاء سابقین کو عزت بخشی ہے

امالجد یہ ایک کتاب ہے جس کا نام میں نے در جامع کرامات الاولیاء رکھا ہے کیونکہ میں نے اس میں اولیاء کرام کی اس قدر کرامتیں جمع کی ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس سے پہلے کسی کتاب میں اس قدر کرامتیں جمع نہیں کی گئیں پھر اگر معلوم ہو سکے تو ہر کرامت کو صاحب کرامت کی طرف منسوب کیا گیا اور زیادہ تر ایسا ہی ہے ہا اگر کہیں صاحب کرامت کا نام معلوم نہیں ہوا تو راوی کی طرف منسوب کر دیا

مگر ایسا کم ہے اور سوائے ان کرامتوں کے جنکو میں نے خود مشاہدہ کیا ہے یا کسی دیکھنے والے نے مجھ بتایا ہے ہر کرامت کیلئے اس کتاب کا حوالہ دیدیا ہے جس سے اسکو نقل کی ہے اب میں ان کتابوں کے نام بتاتا ہوں جن سے میں نے ان کرامتوں کا ایک بڑا حصہ اخذ کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ نہ اس موضوع پر اس کتاب کی کوئی نظیر موجود ہے اور نہ اس قدر کرامتیں کسی اور کتاب میں مجتمع ہیں وہ کتابیں یہ ہیں

(۱) مشکوٰۃ المصابیح مؤلفہ امام ولی الدین تبریزی رح جسکو امام موصوف نے ۳۷۰ھ میں تالیف فرمایا ہے میں نے اس کتاب سے معجزات کی ستائیں نقل کی ہیں (۲) تفسیر کبیر مؤلفہ امام فخر الدین رازی رح متوفی ۶۰۶ھ میں نے اس کتاب سے اپنی کتاب کے مقدمہ میں کرامات کے اثبات کیلئے اور پر صحابہ کی کرامتوں میں بہت کچھ لیا ہے (۳) کتاب الاعتبار مؤلفہ امیر اسامہ بن منقدر رح جنکی وفات و مشق میں ۸۴ھ میں ہوئی ہے (۴) رسالہ قشیریہ مؤلفہ ابو القاسم قشیری جنکی وفات بلیشا پور میں ۶۵ھ میں ہوئی ہے (۵) مصباح الظلام فی المستغنیین خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام مؤلفہ ابو عبد اللہ بن

چونکہ احادیث و سیر میں یہ معجزات مذکور اور مشہور ہیں اسلئے انکو تلخیص میں نہیں لیا ۱۲ حضرت مخض مدظلہم العالی

لنحان مراکشی متوفی ۸۵۳ھ (۶) روح القدس (۷) فتوحات مکیہ (۸) مواقع النجوم (۹) المحاضرات
 ہر چہار مولفہ شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی متوفی ۷۳۶ھ (۱۰) دوض الریاضین (۱۱) نشر المحاسن
 ہر دو مولفہ امام یافعی ۷۴۸ھ (۱۲) تفاح الادوارح مؤلفہ کمال الدین محمد بن ابی الحسن علی السراج
 رفاعی قرشی شافعی جو قرن ہشتم کے بزرگوں اور امام سبکی و امام ابن تیمیہ رحمہما کے معاصرین میں سے ہیں
 ان کی اس کتاب کی دو جلدیں کرامات الاولیاء کے بیان میں ہیں مگر مجھے صرف جلد اول دستیاب ہو سکی ہے
 (۱۳) شرح الحکم العطائہ مؤلفہ عارف کمال ابن عباد ۷۹۲ھ (۱۴) تحفۃ الاجاب فی الکلام
 علی الاولیاء المدفونین بمصر مؤلفہ امام سخاوی جو قرن نہم کے بزرگوں میں سے ہیں اور ان امام حافظ سخاوی کے
 علاوہ ہیں جو مشہور ہے (۱۵) الاشارات لا مکن الزیارات فی دمشق الشام مؤلفہ ابن الحورانی جو
 قرن یازدہم کے بزرگوں میں سے ہیں (۱۶) تحفۃ الانام فی فضائل الشام مؤلفہ شیخ جلال الدین بصری
 دمشق تالیف ۸۰۷ھ (۱۷) طبقات الخواص من اہل الیمین مؤلفہ امام زین الدین ابوالعباس احمد بن احمد
 ابن عبداللطیف شرجی زبیدی مصنف مختصر البخاری جن کا انتقال اُنکے وطن یمین کے ایک شہر
 زبید میں ۸۹۳ھ میں ہوا ہے (۱۸) الانس الجلیل مؤلفہ قاضی عبدالرحمن علمی حبلی متوفی ۸۲۷ھ (۱۹)
 الشقائق النعمانیہ مؤلفہ طاش کبری زادہ متوفی ۸۹۳ھ (۲۰) شرح قصیدہ تائبہ ابن حبیب صفدی
 (۲۱) لسمات الاسمار فی کرامات الاولیاء الاخیار ہر دو مولفہ سیدی شیخ علوان حموی متوفی ۸۳۶ھ
 یہ کتاب لسمات الاسمار پوری نہیں ہے بلکہ ایسی ہے کہ گویا یہ کتاب کا مقدمہ ہے اور جناب مؤلف کتاب کے
 پورا نہیں کر سکے (۲۲) قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر مؤلفہ شیخ محمد بن یحیی تاذ فی حبلی متوفی ۸۳۶ھ
 (۲۳) المتن الکبری (۲۴) البحر المورود (۲۵) الاجوبۃ المرضیہ (۲۶) الطبقات الکبری ہر چہار مولفہ
 امام عبدالوہاب شمرانی متوفی ۸۷۲ھ (۲۷) طبقات کبری (۲۸) طبقات صغری ہر دو مولفہ امام مناوی
 متوفی ۸۷۲ھ (۲۹) الابرنیز فی مناقب سیدی عبدالعزیز الدبائغ مؤلفہ ابن مبارک فاسی حبلی تالیف
 ۸۷۲ھ میں شروع ہوئی تھی (۳۰) المشرع الروی فی مناقب ساداتنا آل باعلوی مؤلفہ محمد بن
 ابی بکر الشی باعلوی متوفی ۸۹۳ھ جو علمائے باعلو میں کے اکابر میں سے تھے (۳۱) الکواکب السمریہ فی
 اعیان المائتہ العاشرہ مؤلفہ شیخ محمد نجم الدین الغزی جن کی وفات شہر دمشق الشام میں ۸۷۲ھ میں

تمہید ترجمہ ہذا ملاحظہ ہو ۱۲ حضرت ملخص مدظلہم العالی۔

ہوئی ہے (۳۲) رفیع الطیب مؤلفہ شہاب حمد المقری متوفی ۱۲۳۳ھ (۳۳) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن
 الحادی عشر مؤلفہ مجبی بن کی وفات انکے وطن دمشق میں ۱۲۲۷ھ میں ہوئی ہے (۳۴) سلک الدر فی
 اعیان القرن الثانی عشر مؤلفہ سید محمد خلیل مرادی مفتی شام متوفی ۱۲۰۶ھ (۳۵) تاریخ مصر
 مؤلفہ عبدالرحمن بن حسن الجبرتی متوفی ۱۲۳۳ھ (۳۶) شرح الطريقہ المجدیہ مؤلفہ سیدی عارف باللہ
 شیخ عبدالغنی نابلسی ۱۲۲۷ھ (۳۷) شرح تھیدہ بردہ مؤلفہ شیخ حسن عدوی بصری بن کا
 انتقال مصر میں ۱۲۳۳ھ میں ہوا ہے (۳۸) الحدائق الوردیہ فی اجلاء النقشبندیہ مؤلفہ عالم فاضل شیخ
 عبد المجید صاحب ابن شیخ علامہ مرشد محمد الحنفی نقشبندی رح جبکہ انتقال قسطنطنیہ میں ۱۲۳۱ھ میں
 ہوا ہے (۳۹) مناقب القطب الکبیر سیدی شمس الدین حنفی مصری مؤلفہ شیخ علی بن عمر البتونی
 خلیفہ حضرت موصوف مگر چونکہ امام شمرانی نے اپنی کتاب میں اسکی تلخیص کر لی ہے اسلئے میں نے
 اسکے مضامین کو صرف طبقات شمرانی سے ہی نقل کر لینے کو کافی سمجھ لیا ہے (۴۰) عمدۃ التحقيق فی بشائر
 آل الصدیق مؤلفہ شیخ ابراہیم عبیدی مالکی (۴۱) مناقب القطب شمس الدین حنفی مصری مؤلفہ شیخ حسن
 شمرہ مصری خوی شاگرد قطب صاحب موصوف (۴۲) مناقب سیدی القطب شیخ محمد الجبر
 طرابلسی مؤلفہ شیخ حسین صاحب زادہ حضرت محروح جو اب تک حیات میں (۴۳) خود میری اپنی کتاب
 حجۃ الشریعہ العالمین، اور یہاں امام سبکی کی طبقات کے حوالہ سے جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ اسی اپنی
 کتاب میں سے نقل کر لیا ہے کیونکہ (یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی ہے اور) مصر میں ایک صاحب نے
 اس کتاب کو طبع کرنے کے لئے مانگ لیا تھا پھر نہ انہوں نے واپس کی اور نہ اب تک طبع کی بس اللہ تعالیٰ سے
 ہی ہر کام میں اعانت کی درخواست ہے غرض یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جنکی نقل ہر دوسرے کی نقل
 ہے اور پھر انکے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں انکے مقبول ہونے
 پر اتفاق ہو چکا ہے اور ان کے علاوہ کہیں کہیں کسی اور کتاب سے بھی لیا ہے تو وہاں اسکے مؤلف کا نام
 بھی ذکر کر دیا ہے اور بعض کرامتیں کئی کتابوں میں بیان ہیں تو میں نے کسی ایک کے حوالہ کو کافی سمجھا ہے
 مثلاً ایک کرامت طبقات مناوی میں ملی پھر وہاں سے نقل کرنے کے بعد وہی طبقات زبیدی یعنی میں ملگئی ہیں
 زمانہ مناوی رح سے پہلے کا ہے یا یہ کہ زبیدی رح کی کتاب میں دیکھی پھر وہی کرامت یا فعی رح کی کتابوں میں پائی
 جو ان سے بھی پہلے کے ہیں تو میں نے اگرچہ وہ صاحب جن سے نقل کیا ہے بعد کے ہیں اسی حوالہ کو جو پہلے

دے چکا تھا باقی رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو کرامتیں اس کتاب میں بیان ہیں وہ کسی طرح دس ہزار سے کم نہ ہونگی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوں گی اور جن جن حضرات کی یہ کرامتیں ہیں ان کی تعداد ایک ہزار چار سو ہے۔ یہ حضرات حضرات صحابہ اور ان کے بعد سے اب تک کے بزرگ ہیں اور سب کے سب بڑے اولیاء اللہ ہیں مگر یہ سب ان کے علاوہ ہیں جنکی کرامتیں خاتمہ میں بیان ہیں اور ان کا حال معلوم نہیں ہوا۔ البتہ میں ان کتابوں کو حاصل نہیں کر سکا جو کرامات و حالات اولیاء میں محدثین رحمہ کے طرز پر تصنیف کی گئی ہیں جیسے کتاب الزہد مولفہ امام احمد اور حلیۃ الاولیاء مولفہ ابو نعیم اور صفوۃ المؤلفین جو زری اور کرامات الاولیاء نام کی کتابیں مولفہ ابو محمد خلال وابن ابی الدنیا و لا لکافی، گو میں نے ان میں سے کسی کسی کے حوالہ بھی کچھ نقل کیا ہے مگر وہ خود ان کتابوں سے نہیں بلکہ ان سے کسی نقل کرنے والے کے یہاں سے نقل کیا ہے مثلاً علامہ مناوی وغیرہ نے نقل کیا تھا میں نے ان کے یہاں سے نقل کیا ہے یہ بھی جان لینا چاہئے کہ جب کسی ولی سے کوئی کرامت صادر ہوتی ہے تو وہ اسکے نبی کا ہی معجزہ ہوتی ہے جیسا کہ اس کا بیان مقدمہ میں تفصیل سے آئیگا تو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء اُمت کی کرامتیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق اور آپ کے دین کی صحت پر دلالت کر نیوالے حضور کے ہی معجزے ہیں اور یہی وہ بات ہے جو مجھے اس کتاب کے تالیف کرتے پر آمادہ کر رہی ہے تاکہ یہ کتاب میری پہلی کتاب ”حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين“ کیلئے تکملہ بنجائے اس کتاب سے میرا مقصود صرف تاریخی خبریں یا منقولہ حکایتیں بیان کرنا محض ان کرامتوں سے تفریح حاصل کر نیکے لئے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں اور حضرات صوفیہ کے ہاتھوں پر ظاہر فرمایا ہے گو یہ مقصد بھی اپنی ذات میں ایسا ہے کہ اہل علم و فضل معتقدین اولیاء اور ان کے حالات و اثرات و کرامات سے برکت حاصل کر نیوالے اس کا بھی اہتمام کرتے ہیں اور حقیقت میں ہے بھی اہتمام کے قابل کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے وجود و قدرت پر اور فرمانبردار نیک بندوں کو اعزاز دینے پر ایمان رکھنے کو تقویت حاصل ہوتی ہے لیکن ان سے دین متین کی صحت اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کو ثابت کرنا نہایت بلند و بالا اور دلون میں جاگزین ہو نیوالا نفع ہے

۵ ممکن ہے تلخیص میں اس عدد سے کم ہو جاوے ۱۲ حضرت منحصر مدظلہم العالی۔

اس لئے کہ جو لوگ ایمان سے خالی ہیں ان میں ان کی بدولت ایمان پیدا ہوتا ہے اور جو ایمان والے
ہیں ان سے ان کی ایمانی قوت میں ترقی ہوتی ہے لہذا اسی کو بیان کرامات کا مقصد قرار دینا اولیٰ ہے
والحمد للہ ولی الحمد ص ۱۱ کل دو صفحہ ص ۱۱

مقدمہ کتاب جامع کرامات الاولیاء

یہ چار مطلبوں پر مشتمل ہے

مطلب اول

اولیٰ کرام کی کرامتوں کے اور اس امر کے اثبات میں کہ جو فعل کسی نبی کا معجزہ ہو اسے
جائز ہے کہ وہ کسی ولی کی کرامت بھی ہو جائے کیونکہ وہ نبی کی سچائی اور اسکے مذہب کی صحت
کی دلیل ہونے کی وجہ سے اب بھی اس ولی کے نبی کا ہی معجزہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
الان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون الذین امنوا وکانوا
یتقون لهم البشر فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة لا تبدل لکلمات اللہ
ذلک هو الفوز العظیم راگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے ولیوں پر نہ ہراس ہے نہ وہ رنجیدہ
ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور گناہوں سے بچتے تھے انہی کی واسطے بشارت ہے
دنوی زندگی میں اور آخرت میں خدا کے کلمات میں تبدیل نہیں، بڑی کامیابی یہی ہے اور
ارشاد فرمایا ہے وھزی الیک بمنزلة تساقط علیک ساطبا جنیا فکی و اشرطیا
الایہ مریم اپنی طرف کھجور کی شاخ کو جھکاؤ وہ تمپر تر و تازہ کھجور گرائی رہنگی تو تم کھانا اور پینا
اور ارشاد ہے کما دخل علیہا نرکس یا المحراب وجد عندھا سرنقا قال
یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب
رجب مریم اپر زکریا علیہ السلام محراب میں جا پھونچتے تو انکے پاس رزق پاتے۔ کہتے اے
مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا عرض کرتیں یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ہے اور اللہ تعالیٰ
تلیخیص میں صرف دو مطلب لئے گئے ۱۱ حضرت ملخص مد ظہم اللہ تعالیٰ

جسے چاہتے ہیں بحساب رزق عطا فرماتے ہیں) اور ارشاد ہے (وَإِذَا غَطَّتْ سَحَابٌ مِّنْهُم مَّاءٌ لِّعِبَادٍ
 إِلَّا اللَّهُ فَأَوْفَىٰ بِالْعَمَلِ) کھف ۱۷۸۔ (وہی ہے جو ان کے اعمال کو سچا کر دے گا) اور ارشاد ہے (وَمَا يَكْفُرُ
 وَتَرَى الشَّمْسُ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرَعْنَ كَهَفَهُمُ ذَاتَ الْيَمِينِ) نازعات ۲۰۔ (اور جب تم اُن سے اور خدا کے سوا اُنکے اور معبودوں سے علیحدہ ہو گئے تو غار میں پناہ لو
 اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت وسیع کر دینگے اور تمہارے لئے اپنے حکم میں گنجائش مہیا فرما دینگے اور راہ
 رسول اتم سورج کو دیکھو گے جب وہ طلوع کرتا ہے تو اُنکے غار سے داہنے کو ہٹ جاتا ہے اور
 جب غروب ہوتا ہے تو اُنپر بائیں کو گزرتا ہے) امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر تفسیر کبیر میں اس آیت
 کی تفسیر میں کرامات اولیاء کے اثبات پر مفصل بحث کی ہے فرمایا ہے کہ ہر مکمل و سطر ص ۱۴۰

کرامات اولیاء کے ثبوت پر آیات قرآنی احادیث شریفہ اقوال صحابہؓ اور عقلی و لیلیٰ قائم ہیں
 قرآن مجید۔ اس مضمون کیلئے ہمارے نزدیک بالکل صاف صاف کئی آیتیں ہیں پہلی دلیل
 حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ ہے جسکو سمجھنے (امام رازی نے) سورہ آل عمران کی تفسیر میں تفصیل
 سے بیان کر دیا ہے اب دوبارہ بیان نہیں کرتے دوسری دلیل اصحاب کھف کا واقعہ ہے ان کا نیند
 کیسا تھ زندہ اور آفتون سے محفوظ رہ کر تین سو نو سال تک رہنا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو آفتاب
 کی حرارت سے بچائے رکھا ہے ارشاد ہے (تَحْسِبُهُمُ الْقِطَافَ وَهَمَّ رَاوِدُهُمْ رَاوِدُهُمْ) نمل ۲۰۔ (تو سوچو انکو پتوں کی طرح
 کرو گے حالانکہ وہ سوتے ہیں) اس آیت سے آیت وَتَرَى الشَّمْسُ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرَعْنَ كَهَفَهُمُ ذَاتَ الْيَمِينِ
 ذات الیمین کے آخر تک یہ مضمون ہے ص ۱۴۰ سطر ص ۱۴۰

(اس واقعہ میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ یہ کسی نبی کا معجزہ ہو۔ دوسرا یہ کہ کسی ولی کی کرامت ہو لیکن)
 ہم کہتے ہیں کہ یہ بات تو بالکل محال ہے کہ یہ کسی نبی کا معجزہ ہوا سوائے کہ یہ ان لوگوں کا سو جانا کوئی
 خرق عادت امر نہیں ہے کہ اسے معجزہ قرار دیا جائے (اور معجزہ تو نبی کی تصدیق کیواسطے ہوتا ہے مگر)
 لوگ اس واقعہ میں اُس نبی کی تصدیق نہیں کر سکتے کیونکہ لوگ ان نبی کا صدق تو اس وقت تسلیم کر سکتے
 ہیں جبکہ وہ سب اس پوری مدت تک زندہ رہیں اور ان لوگوں کو پہچان بھی لیں کہ یہ جو غار سے نکل کر
 آئے ہیں وہی ہیں جو تین سو نو سال پہلے اس میں جا کر سوئے تھے اور یہ سب بشرطین پائی نہیں گئیں اس لئے
 اس واقعہ کو کسی نبی کا معجزہ قرار دینا ممکن نہیں اب صرف یہی رہ گیا کہ اس واقعہ کو ان اولیاء کی کرامت اور ان پر
 حق تعالیٰ کا ایک احسان مانا جائے

۱۔ تلخیص میں عقلی دلائل حذف کر دئے گئے ۱۲ ترجم (باقی آئندہ)

احادیث۔ اثبات کرامات کے بارہ میں احادیث بہت ہیں (۱) بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ گوارہ میں صرف تین شخصوں نے بائین کی ہیں۔ ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ اور ایک بچے نے جرجہ جوگی کے زمانہ میں اور ایک اور بچے نے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو تو تم جانتے ہی ہو۔ اور جرجہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اس کی مان زندہ تھی یہ ایک روز نماز پڑھ رہا تھا اس کی مان کو اس کی تلاش ہوئی اُس نے پکارا تو جرجہ سوچنے لگا کہ اپنے رب کی نماز زیادہ بہتر ہے یا والدہ کی زیارت۔ مگر پھر نماز ہی پڑھتا رہا اُس کی مان نے دوبارہ پکارا تو اس نے پھر اپنے دل میں یہی خیال کیا یہاں تک کہ اُس نے تین بار پکارا۔ یہ نماز پڑھتا رہا اور مان پکارتی رہی۔ مان کو یہ بہت گران گذرا تو اُس نے بددعا دی کہ اے آلہ العالمین اسے اُس وقت تک موت نہ دیجئے جب تک اسے بدکار عورتیں نہ دکھا دیجئے (اس کی مان کی بددعا کا یہ اثر ہوا کہ) وہاں ایک بدکار عورت تھی اُس نے ارادہ کیا اور کہا کہ میں جرجہ کو ورغلاؤنگی یہاں تک کہ وہ زنا کر لیگا مگر چونکہ یہ بہت پارسا اور نیک تھا وہ عورت اُس پر قابو نہ پاسکی (الفاظاً) وہاں (قریب میں) ایک چرواہا بھی تھا جو رات کو جرجہ کے عبادت خانہ کے نیچے آرہتا تھا جب جرجہ نے اُس عورت کو ناکام کر دیا (اور وہ عورت جرجہ سے مایوس ہو گئی) تو اُس نے چرواہے کو ورغلا دیا اور وہ چرواہا راضی ہو گیا (عورت نے اُس سے زنا کیا تو اُس کے محل رہ گیا اور) پھر اُس کے ایک لڑکا پیدا ہوا تب اُس عورت نے (جرجہ پر بہتان لگایا) اور کہا کہ یہ لڑکا جرجہ کا ہے (اسکو سنکر) بنی اسرائیل جرجہ کے پاس آئے (اور اسکو متہم سمجھ کر یہاں تک غضبناک ہوئے کہ) اُس کا عبادت خانہ توڑ دیا اور اُسے گالیوں دیں (جرجہ اسکو دیکھ کر سخت پریشان ہوا اور اس پریشانی میں) وہ نماز پڑھنے اور دعا مانگنے لگا پھر نماز و دعا کے بعد) بچے کو (اپنی طرف متوجہ کر نیکی واسطے) ایک کو چادیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع دینے کی ہیئات بتانے کیلئے) ہاتھ سے اشارہ فرمایا تھا تو (وہ حالت میری نظروں کے سامنے اس وقت بھی اسی طرح پھر رہی ہے کہ) گویا میں اسکو دیکھ رہا ہوں (غرض کو چادینے کے بعد جرجہ نے لڑکے سے کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کو لٹا ہے لڑکے نے جواب دیا کہ چرواہا تب تو ساری قوم اپنے کئے پر شرمندہ ہوئی اور سب جرجہ سے عذر معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تمہارا عبادت خانہ سونے یا چاندی سے بنا دینگے مگر جرجہ نے ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا اور (اپنا عبادت خانہ) جیسا تھا ویسا ہی

سلسلہ کتب
دیوبند النور
ماہ ذی الحجہ
۱۳۵۹ھ

خود بنا لیا۔ اور دوسرے بچے کا قصہ یہ ہے کہ ایک عورت کے پاس ایک لڑکا تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی سامنے سے ایک خوبصورت طاقتور جوان گذرا تو عورت نے دعا کی کہ اے اللہ میرے بیٹے کو ایسا بنائے بچے نے کہا کہ اے اللہ مجھے ایسا نہ بنائیے۔ پھر ایک عورت گذری جسکے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس نے چوری کی ہے اور زنا کیا ہے اور پھر اُسے سزا دی گئی۔ بچہ کی مان نے دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا نہ بنائیے اسپر بچے نے کہا کہ الہی مجھے ایسا ہی بنائیے اُس کی مان نے ان دعاؤں کے بارہ میں اُس سے پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ وہ جوان بڑا جابر و ظالم شخص تھا اسلئے میں نے اُسے پسند نہیں کیا کہ میں اس جیسا بنوں اور وہ عورت کہا تو یہ جاتا ہے کہ اُس نے زنا کیا ہے مگر اُسے زنا نہیں کیا اور کہا جاتا ہے کہ اُسے چوری کی ہے حالانکہ اُسے چوری نہیں کی اور اسپر بھی وہ یہی کہتی رہی کہ بس مجھے تو اللہ کافی ہے۔

(۳) غار والی حدیث جو حدیث کی صحیح کتابوں میں حدیث مشہور کے درجہ کو چھو نچی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے سالم کے واسطہ سے اور سالم سے زہری کے واسطہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے آدمی سفر میں چلے (جب رات ہو گئی تو) رات گزارنے (کیلئے کسی ٹہکانے کی ضرورت ہوئی آخر اس ضرورت) نے انکو ایک غار کے اندر چھو نچا دیا یہ لوگ غار میں داخل ہو گئے تو (اتفاق سے) پہاڑ پر سے ایک بڑا پتھر لڑھک آیا اور اُس نے غار کے دروازہ کو ٹہک دیا یہ لوگ اندر بند ہو گئے تو بہت پریشان ہوئے اور اس مصیبت سے نجات حاصل کر نیکی لئے مشورہ کیا اور وثوق کیسا تھا یہ رائے قائم ہوئی کہ سب (بالاتفاق) یہ کہا کہ خدا کی قسم تمہیں اس پتھر سے صرف یہی بات نجات دلا سکتی ہے کہ اپنے اپنے نیک عملوں کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اس مصیبت سے نجات دینا ان میں سے ایک شخص نے (دعا شروع کی اور) عرض کیا کہ میرے مان باپ بہت بوڑھے تھے میں شام کے وقت اُن سے پہلے دودھ نہیں پیتا تھا ایک روز وہ ایک درخت کے سایہ میں سو گئے تھے تو میں انہی کے پاس رہا (وہاں سے کہیں نہیں گیا) پھر جب شام کا دودھ دوا اور اُن کے واسطے لیکر حاضر ہوا تو انکو سوتا ہوا پایا اب مجھے نہ یہ پسند ہوا کہ انہیں جگا لون اور نہ یہ پسند ہوا کہ خود اُن سے پہلے پی لون آخر میں ہاتھ میں پیالہ لئے کھڑا رہا اور اُن کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تب وہ جاگے اور اُٹھ کر وہ شام کا دودھ پیا۔ اے آلہ العالمین اگر میں نے یہ سب آپ ہی کی رضامندی کیلئے کیا ہے تو آپ ہم سے پتھر کی اس مصیبت کو حسین ہم مبتلا ہیں دور فرمادیجئے۔

(اس کی دعا کے بعد) وہ پتھر اس قدر کھل گیا کہ وہ غار سے نکل نہ سکے۔ پھر دوسرے نے (دعا شروع کی اور) عرض کیا کہ میرے چچا کے یہاں ایک لڑکی تھی جو تمام دنیا سے زیادہ مجھے محبوب تھی۔ میں نے اُسے (اپنی خواہشات کیلئے) ورغلا یا مگر وہ اس سے باز رہی (اور میرا کہنا نہ مانا) یہاں تک کہ قحط پڑا اور ایک سال بہت سخت آیا تو وہ میرے پاس آئی (اور اپنی تنگدستی و فقر کا حال بیان کیا) میں نے اسکو بہت سا مال اس شرط پر دیا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ خلوت کا موقعہ دیدے (تنگدستی کی مجبوری میں اُس نے مان لیا) جب میں اُس پر پوری طرح قابو پا گیا تو اُس نے کہا کہ تم کو یہ جائز نہیں کہ بدون حق حاصل ہوئے اس مہر کو توڑ دو (مجھ پر آپ کا خوف غالب ہوا اور) میں اس حرکت سے باز آ گیا۔ میں نے اُسکو بھی چھوڑ دیا اور سب مال بھی اُسکے پاس رہنے دیا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ سب آپ کی رضا کیلئے کیا تھا تو آپ ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دیجئے (اس کی دعا کے بعد) وہ پتھر اور کھل گیا مگر (پھر بھی) یہ لوگ نکل نہیں سکے۔ فرمایا پھر تیسرے شخص نے (دعا کرنا شروع کی اور) عرض کیا کہ اے آلہ العالمین میں نے چند مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا (جب وہ کام پورا کر چکے تو) میں نے سب کو ان کی مزدوریاں دیدیں سوائے ایک شخص کے کہ وہ (مزدوری کو کم سمجھ کر یا یہ سمجھ کر کہ پھر لیون گا) اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا (میں نے اس کی مزدوری سے کاروبار شروع کر دیا) حتیٰ کہ اس کی مزدوری سے بہت کچھ نفع ہوا اور اُس سے بہت مال و دولت حاصل ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آیا اور (مجھ سے) کہا کہ اے اللہ کے بندے میری مزدوری مجھے دیدے۔ میں نے کہا کہ یہ جو کچھ مال تم دیکھ رہے ہو اونٹ بکریاں غلام وغیرہ یہ سب تمہاری ہی مزدوری ہے وہ (یہ سن کر) کہنے لگا اے اللہ کے بندہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے (میں اسکو نہیں مانگتا میں تو صرف اپنی مزدوری چاہتا ہوں) میں نے کہا نہیں میں ہنسی نہیں کرتا (یہ سب کچھ مال و دولت تیری ہی مزدوری سے کاروبار کر کے حاصل ہوا ہے اسلئے واقعی یہ سب کا سب تیرا ہی مال ہے) تو اُس نے سب کا سب مال لیلیا، اے اللہ اگر میں نے یہ صرف آپ کی ہی رضا کی واسطے کیا ہے تو آپ اس مصیبت کو جس میں ہم مبتلا ہیں دور فرما دیجئے (اس کی دعا کے بعد) وہ پتھر غار کے اوپر سے ہٹ گیا اور یہ تینوں نکل کر چلے گئے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بخاری و مسلم میں ہے۔

(۱۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ بہت سے پرگتہ حال غبار آلود پھٹے کپڑوں والے

جن کا (عام طور سے لوگوں کے یہاں) کوئی خیال نہیں کیا جاتا ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کسی کام کے ہونے پر قسم کہا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اُسے پوری فراڈینگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز اور اُس چیز (یعنی معمولی یا بڑی چیز بلکہ بڑے سے بڑے کام میں بھی) کوئی فرق نہیں فرمایا۔

(۴) سعید بن مسیب رحمہ اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص ایک گائے لئے جا رہا تھا اور اُسے اُسکے اوپر کچھ سامان لا رہا تھا گائے نے اُس کی طرف منہ موڑ کر کہا کہ میں اس کام کیلئے نہیں پیدا کی گئی ہوں کھیتی کے کاموں کیلئے پیدا کی گئی ہوں لوگوں نے سنا تو بہت تعجب کیا کہ سبحان اللہ گائے بھی بولتی ہے (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو) حضور نے فرمایا کہ اس پر مین اور ابو بکر اور عمر ایمان رکھتے ہیں۔

(۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ یکا یک ایک شخص بادل میں سے کراک کی یا (وہیسی ہی) ایک آواز سنتا ہے کہ کوئی شخص بادل کو حکم دے رہا ہے کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے یہ شخص کہتا ہے کہ میں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تو مجھے اسکے نتیجہ کا شوق ہوا اور میں بھی اُس باغ کی طرف چل دیا وہاں ایک آدمی کھڑا تھا۔ میں نے پوچھا آپ کا کیا نام ہے اس نے بتایا کہ فلاں پس فلاں میں نے پوچھا آپ جب اس باغ کا پھل توڑتے ہیں تو کیا کیا کیا کرتے ہیں۔ اُس نے کہا تم کیوں پوچھتے ہو۔ میں نے کہا کہ میرے پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب بادل ٹھا تو میں نے بادل میں سے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے (تو مجھے اشتیاق ہوا کہ تم سے ملکر پوچھوں کہ تم ایسا کیا نیک کام کرتے ہو جس سے تم پر اس قدر غیبی عنایات ہوتی ہیں تاکہ میں بھی ایسا ہی کام کیا کروں) اُس نے کہا کہ تم ایسا کہتے ہو تو سنو۔ میں اس کی آمد کے تین حصے کرتا ہوں ایک حصہ تو اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے رکھتا ہوں اور ایک حصہ مسکینوں اور مسافروں کو واسطے نکال دیتا ہوں اور ایک حصہ پھر اسی میں لگا دیتا ہوں۔

آثار صحابہ۔ مناسب یہ ہے کہ ہم پہلے وہ کرامتیں ذکر کریں جنکے متعلق منقول ہے کہ یہ حضرات خلفائے راشدین سے صادر ہوئی ہیں اور ان کے بعد ان کرامتوں کو جو اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ظاہر ہوئی ہیں یہاں تک امام رازی کا مضمون چلا آ رہا ہے آگے مصنف کہتے ہیں کہ یہاں امام فخر الدین رازی نے ان حضرات کی وہ کرامتیں بیان کی ہیں جنکو میں نے ان سے اور دوسرے حضرات سے کرامات صحابہ

میں نقل کی ہیں۔ پھر امام موصوف نے بیان کیا ہے کہ صوفیہ کی کتابوں میں کرامتوں کے بارہ میں بحیر
روایتیں موجود ہیں جو شخص ان کو دیکھتا چاہتا ہو وہ کتب صوفیہ کا مطالعہ کرے۔ ص ۹

کل صفحہ ۱۳ سطر ۱۳

اب یہ اور باقی رہ گیا کہ ہم کرامت اور استدراج میں فرق بیان کریں تو ہم کہتے ہیں کہ کرامت والا
کرامت سے محفوظ نہیں ہوتا بلکہ کرامت کے ظاہر ہونے کے وقت اُسپر اللہ تعالیٰ کا خوف غالب اور انکے
قہر کا تسلط ہو جاتا ہے وہ ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں اس کا یہ فعل استدراج نہ ہو اور صاحب استدراج
اُس فعل سے جو اس سے صادر ہو جاتا ہے محفوظ ہوتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس نے یہ کرامت اسلئے
پائی ہے کہ وہ اس کا مستحق تھا وہ اس وقت دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اس فعل کی وجہ سے تکبر کرنے لگتا ہے
اللہ تعالیٰ کی تدابیر و گرفت سے مطمئن ہو جاتا ہے اور بد انجامی سے خوف محسوس نہیں کرتا تو جب خرق
عادت والے پر ان باتوں میں سے کوئی سی بات ظاہر ہو تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اُس کا یہ فعل استدراج
کرامت نہیں۔ اسی راز کی وجہ سے محققین نے کہا ہے کہ جب بارگاہ لائزال سے انقطاع ہوتا ہے اکثر
مقام کرامات ہی میں ہوتا ہے اسی وجہ سے محققین کو دیکھو گے کہ وہ کرامتوں سے ایسے ہی ڈرتے رہتے
ہیں جیسے اور اور بلاؤں سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس بات پر کہ کرامتوں سے محفوظ ہونا راہ حق سے
منقطع کر دینا ہے کئی دلیلین ہیں۔

(۱) خرق عادت پر گھٹن جب حاصل ہوتا ہے کہ الشان یہ اعتقاد کیسے کہ وہ اس کرامت کا مستحق ہے ورنہ
یہ فرض کرنے پر کہ وہ اس کا مستحق نہ تھا اسکو کرامت سے کوئی فرحت نہیں حاصل ہو سکتی بلکہ فروری ہے کہ
اپنے مولے کے فضل و کرم کی فرحت اپنی ذات کی فرحت سے بھی زیادہ ہو نہ یہ کہ خود کرامت پر فرحت ہو
حاصل یہ ہے کہ جب صاحب کرامت اپنے کو کرامت کا مستحق نہیں سمجھتا بلکہ اُسے محض فضل و کرم الہی
سمجھے گا تو اُسکو نفس کرامت پر تو کیا مسرت ہوتی اپنے کو غیر مستحق سمجھنے کی وجہ سے کرامت کے اپنی ذات کے
متعلق ہونے کی وجہ سے اپنی ذات پر بھی فرحت نہیں ہوتی۔ پس محض فضل و کرم الہی کی فرحت ہوتی ہے اور
یہ فرحت اپنی ذات کے انتساب کی فرحت پر غالب ہوتی ہے اور جو شخص اپنے کو اس کا مستحق سمجھے گا
تو اُسکو فضل و کرم کا تو احساس ہی نہ ہوگا اسلئے اسکو اس کی فرحت بھی نہ ہوگی۔ ہاں مستحق سمجھنے کی وجہ سے

کے غیر متبع شریعت سے اگر کوئی بات خلاف عادت و معمول صادر ہوتی ہے اسکو استدراج کہتے ہیں ۱۲ مترجم

اپنی ذات سے متعلق ہو نیکی فرحت ہوگی اور اس بھی زیادہ فرحت نفس کرامت کے صدور کی ہوگی) تو ثابت ہو گیا کہ کرامت سے محفوظ ہونے والے کو کرامت پر جو فرحت ہوتی ہے وہ اپنی ذات پر فرحت سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کرامت پر فرحت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب یہ اعتقاد ہو کہ یہ اُس کا اہل مستحق ہے اور یہ (خود کو کرامتوں کا مستحق سمجھنا) عین جہالت ہے کیونکہ فرشتے تو جناب باری میں یہ عرض کرتے ہیں لا علم لنا الا ما علمتنا (ہمیں کچھ علم نہیں سوائے اُس کے جو جناب تعظیم فرمایا ہے) اور حق تعالیٰ نے اس پر بھی یہ ارشاد فرمایا ہے ما قدرت الله حق قدره (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ان کی شان کے موافق نہیں کی) (یعنی جب فرشتے باوجود اعتراف فضل و کرم و اقرار عدم استحقاق کے بھی ناواقف و ناقد رسناش قرار دے گئے تو یہ انسان جو خود کو مستحق سمجھے اور فضل و کرم محض ہونے کا اعتراف نہ کرے کس درجہ بے علم و جاہل ہے یا کمال ظاہر ہے) دوسرے عقلی دلیل سے بھی ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ پر مخلوق میں سے کسی کا کوئی حق نہیں ہے تو پھر کسی کو خود کو کسی بات کا مستحق گمان کرنے کا خیال کیسے ہو سکتا ہے۔

(۲) کرامات ذات باری کی غیر ہیں تو کرامت پر فرحت غیر اللہ پر فرحت ہوئی اور غیر اللہ پر فرحت اللہ تعالیٰ سے حجاب ہے تو جو چیز حجاب سمائی ہوئے ہو تو اُس پر فرحت دوسرے کیسے ہو سکتا ہے،

(۳) جو شخص اپنے دل میں اس کا اعتقاد رکھے گا کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے کرامت کا مستحق ہوا ہے تو اُس کے دل میں اُس کے اعمال کی بہت وقعت ہو جائیگی اور جس کے دل میں اپنے اعمال کی وقعت ہوتی ہے وہ جاہل ہوتا ہے (عارف نہیں ہو سکتا کیونکہ) اگر وہ اپنے رب کو پہچانتا ہوتا تو جان لیتا کہ اُس کی عظمت شان کے سامنے تمام مخلوق کی تمام عبادتیں ہیچ اُس کی نعمت اور رزق کے مقابلہ میں ساری خلقت کا شکر کا لہدم اور ان کی عزت و رفعت کے آگے تمام کائنات کے علوم و معارف حیرت و جہالت ہیں۔ میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک معلم نے حضرت ابو علی الدقاق کی مجلس میں یہ پڑھا یا لیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (خدا تعالیٰ کی طرف ہی کلمہ خیر بلند ہوتا ہے اور وہ نیک عمل کو رفعت دیتے ہیں) تو آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے علون کو رفعت دینے کی علامت یہ ہے کہ وہ عمل تمہارے پاس باقی نہ رہے (یعنی تم کو اُس پر ناز نہ ہوا اور تم اُس کو قابل قدر سمجھے ہوئے نہ ہو اگر تمہارا عمل تمہاری نظر میں باقی رہ جائے تو وہ دفع کیا ہوا ہے اور اگر تمہاری نظریت باقی نہ رہے تو رفع کیا ہوا ہے اور مقبول ہے۔

(۴) صاحب کرامت کو کرامت اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ بارگاہ الہی میں انکسار و تواضع کرے تو

جب وہ ان کرامتوں کی وجہ تفوق خودداری اور تکبر کرے گا تو وہ کیفیت ہی باطل ہو جائیگی جس کی وجہ سے یہ کرامت تک پھونچ گیا تھا تو (اپنے کو مستحق سمجھنے اور ان سے محفوظ ہونے کیساتھ) کرامتوں کے صادر ہونے کا طریقہ کرامتوں کے صادر نہ ہونے تک پھونچانے والا اور مردود کرنے والا ہے۔ اسی راز کی وجہ سے جب کبھی حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات بابرکات کے اوصاف و فضائل بیان فرمائے ہیں ہر ایک کے آخر میں یہ بھی فرمایا ہے ولا فخر (اسپر کوئی فخر نہیں) یعنی میں ان امور پر فخر نہیں کرتا بلکہ ان کے عطا اور یہ فضل و کرم کر نیوالے پر فخر کرتا ہوں)۔

(۵) ابلیس اور بلعام سے بڑی بڑی کھلی کھلی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ لیکن ابلیس کے متعلق تو یہ فرمایا گیا کہ کان من الکافرين (اور وہ کافروں میں سے تھا) اور بلعام کیلئے ارشاد ہے فمثلہ مکمل الکلب (تو اس کی مثال کتے کی سی ہے) اور علمائے نبی اسرائیل کیلئے فرمایا ہے مثل الذین حملوا التوراة ثم اخرجوها کمثل الحمار جمیل (ان لوگوں کی مثال جنکو تورات دی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اُسپر عمل نہیں کیا اس گدھے کی سی ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو) اور انہی کے بارہ میں ارشاد ہے وما اختلف الذین اتوا الكتاب الا من بعد ما جاءهم العلم بغیا بینہم (ان لوگوں میں جنکو کتاب دی گئی ہے اختلاف نہیں ہوا مگر اسکے بعد کہ ان کے پاس علم آچکا تھا ایک سے دوسرے پر زیادتی کی وجہ سے ہوا) تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا گمراہیوں اور ظلمتوں میں واقع ہو جانا اپنے علم و ہدایت پر جو انکو دیا گیا تھا مغرور ہو جانیکی وجہ سے تھا۔

(۶) کرامات خالق کرامات کی غیر ہیں اور جو شے بھی غیر خالق ہے وہ سچ اور ذلیل ہے اور جو شخص کسی ذلت والی شے سے عزت کا مدعی ہے وہ خود ذلیل ہے (اسلئے خالق کو چھوڑ کر غیر خالق یعنی کرامات سے عزت کا مدعی خود ذلیل ہے) انہی معنی سے حضرت خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (جب آگ میں ڈالتے کیوقت لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ تمکو کوئی حاجت ہو تو کہو) اسپر فرمایا کہ مجھکو تم سے کوئی حاجت نہیں ہے کیونکہ حاجتمندوں سے حاجت روائی چاہنا خود محتاجی اور عاجزوں سے قوت چاہنا عجز اور ناقصین سے کمال کا طالب ہونا نقص اور حادث شے سے سرور ہونا حماقت ہے ہاں حق تعالیٰ کی طرف بالکلیہ متوجہ ہو جانا اخلاص ہے، تو ثابت ہوا کہ جب درویش کرامت سے محفوظ و سرور ہوگا تو اپنے درجہ سے گرجائے گا اور جب کرامتوں میں خالق کرامات کا اور اس اعزاز میں

اعزاز دھندہ کا اور مخلوق میں خالق کا مشاہدہ کرے گا اس وقت وصول الی اللہ کا مستحق ہوگا۔
 (۷) اپنی ذات اور اپنی صفات پر فخر کرنا فرعون اور ابلیس کی صفت ہے کیونکہ ابلیس نے کہا تھا انا
 خیر منہ (میں آدم سے بہتر ہوں) اور فرعون نے کہا تھا ابلیس لی ملک مصر (کیا میرے پاس
 مصر کا ملک نہیں ہے) اور ہر وہ شخص جو خدائی کا یا نبوت کا بھوٹا دعویٰ کرتا ہے اُس کی غرض سوائے
 اپنے نفس زینت دینے (اور دنیا پر سے ممتاز بنانے) اور حرص و خود پسندی کو تقویت دینے کے
 اور کچھ نہیں (اس لئے اپنے کو ممتاز بنانا خود پسندی کرنا چھوٹے مدعیان خدائی و نبوت کا سا کام ہے
 اسکو ولایت و بزرگی سے کیا تعلق تو کرامتوں پر فرحت و سرور اور غرور کرنا مقبولیت کی نہیں مردودیت
 کی علامت ہے) اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی
 ہیں جن میں آخری چیز انسان کا خود پسندی کرنا بیان فرمائی ہے۔

(۸) حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے فخذ ما آتیتک وکن من الشاکرین واعبد ربک حتی
 یاتیک الیقین (لیو جو کچھ ہمنے تمکو عطا کیا ہے اور شکر گزاروں میں ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کی
 عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ یوم الیقین یعنی قیامت آجائے) جب صاحب کرامت کو کرامت
 جیسا زبردست عطیہ عنایت فرمایا ہے تو اسکو اسپر عطا کنندہ کی شکر گزاری کا حکم فرمایا ہے
 نہ کہ عطیہ پر مسرور ہونے کا (اس لئے اس سے محفوظ و سرور ہونا اور احسان کا شکر گزار نہ ہونا مرضی
 الہی کے خلاف ہے)

(۹) جب حق تعالیٰ جل و علا شانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بادشاہ اور نبی بندہ
 ہونے میں اختیار دیا تو حضور نے (بندہ ہونا اختیار فرمایا بادشاہ ہونا پسند نہیں فرمایا اور) ملک
 کو ترک فرما دیا تھا حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک ایسے ملک کا حاصل کرنا جو مشرق سے مغرب
 تک ہو کرامت میں سے نہیں بلکہ معجزات میں سے تھا پھر بھی حضور نے ملک کو ترک فرما دیا اور عبدیت کو اختیار
 فرمایا تو یہ اس لئے فرمایا ہے کہ جب آپ عبد ہونگے تو آپ کو اپنے مولے پر فخر ہوگا۔ اور جب بادشاہ
 ہونگے تو غلاموں پر فخر ہوگا پھر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدیت کو اختیار فرمایا اس وجہ سے انہیں

۱۔ وہی التحیات جو ہم لوگ حنفیہ نماز میں پڑھتے ہیں اور بعض دوسرے ائمہ کے یہاں

دوسرے صحابہ کی روایت سے ذرا مختلف ہے ۲ مترجم۔

میں جسکو عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا ہے یہ سنت فرمایا کہ دو مین شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ
تعالیٰ کے بندے اور ان کے رسول ہیں، اور معراج کے بارہ مین ہے سبحان الذی اسیٰ لعبدہ
پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو لیگئی (ارشاد فرمایا ہے) تو خدائے قدوس کی بندگی اور اس کے
فضل کی محتاجی کا فخر سنت نبویہ ہے اور غیر پر فخر و فرحت خلاف طریق مصطفویٰ ہے)

(۱۱) مولیٰ سے محبت رکھنے والا اور ہوتا ہے اور مولیٰ کی طرف کچھ سے محبت رکھنے والا اور۔ تو جو
شخص مولیٰ سے محبت رکھنے والا ہوگا وہ غیر مولیٰ پر سرور نہ ہوگا اور نہ غیر مولیٰ سے کوئی حظ حاصل
کرے گا اس لئے غیر مولیٰ سے سرور ہونا اور اس سے حظ حاصل کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ مولیٰ سے محبت
رکھنے والا نہیں بلکہ حظ نفس کی محبت والا ہے اور حظ نفس نفس ہی کی (محبت کی) وجہ سے مطلوب ہوتا ہے
تو ایسے شخص نے نفس سے محبت کی مولیٰ سے محبت نہیں کی (اور اس کا مطلوب نفس ہی ہوا مولیٰ نہیں ہوا) بلکہ
خود مولیٰ کو بھی اسی مطلوب اور پرے بت یعنی نفس کی مطلوبیت کا ذریعہ بنا لیا ہے (تو یہ مولیٰ کا طالب
نہیں ہوا بلکہ اپنے مولیٰ کو بت پرستی کا ذریعہ بنا لیا ہوا) جیسے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے افرأیت
من اتخذ اهلہ ہواہ (کیا تم نے اُسکو دیکھا ہے جسے اپنا معبود خواہش نفس کو بنا لیا) تو یہ شخص ایک
برے بت کی عبادت کرنے والا ہوا اور محققین نے بیان کیا ہے کہ بتوں کی عبادت مین سے کسی کی
عبادت اس قدر مضر نہیں جتنی نفس کی عبادت مضر ہے اور بتوں کی عبادت سے اس قدر اندیشہ
نہیں ہے جتنی کہ امتوں پر سرور ہونے سے ہے

(۱۲) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب و
من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ (جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے راستہ
نکال دینگے اور ایسی جگہ سے اُسکو رزق دینگے کہ وہ گمان بھی نہ کر سکے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اُسکو کافی ہو جاتے ہیں) اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کا خوف نہ رکھے گا اور
توکل نہ کرے گا اُسکے واسطے ان افعال و احوال مین سے کچھ بھی نہ ہوگا (اس سے ثابت ہوا کہ کرامات
پر خوش ہونے سے چونکہ حق تعالیٰ کا خوف اور اُن پر توکل نہیں رہتا اس لئے وہ خوش ہونے والا پھر ان
کرامتوں کا اہل ہی نہیں رہتا تو یہ کرامت عدم کرامت کا سبب ہو گئی)

ص ۱۱ کل ۱ صفحہ ۷ اسطر ۲

ص ۲

کرامات اولیاء معجزات انبیاء کا تتمہ ہوتی ہیں اسکے معنی یہ ہیں کہ جب کسی (نبی کی امت میں کے) اولیٰ سے
 نبی (کی وفات) کے بعد کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے تو یہ کرامت اُسکے نبی کے معجزات کا تتمہ ہوتی ہے
 (کیونکہ اس ولی کو بچہ کچھ فیض حاصل ہوا ہے وہ اس نبی سے ہی ہوا ہے اور اُسکے ہاتھ پر جو خرق عادت
 ظاہر ہوا ہے چونکہ وہ اسی نبی کے فیض کی وجہ سے ہے تو وہ بھی نبی سے ہی ظاہر ہوا ہے یا ان بلا واسطہ
 نہیں ہوا بلکہ اس ولی کی واسطہ سے ہوا ہے تو جو خرق عادت نبی سے ظاہر ہوا تھا وہ معجزہ بلا واسطہ ہے
 اور جو خرق عادت اُسکے فیض یافتہ ولی سے ظاہر ہوا ہے وہ بھی اُسی کا معجزہ مگر معجزہ بالواسطہ ہے اسلئے
 ولی کی کرامت اُسکے نبی کا معجزہ بالواسطہ یا یوں کہئے کہ تتمہ معجزہ ہے) اسی طرح اس امت کے نیک بندوں
 کی کرامتیں بھی اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کے تتمہ ہیں اور اولیائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کا
 وجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ رہنے والے معجزات میں کہ انہی کی برکت سے لوگوں کی
 حاجتیں پوری ہوتی ہیں انہی کی بدولت ہر دن سے بلائیں دفع کیجاتی ہیں انہی کی دعاؤں سے حق تعالیٰ
 کی رحمت نازل ہوتی ہے اور انہی کے وجود کی برکات سے عذاب دفع کئے جاتے ہیں
 جامع کتاب فقیر یوسف نبہانی عرض کرتا ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء
 کی کرامتیں رہ نسبت دوسری امتوں کے بہت زیادہ ہیں اسکی حکمت کیا ہے تو حقیقت حال تو
 اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے لظاہر یہ ہے کہ معجزوں کی کثرت سے حیات میں بھی اور بعد وصال بھی حضور اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کا سید الانبیاء ہونا ظاہر کرنا ہے (کہ تمام انبیاء کے معجزات بواسطہ یا بلا واسطہ
 حقیقہ رہوئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بواسطہ و بلا واسطہ اُن سب سے اُسی قدر زیادہ
 ہیں حقیقہ حضور کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اسلئے معجزوں کی زیادتی مرتبہ کی زیادتی کو ظاہر کرتی ہے ایک
 وجہ اولیاء امت محمدیہ کی کرامتوں کے زیادہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ چونکہ حضور خاتم النبیین محبوب العالین
 ہیں اور آپ کا دین قیامت تک باقی رہنے والا ہے اسلئے اسباب تصدیق کی ضرورت بھی عرصہ دراز
 (بلکہ قیامت تک رہیگی اور اسباب تصدیق رسالت میں سے قوی اسباب کرامات اولیاء بھی ہیں
 جو درحقیقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی معجزے ہیں اور یہ اُس سید المعجزات قرآن مجید
 کے علاوہ ہیں جو بہت سے کہلے کہلے معجزوں کا جامع خدائے قدوس کا کلام قدیم سرایا حکمت ہی
 جسکے سامنے سے باطل آسکتا ہے نہ پیچھے سے اور حکمت والی ذات کا نازل کیا ہوا ہے اذن

علامات قیامت کے بھی علاوہ ہیں جنکا ظہور یکے بعد دیگرے حسب ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا رہے گا اور انہی کرامتوں کی وجہ سے یہ کیفیت ہے کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے درمیان تشریف فرما ہیں اور لوگ وصال کے بعد حضور کے معجزات کا ایسا ہی مشاہدہ کر رہے ہیں جیسا کہ حیات شریفہ میں کرتے تھے تاکہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے ایمان میں ترقی و قوت ہو اور جو لوگ اب تک ایمان سے مشرف نہیں ہوئے ان میں سے جسے چاہیں اللہ تعالیٰ ہدایت بخشدین، کرامتوں کا کثرت سے صادر ہونا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضور کی امت میں اولیاء اللہ کی کثرت ہو اور اولیاء کے کرام کی تعداد جیسے کہ شیخ اکبر سلطان العارفين سیدی محی الدین بن عربی وغیرہ نے اُس حدیث سے جو اس باب میں وارد ہوئی ہے سند حاصل کر کے اور کشف صحیح سے معلوم کر کے بیان فرمایا ہے ہر زمانہ میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد کے موافق ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ ان حضرات کے ہاتھوں پر کس قدر کرامتیں ظاہر ہوتی ہوں گی اور چونکہ سب کی سب کرامتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے ہی ہیں اس لئے ان کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے روز بروز حد و شمار سے زیادہ بڑھتے رہتے ہیں۔

کرامتوں کے بشمار اور عرصہ دراز تک ہونے کی وجہ سے میں نے بیان کی ہے دراصل یہی اصلی سبب ہے کہ صحابہؓ کے ہاتھوں پر بہ نسبت بعد کے اولیاء اللہ کے کرامتیں کم ظاہر ہوئی ہیں کیونکہ دین کی صحت کا ثبوت مومنین کے ایمان کی ترقی اور غیر مومنین کی ہدایت صحابہ رض کے زمانہ میں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزوں سے ہی حاصل ہو جاتی تھی جنکو یہ حضرات ہر وقت مختلف انواع سے مشاہدہ کرتے رہتے تھے اس لئے گو حضرات صحابہؓ کی کرامتیں بھی اور اولیاء کی کرامتوں کی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہی شمار ہوتی تھیں لیکن انکی ضرورت بہ نسبت بعد کے اولیاء کی کرامتوں کے کم تھی۔

علامہ تاج الدین سبکیؒ نے بھی طبقات میں بیان کیا ہے کہ اگر تم یہ سوال کرو کہ یہ کیا بات ہے کہ صحابہؓ کے زمانہ میں ان کی کرامتیں گویا لفظ ہایت ہیں لیکن ان کرامتوں کی بہ نسبت جو ان کے بعد کے اولیاء کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئی ہیں بہت کم ہیں تو پہلا جواب تو وہ ہے جو حضرت امام جلیل المرتبت احمد بن حنبلؒ نے اس سوال کا عنایت فرمایا تھا کہ اس زمانہ کے لوگوں کے ایمان خود بہت قوی تھے ان کو کسی ایسی بات کی بھی ضرورت نہ تھی جسے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہو اور دوسرے لوگ اپنے اپنے زمانوں میں ضعیف

الایمان ہوئے ہیں اس لئے ان کے ایمانوں کو قوی کر نیکی واسطے کرامتوں کے اظہار کی ضرورت بہت زیادہ ہوئی ہے، اور اسی کی نظر حضرت سہروردی رحمہ اللہ ارشاد ہے کہ خرق عادت کا ظہور جس کے ہاتھ پر ہوتا ہے یہ اس کے ضعف یقین کی وجہ سے حق تعالیٰ کی طرف سے اپنے عابد و زاہد لوگوں پر ایک رحمت اور ثواب عاجل کے طور پر ہوتا ہے اور ان سے اوپر کے درجہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دلوں سے حجابات اٹھ چکے ہیں ان کو ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں رہی۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کی کرامتوں کو نقل کرنا غیر ضرور سمجھا گیا ہے کیونکہ ان حضرات کے مرتبہ کی عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونا اور راہ مستقیم پر شہادت سے قائم ہونا جو خود نہایت زبردست کرامت ہی یہی کافی ہے باوجود اسکے کہ ان کے ہاتھوں پر دنیوی فتوحات ہی بہت کچھ ہوئی ہیں حالانکہ نہ انہوں نے دنیا کی طرف التفات فرمایا نہ ادھر کوئی توجہ کی اور پھر ان میں سے کسی پر بھی دنیا نے کوئی اثر نہیں کیا جیسے دوسرے لوگوں پر فتوحات دنیویہ کا اثر ہوتا ہے کہ ان کے مرتبہ میں تنزل ہو جاتا ہے ان میں سے کسی شخص پر بھی ایسا اثر نہیں ہوا اور باوجود اسکے دنیا سے ان کا اعراض بہت ہی زیادہ ہے۔ پھر دنیا ان حضرات کی پاس اس سے کئی گنی زیادہ تھی جواب ہمارے پاس ہے ان کو تو سوائے اعلاء کلمۃ اللہ اور بارگاہ الہی متوجہ رہنے کے اور کوئی شوق ہی نہ تھا علامہ سبکی کا قول ختم ہو گیا،

امام قشیری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ (قشیریہ) میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی ولی سے دنیا میں کوئی کرامت ظاہر نہ ہو تو اس سے ولایت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی یہ ولی جس سے کسی کرامت کا ظہور نہیں ہوا اُس ولی سے افضل ہوتا ہے جس سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ افضل ہونا یقین کی بیشی (اور اس کی بختگی کی زیادتی) سے ہوتا ہے نہ کہ کرامات کے ظہور سے (اس لئے جس کا یقین بختگی کے بہت اعلیٰ درجہ پر ہو گا اُس کی ولایت افضل ہوگی چاہے اُس سے ایک کرامت کا بھی ظہور نہ ہوا ہو) امام یافعی کا قول ہے کہ وہ ضروری نہیں کہ جو ولی صاحب کرامت ہو وہ غیر صاحب کرامت ولی سے افضل ہو بلکہ کبھی کبھی بعض غیر صاحب کرامت صاحب کرامت سے افضل ہوتے ہیں۔ اور سیدی حمی الدین بن امروہی رضی اللہ عنہ نے مواقع النجوم میں بیرون کی خاص کرامتوں جیسے پانی پر یا ہوا پر چلنا وغیرہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ سب سب اصحاب مقامات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے سردار وقت، بزرگ متقی، سر پائے خیر اللہ والے۔ اولیاء اللہ اشرف ترین زمانہ اور

ابدال میں لیکن ان سب میں سے یا قوت سرخ اک عظیم الشان پائے اعمال غیر کی طرف التفات سے پاک تمام اوصاف نیک کے مالک کل آفات سے بری۔ حجابات محفوظیت اور تاریکی وجودات اور فناء مشہور کی ظلمت میں مستور عروس نور وہ ہیں جو نہ خود کو سیکھ پہچانتے ہیں نہ انکو کوئی پہچانتا ہے کبھی ظاہر کر دے جاتے ہیں اور کبھی نہیں کئے جاتے اور نہ انکو کوئی یاد کیا کرتا ہے تم انکو اس حالت میں پاؤ گے کہ کسی دکان میں پڑے ہو گئے کتے انکو لپٹے ہو گئے یا بدخوا اس ہو گئے کہ اُنکے پتھر مارے جاتے ہو گئے نہ کسی کو ان کا اہتمام ہو گا نہ اُن کی طرف نظر پڑے اٹھتی ہوں گی حق تعالیٰ کی اس غیرت نے جو ان کی ذات سے متعلق ہے انکو لوگوں سے محبوب کر دیا، شیخ ابن عربی نے یہ مضمون یہاں تک بیان کیا ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بزرگ جو مراد کی درجہ پر ہیں برگزیدہ احوال یا قوت وقت اور اکسیر وجود ہیں ان سے یہ کرامتیں بالکل صادر ہی نہیں ہوتیں بلکہ کسی کسی وقت کسی مصلحت سے ہو بھی جاتی ہیں مگر ہمیشہ موتی میں اس کی کوئی سبیل نہیں اور اس کی وجہ ایک مخفی راز غرض شیخ اکبر رضی اللہ عنہ یہ فرما رہے ہیں کہ اولیاء اللہ کا یہ گروہ باوجود عظیم الشان ہونیکے ایسا ہے کہ اسکے ہاتھوں پر کرامتوں کا صدور بہت کم ہے یہ لوگ چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے حالات مجہول و مستور رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سب پر اپنی رضا کی بارش نازل فرمائیں۔ اب تم یہاں سے معلوم کر سکتے ہو کہ اس کتاب میں جو حضرات دوسروں سے زیادہ کرامتوں والے ہیں تو اُن کی کرامتوں کا زیادہ ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ یہ حضرات دوسرے حضرات سے افضل ہو گئے کیونکہ تم سن چکے ہو کہ بعض غیر صاحب کرامات اولیاء صاحب کرامات سے افضل ہوتے ہیں مگر یہ حضرات (باوجود کرامتوں کے) صرف درجہ ولایت کی وجہ سے فضل عظیم کے مالک ہوتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو حق سبحانہ ان حضرات کو کبھی بھی کرامتوں سے مشرف نہ فرماتا اور ان کیلئے کبھی فرق عادت نہ فرماتے۔

کبھی کبھی بعض چھوٹے مدعی صوفیوں کا بھیس بھرنے والے خود کو اہل ارشاد سمجھنے والے حالانکہ حقیقت میں وہ اہل ارشاد نہیں اہل جہل و فساد اور صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں اس ڈر سے کہ کہیں کرامتوں کے صادر نہ ہونیکی وجہ سے لوگوں سے ان کی عقیدت نہ جاتی رہے یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ بھی اسی مقدس گروہ میں سے ہیں اور ولایت میں ان کا درجہ کرامات والے بزرگوں سے بڑھا ہوا ہے اور پھر ان صاحب کرامات بزرگوں کی تحقیر تو یہیں بھی کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت و اعتبار قائم رہے لیکن خدا کی قسم یہ وہ لوگ ہیں جو تمام شر والوں سے زیادہ اہل شر اور تمام فاجروں سے بڑے فاجر ہیں بلکہ

ان سے تو وہ عوام و جمہال بہت بہترین جو علی الاعلان فسق و فجور میں مبتلا ہیں صلیح
کل صفحہ ۲۳ سطر

مطلب دوم کرامات کی قسمیں

علامہ تاج الدین سبکی رح نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں
(۱) مردوں کا زندہ کرنا اور دلیل میں ابو عبد اللہ سری کا قصہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جنگ میں
اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ اُن کی سواری کو زندہ فرما دین اور حق تعالیٰ نے (اُسکو ان کی دعا سے) زندہ فرما دیا تھا
اور مفرج دما مینی کا قصہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جُھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا کہ اڑ جاؤ تو وہ اڑ گئے
میں نے اور شیخ اہل کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آگئی اور شیخ
عبدالقادر کی حکایت لکھی ہے کہ اپنے گوشت کھا لینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اُس خدا کی اجازت
سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتے ہیں تو مرغ اُٹھ کھڑا ہو گیا تھا اور شیخ ابو یوسف ہمامی کا
واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس شریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اُٹھ جاؤ وہ اُٹھ
اُٹھا ہوا تھا اور ہر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے
جسکے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو اُن کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین بی
سے سنا ہے کہ ان کے گھر میں ایک چھوٹا بچہ چھپت سے گر گیا اور مر گیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور
اللہ تعالیٰ نے اُسے زندہ کر دیا تھا ان سب واقعات کے نقل کرنے کے بعد سبکی رح کہتے ہیں کہ کرامات کی
اس قسم میں جو جو واقعات بیان کئے جاتے ہیں چونکہ وہ بہت زیادہ ہیں اسلئے اُن سب کے ضبط کمرہ نیک کی کوئی صورت
نہیں ہے پھر کہتے ہیں کہ میں اس پر ایمان تو رکھتا ہوں لیکن یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ بات
پایہ ثبوت کو نہیں چھو نچی ہے کہ کسی ولی کی کرامت اکیلے ایسا ہوا ہو کہ ایک طویل ترین زمانہ کامرہا ہو مردہ
ہڈیوں کے بوسیدہ ہو چکنے کے بعد زندہ کیا گیا ہو اور پھر وہ ایک طویل عرصہ تک زندہ رہا ہو کرامت کا یہ
درجہ نہ ہم تک چھو نچا ہے نہ میں اس کا اعتقاد رکھتا ہوں البتہ پہلے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کیلئے ایسا واقع
ہونے میں کوئی شک نہیں ہے یہ درجہ معجزہ کا میوتا ہے کرامت اس درجہ تک نہیں چھو نچ سکتی یا نہ یہ جائز
تھا کہ نبوت کے ختم ہونے سے پہلے پہلے کوئی نبی زمانہ سابق کی مدت کی گزری ہوئی امتوں کو زندہ کر لیا

جو ان سے ایک پہاڑ پر ملے تھے کہ وہ اپنا بیج اور اندھون اور دوسرے بیماروں کو تندرست کر دیا کرتے تھے اور جیسے کہ شیخ عبدالقادر سے روایت ہے کہ ایک مجبور محض فالج زدہ اندھے کوڑھی بچے کو فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے کھڑا ہو جاوے اٹھ کھڑا ہو گیا اور اس کا کوئی مرض باقی نہ رہا۔

(۸) حیوانات کا فرمانبردار ہو جانا جیسے کہ ابو سعید بن ابی الخیر المہینی کے ساتھ ایک شیر کا قصہ ہے اور ان کے قبل ابراہیم خواص رحمہ اللہ کا واقعہ بھی ہوا ہے بلکہ جمادات بھی فرمانبردار ہو جاتے ہیں جیسے کہ سلطان العلماء شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام کے قصہ میں ہے اور انہی سے واقعہ فرنگ میں یہ قول مروی ہے کہ درے ہو ان لوگوں پر گرفت کر لو۔

(۹) وقت کا سمٹ جانا (۱۰) وقت کا وسیع ہو جانا ان دونوں کرامتوں کی تقریر میں عوام کی عقلوں کیلئے دشوار ہے مگر اہل لوگوں کیلئے اس کا تسلیم کرنا ہی اسلام میں مستحسن ہے اور اس باب میں روایت بکثرت ہیں (۱۱) مقبولیت دعا اور یہ تو بہت ہی زیادہ ہے یعنی خود بھی ایک جماعت کی جماعت سے اس کا مشاہدہ کیا ہے (۱۲) زبان کا گفتگو میں رکنا یا بہت زیادہ چلنا (۱۳) کسی ایسی مجلس میں دلون کو اپنی طرف کھینچ لینا جس میں ان سے انتہائی نفرت ہو (۱۴) بعض غیب اور کشف کی باتوں باتوں کا خبر دینا اور اسکے درجے اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے (۱۵) ایک عرصہ دراز تک نہ کھانے پینے پر صبر کر سکرنا (۱۶) نفرت یہ تو جماعت اولیاء سے بہت ہی منقول ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بارش ایک بزرگ کے پیچھے پیچھے چلا کرتی تھی اور متاخرین میں ایک بزرگ شیخ ابوالعباس شاطر ہوئے ہیں وہ بارش کو کچھ درہموں کے بدلہ فروخت کیا کرتے تھے اور ان سے اس باب میں اس قدر واقعات روایت ہیں کہ عقل کو انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی (۱۷) بہت سی غذا کھا لینے پر قدرت ہونا (۱۸) حرام کھانے سے محفوظ ہونا جیسے کہ حارث نجاسی رحمہ اللہ سے روایت کہ حرام کھانے میں سے ان کی ناک میں کچھ بوا جاتی تھی جس کی وجہ سے وہ اسکو نہ کھاتے تھے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی کوئی رگ جنبش کرنے لگتی تھی، ایسا ہی واقعہ شیخ ابوالعباس مری سے بھی نقل ہے (۱۹) دور کے مقام کو باوجود حجابات کے دیکھ لینا جیسا کہ نقل ہے کہ شیخ ابواسحق شیرازی کعبہ مکرمہ کو بغداد میں سے دیکھ لیا کرتے تھے۔

(۲۰) بہت بو محض بزرگوں میں ہوتی ہے کہ صرف دیکھنے ہی ایا کر جاتا ہے جیسے کہ یازید بسطامی رحمہ اللہ کے ایک مرید میں تھی یا یہ کہ اس کے سامنے دنگ جائے یا ایسی بات کا اقرار کرے جس کے متعلق غالب گمان یہ تھا کہ اس نے ان سے چھپایا تھا اور

ان کے علاوہ اس کی اور بھی صورتیں ہیں۔ غرض کہ یہ قسم بہت ہوتی ہے (۲۱) ان کے ساتھ جو شخص
 بُرائی کے ساتھ پیش آئے اللہ تعالیٰ کا اس کی بدی پران کی طرف سے کفایت فرمانا اور اُس بدی کا پہلا
 سے بدل جانا جیسے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کو ہارون رشید کے ساتھ پیش آیا تھا (۲۲) مختلف صورتوں
 میں ہو جانا اور یہی وہ ہے جس کا نام صوفیہ حضرات عالم مثال رکھتے ہیں اور یہ حضرات عالم احسام
 عالم ارواح کے درمیان ایک درمیانی عالم اور ثابت کرتے ہیں جس کا نام انہوں نے عالم مثال رکھا ہے
 اور یہ بیان کیا ہے کہ وہ عالم عالم احسام سے زیادہ لطیف اور عالم ارواح سے زیادہ واضح ہے
 اور اسی پر روح کے جسمانی شکل اختیار کرنے اور اُس کے مختلف صورتوں میں ظاہر ہونے کی بنا قائم
 کی ہے اور اس کو حق تعالیٰ کے اس ارشاد سے استنباط کیا ہے فَمَثَلُهَا الْبَشَرُ سَوِيًّا -
 (تو ان کے واسطے جبریل ایک معتدل انسان بن گئے) وہ واقعہ بھی اسی قبیل سے ہے جو قضیب البان موصی
 سے منقول ہے۔ یہ حضرت ابدال میں سے تھے کسی شخص نے جب ان کو نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا تو
 نماز نہ پڑھنے کی تہمت لگائی تھی اور سختی سے اعتراض کیا تھا آپ فوراً اُس کے سامنے مختلف صورتوں
 میں منتقل ہوئے اور پوچھا تم نے کونسی صورت میں مجھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا؟ کرامتوں کی اس قسم میں
 بزرگوں کے بہت واقعات ہیں۔ متاخرین میں سے بعض کیلئے جو واقع ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے
 کہ کسی شخص نے ایک پوڑے پر درویش کو قاہرہ کے مدرسہ صوفیہ میں ترتیب کے خلاف وضو کرتے دیکھا
 تو پوچھا کہ حضرت آپ ترتیب کے خلاف وضو کرتے ہیں۔ فرمایا میں نے تو ترتیب کے موافق ہی وضو کیا ہے
 مگر تم دیکھتے ہی نہیں اگر دیکھ سکتے تو ایسے دیکھتے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ مکرمہ دکھا دیا پھر اُسے مکہ
 معظمہ لے گئے اور اس شخص نے خود کو مکہ معظمہ میں پایا اور کئی سال وہیں رہے حکایت لمبی ہے جس کا
 بیان طویل ہو جائیگا (۲۳) حق تعالیٰ کا ان حضرات کو زمین کے ذخیروں پر مطلع فرمادینا جیسے کہ
 ابوتراب کے واقعہ میں ہے کہ جب انہوں نے زمین پر پیر مارا تو زمین میں سے پیٹھے پانی کا ایک چشمہ برآمد
 ہو گیا۔ ابن السبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں آئندہ واقعہ کی طرح (دو کرامتیں ہیں) اللہ تعالیٰ
 کا پانی کو غیر جگہ میں پیدا فرمادینا اور زمین کا ان پیر مارنے والے بزرگ کی فرمانبرداری کرنا اور ایک
 بزرگ سے منقول ہے کہ حج کے راستہ میں پیاس لگی تو کیکے پاس پانی نہ ملا۔ ایک
 درویش کو دیکھا کہ اُس نے بھالے دار لاٹھی زمین میں گاڑ رکھی ہے اور اُس کے نیچے سے پانی اُبلتا

سلسلہ کتب
 جامعہ اسلامیہ
 لاہور

انہوں نے اُس میں سے اپنا مشکیزہ بھی پہن لیا اور دوسرے حاجیوں کو بھی بتا دیا وہ بھی آئے اور اپنے اپنے برتن پر کر لیکے (۲۴) بہت سے علماء کیلئے تھوڑے سے زمانہ میں بہت بہت تصانیف کا بہت سے ہو جانا اس طرح کہ جب اُن کی تصانیف کو اُن کے علم میں مشغول ہونیکے وقت سے وفات تک کے زمانہ پر تقسیم کیا گیا تو ایسی ثابت ہوئیں کہ وہ اتنے وقت میں پوری نقل ہی نہیں ہو سکتیں یہ جائیکہ تصنیف یہ کرامت بھی وسعت زمانہ کی ایک قسم ہے جسکا ذکر پہلے آچکا ہے۔ تمام مودعین کا اتفاق ہے کہ امام شافعی رحمہ کی عمر اُن کی تصنیفات و تالیفات حصے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتی باوجود اسکے کہ اُن کی تلاوت قرآن مجید بھی بہت زیادہ ثابت ہے کہ ہر روز غور و فکر کیساتھ ایک قرآن مجید ختم فرماتے تھے اور رمضان میں تو ہر روز ایسے ہی غور و فکر کیساتھ ختم فرماتے تھے اور باوجود درس و تدریس قادی ذکر و فکر اور اُن بیماریوں کے جو آپ کو پیش آتی رہتی تھیں یہاں تک کہ آپ کبھی بھی ایک دو یا زیادہ بیماریوں سے خالی نہیں رہے بلکہ بعض دفعہ تو تیس تیس بیماریاں جمع ہو جاتی تھیں اور ایسے ہی امام الحرمین جوینی رحمہ ہیں کہ آپ کی عمر اور تصانیف کا حساب لگایا گیا تو آپ کی عمر اُن کیلئے کافی نہیں پائی گئی باوجود اُس فیض کے جو طلبہ کو پہنچاتے تھے اور باوجود اُن مجالس و وعظ کے جن میں آپ وعظ فرمایا کرتے تھے اور بعض بزرگوں نے تو ایک ایک دن میں قرآن شریف کے آٹھ آٹھ ختم پڑھے ہیں اور ایسے واقعات اور بھی بہت ہیں۔ امام ربانی شیخ محی الدین نووی رحمہ کی عمر کو تصنیفات پر تقسیم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اگر اُنکو نقطہ نقل ہی فرماتے تو یہ عمر کافی نہ ہوتی چہ جائیکہ تصنیف فرمائی ہیں اور پھر ان کے ساتھ طرح طرح کی بہت سی عبادتیں بھی کی ہیں۔ شیخ امام کوالد یعنی سبکی رحمہ کے والد شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمہ کی تصانیف کا حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اُن کی عمر ایک تہائی تصانیف کیلئے بھی کافی نہیں ہو سکتی باوجود اُن عبادات کے جسکا التزام کر رہا تھا اور باوجود اُن افادات کے جو وہ کرتے تھے۔ اور باوجود اُن علوم کے جنکو درس تدریس بیان فرماتے اور فتووں میں قلمبند کرتے تھے اور باوجود تلاوت قرآن اور اُن فیصلوں کے جن میں وہ مشغول رہتے تھے (۲۵) زہری اور طرح طرح کی ہلاک کرنیوالی اشیاء کا اثر نہ کرنا جیسے کہ ایک بزرگ کیلئے واقع ہوا ہے کہ اُن سے کسی بادشاہ نے کہا تھا کہ تم مجھے کوئی کرامت دکھاؤ ورنہ میں تمام درویشوں کو ہلاک کر دوں گا۔ بادشاہ کے قریب کچھ اونٹ کی مینگنیاں پڑی تھیں آپ نے فرمایا دیکھو۔ دیکھا تو وہ سونے کی تھیں اور

بادشاہ کے پاس ایک خالی پیالہ رکھا تھا آپ نے لیا اور اوپر کو اچھا لہایا پھر بونچا اور پانی بہا ہوا اٹھا کر کے دیدیا مگر اس میں سے ایک قطرہ تک نہیں گرا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تو جادو ہی پھر آپ نے بہت سی آگ روشن کرائی اور اشعار پڑھنے کا حکم دیا جب لوگوں پر وجد طاری ہو گیا تو یہ بزرگ اور سب درویش آگ میں چلے گئے۔ پھر یہ نکلے اور بادشاہ کے ایک چھوٹے سے بچہ کو لیکر گھس گئے اور گہنٹہ بہر تک غائب رہے۔ قریب تھا کہ بادشاہ بھی بچے کی وجہ سے جل جاتا مگر کچھ دیر بعد بچہ کو نکال لائے تو اسکے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے میں انار تھا اُسکے باپ نے پوچھا کہ تو کہاں رہا بچے نے کہا کہ میں باغ میں تھا۔ بادشاہ کے ہمنشینوں نے کہا کہ یہ تو کوئی شعبدہ ہے حقیقت نہیں ہے۔ اسپر بادشاہ نے اُن سے کہا کہ اگر تم زہر کے اس پیالہ کو پی جاؤ تو میں تم کو سچا مان لوں آپ نے اُسکو (اٹھا کر پی لیا۔ آپ کے تمام کپڑے جسم کے اوپر ریزہ ریزہ ہو گئے لوگوں نے (آپ کے جسم پر) اور کپڑے ڈال دیے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اس طرح کئی بار کیا گیا حتیٰ کہ کپڑے ٹہر گئے اور جو پسینہ آیا ہوا تھا خشک ہو گیا مگر اُس زہر نے اُنکے جسم پر کوئی اثر نہیں کیا۔

اسکے بعد سبکی رح نے بیان کیا ہے کہ میرا خیال ہے کہ کرامات کے اقسام سب سے بھی زیادہ ہو جاویں گے مگر حقیقت میں بیان کر چکا ہوں اُن سے اُن باقی کو بھی سمجھا جا سکتا ہے جنکو میں نے چھوڑ دیا ہے اور جس شخص کے دل سے غفلت کے پردے دور ہو چکے ہیں اُسکے واسطے یہی قسمیں سکون اطمینان کا ذریعہ بن سکتی ہیں اور ان قسموں میں سے کوئی قسم ایسی نہیں ہے جسکے متعلق بزرگوں سے بہت بہت قصے واقعات و روایات موجود اور شائع نہ ہو چکی ہوں۔ اب حق کے بعد باطل اور ہدایت کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے ہاں تو فیق انبندی جسکی دستگیری کرے اُسکو سوائے تسلیم اور اس دلع کے کوئی چارہ کار نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُسکو بھی ان صلحاء کے زمرہ میں داخل فرماوین کیونکہ یہی بزرگ (در حقیقت) صراطِ مستقیم پر ہیں (اے اللہ ہم سب کو انکے اتباع کی توفیق دیجئے اور ان کی جماعت میں شامل فرما دیجئے) اور اگر ہم ان حضرات کے واقعات کا احاطہ کرنے کی فکر کریں تو عمریں ضائع اور دفتر کے دفتر فنا کر دینگے (مگر احاطہ نہ ہو سکے گا) سبکی رح کے کلام میں سے حقیقت میں نے نقل کرنا چاہا تھا وہ

تمام ہو گیا۔ ص ۱۱ کل ۲ صفحہ ۱۶ سطر

کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چونکہ اولیاء کی کرامتیں ہیں جنکے بابرکت نام حروف تہجی کی ترتیب پر ترتیب دے گئے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں ایک وہ واقعہ ہے جسکو بخاری و مسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک روز شام کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تین آدمی (ہمان گہر) لیکر آئے اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے وہاں دیر لگ گئی اور ایسے وقت تشریف لائے کہ رات کافی گھٹ گزر گیا تھا۔ اہلیہ صاحبہ نے عرض کیا کہ آپ کہاں تھے کہ ہمانوں کے پاس نہیں آئے۔ فرمایا کیا کہا نا نہیں کہلایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے تو آپ کے لئے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا اسپر آپ قسم کہا بیٹھے کہ خدا کی قسم میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا تم لوگ کھاؤ۔ ایک صاحب کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہم کوئی لقمہ نہیں اٹھاتے تھے مگر وہ نیچے سے اور زیادہ بڑھ آتا تھا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے اور کھانا اس سے زیادہ ہو گیا جتنا پہلے تھا جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اتنا کا اتنا بلکہ اور زیادہ ہے تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا بے بی فراں اس کی بہن یہ کیا بات ہے۔ عرض کیا قسم میری آنکھ کی ہندک کی یہ تو اس وقت اس سے بھی تین گنا زیادہ ہے جتنا پہلے تھا۔ حضرت ابو بکر نے کھانا کھا لیا اور فرمایا کہ یہ (یعنی قسم کھا لیتا) شیطان کی طرف سے تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی لیگئے۔ یہ کھانا حضور کے پاس صبح رہا اور (ادھر یہ ہوا کہ) ہم (مسلمانوں) میں اور ایک قوم میں معاہدہ تھا اس کی مدت گزر گئی تھی تو ہم بارہ شخص (یعنی امیر ہم پر جانے کیلئے) الگ الگ ہو گئے اور ہر شخص کے ساتھ بہت کچھ آدمی تھے یہ خدا کو معلوم ہے کہ کتنے کتنے آدمی تھے غرض حضور نے سب کو بھیجا اور سب نے ہی وہ کھانا کھایا،

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ کو اپنے غایہ مقام کے مال میں سے بیس وسق (تقریباً ساڑھے باون من) کھجوریں عطا فرمائی تھیں جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیٹی نہ تو اپنی بعد تم سے زیادہ

کسی کا مالدار ہونا میں چاہتا ہوں اور نہ اپنے بعد تم سے زیادہ کسی کی تنگدستی کا مجھے فکر ہے لیکن میں نے جو تم کو یہ بتایا وہ سچ کیجورین دی تھیں اگر تم ان پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں مگر آج تو اس میں میراث جاری ہو گئی اور وارث تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں تو تم کتاب اللہ کی موافق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا اباجی (یہ تو ہے ہی کیا) اگر بہت مال بھی ہوتا میں تو جب بھی چھوڑ دیتی اور ہاں بہنوں میں ایک تو میں اسما و رضی اور دوسری کون ہے حضرت ابو بکر رضی نے فرمایا جو ابھی پیٹ میں ہے اور میں اسے لڑکی خیال کرتا ہوں، پھر (جیسا انہوں نے فرمایا تھا) ایسا ہی واقع ہوا۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمہ فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ہیں۔ ایک تو یہ خبر دینا کہ وہ اس مرض میں وفات پا جائیں گے کیونکہ فرمایا ہے کہ آج تو اس میں میراث جاری ہو گئی۔ دوسری یہ خبر دینا کہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ لڑکی ہے اور (کرامات کا بلا ضرورت ظاہر کرنا مناسب نہیں ہوتا تو) اس کرامت کے اظہار کا اصلی راز اس ہیہ کی واپسی کے بعد عسکو انہوں نے ہیہ کیا اور حضرت عائشہ نے قبضہ نہیں کیا تھا حضرت عائشہ رضی کا دل خوش کرنا اور اس حصہ کا بتا دینا تھا جو حصہ ان کا اب ہوگا کیونکہ اب ان کے ساتھ دو بھائی اور دو بہنیں بھی مالک ہوتی ہیں اور اس بات پر دلیل کہ یہ کرامت کا ظاہر کرنا حضرت عائشہ کا دل خوش کرنے کیلئے تھا وہ کلام ہے جو حضرت ابو بکر رضی نے بطور تمہید کے فرمایا تھا کہ اپنے بعد ان سے زیادہ کسی کا مالدار ہونا نہیں چاہتے۔ اور اسی تمہید میں یہ جو فرمایا ہے کہ وہ وارث تمہارے دونوں بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اجنبی یا دور کی قرابت کا شخص وارث نہیں ہے (تمہارے ہی بھائی بہن ہیں) اور اس سب کے فرمانے میں جس قدر شفقت ہے وہ مخفی نہیں فرضی الشرعہ وارضاء۔ امام فخر الدین رازی نے سورہ کہف کی تفسیر میں صحابہ رضی الشرعہ عنہم کی کچھ کرامتیں ذکر کی ہیں اور فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی الشرعہ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپ کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے دروازہ پر لایا گیا اور نہادی گئی السلام علیک یا رسول اللہ۔ یہ ابو بکر رضی دروازہ پر حاضر ہیں تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور غیبی قبر شریف کے اندر سے کوئی آواز دیتا ہے کہ ایک دوست کو دوست کے یہاں داخل کر دو۔

۵ کیونکہ یہ ہیہ تھا اور ہیہ جب مکمل ہوتا ہے جب وہ شخص عسکو ہیہ کیا جائے اس پر قبضہ کر لے ۱۲ مترجم

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بہت ہی اور ابو نعیم نے قیس سے روایت کی ہے کہ ابو الدرداء اور سلمان رضی اللہ عنہ ایک بڑے پیالہ میں کھانا کھا رہے تھے تو پیالہ اور جو کچھ پیالہ میں تھا تسبیح پڑھنے لگا یہ تو وہ کرامت ہے جسکو میں نے کتاب حجتہ السد علی العالمین میں ذکر کیا ہے۔ پھر میں نے علامہ منادی کی طبقات میں کچھ زیادہ دیکھا ان کی عبارت یہ ہے کہ وہ سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک پیالہ میں کھانا کھا رہے تھے تو وہ تسبیح پڑھنے لگا اور یہ ایک دن ہندیا کے تھے آگ جلا رہے تھے اور ان کے پاس سلمان رضی اللہ عنہ انہوں نے ہندیا میں سے ایک آواز سنی پھر ہندیا بچہ کی سی آواز سے سبحان اللہ پڑھتی ہوئی اونچی ہوئی پھر لوٹ آئی اور اپنی جگہ چھوٹ گئی اور اس میں سے کچھ بھی نہیں گیا۔ تو سلمان رضی اللہ عنہ نے تعجب کیا اور فرمایا ابو الدرداء یہ ایسی عجیب بات دیکھو کہ جسکے جیسی کہیں دیکھی نہیں جاتی ابو الدرداء نے فرمایا اگر آپ خاموش رہتے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے عجیب عجیب دیکھتے اور پیالہ کی تسبیح کو شیری نے بھی ذکر کیا ہے۔

۳ ابو الدرداء کی کرامتوں میں سے ہیں

حضرت ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ۔ حاکم و بیہقی اور ابو نعیم نے ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز میں پڑھتے۔ اور بنی حارثہ کی طرف لوٹ جایا کرتے ایک شب نکلے تو رات اندھیری تھی اور بارش تھی تو آپ کی لاٹھی روشن ہو گئی یہاں تک کہ آپ بنی حارثہ کے گھر پہنچ گئے۔

۳۰

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ کو فوج کے ایک دستہ پر سمندر میں امیر مقرر فرمایا۔ کشتی ان سب کو رات کے وقت لئے جا رہی تھی کہ سب نے اوپر کی جانب سے ایک منادی کو سنا جو ندا دیتا ہے کہ کیا میں تم لوگوں کو وہ فیصلہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا ہے کہ جو گرمی کے دن میں اللہ کیلئے پیاسا رہے گا اللہ تعالیٰ پر حق ہو گا کہ اسکو پیاس کے دن (یعنی روز حشر) سیراب فرمائیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں وہ واقعہ ہے جسکو علامہ منادی نے اپنی طبقات میں تارخ ابن النجار و رحلۃ ابن الصباح کے واسطے سے زنجانی فقیہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے شیخ ابواسحق شیرازی نے قاضی ابوالطیب سے روایت کر کے بیان کیا ہے

کہ ہم لوگ ایک مناظرہ کی مجلس میں تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا جو مصراۃ (جس جانور کا دودھ روک کر فروخت کیا جائے) کے مسئلہ میں استفسار کرتا اور دلیل مانگتا تھا اسکو دلیل میں بخاری و مسلم کی حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سنائی گئی یہ شخص حنفی تھا اسنے کہا کہ ابو ہریرہ کی حدیث مقبول نہیں اسنے ابھی اپنی بات پوری بھی نہ کی تھی کہ اس پر ایک سانپ آپڑا لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے اور وہ سانپ سیکو چھوڑ کر اس نوجوان کے پیچھے ہولیا۔ نوجوان نے کہا کہ میں تو یہ کرتا ہوں میں تو یہ کرتا ہوں۔ تو پھر اس سانپ کا پتہ بھی نہ رہا (نہ معلوم کہاں چلا گیا) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامات میں سے یہ ہے کہ بہت سی واسا کر نے کئی سندوں کیسا تھا ابو غالب کے واسطہ سے حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا۔ میں اس حال میں پھونچا کہ مجھے بھوک لگی رہی تھی اور وہ لوگ خون کہا رہے تھے اُن لوگوں نے کہا آ جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو اسلئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کو اس سے منع کروں۔ اُنہوں نے میرا مذاق اڑایا مجھے جھٹلایا اور اپنے پاس سے لوٹا دیا۔ میں بھوکا پیاسا تھا اور بہت خستہ حالت تھی کہ سو گیا خواب میں ایک آنے والا آیا اور مجھے ایک برتن دیا جس میں دودھ تھا میں نے بچا پی لیا تو شکم سیر اور سیراب ہو گیا اور میرا پیٹ بڑا سا ہو گیا ان میں کسی ایک شخص نے کسی سے کہا کہ تمہارے پاس تمہاری قوم کے سرداروں میں سے ایک شخص آیا اور تم نے اُسے لوٹا دیا ہے اسکے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ کھانا پینا چاہتا ہو اسے کھلاؤ پلاؤ وہ لوگ کچھ کھانا پینا لائے تو میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کہنے لگے ہمتے تھکودیکھا ہے کہ تم خستہ حال تھے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے اور اپنا پیٹ دکھلایا تو اُن سے آخر تک سبے مان لیا، ابن عساکر کے یہاں ایک اور سند سے یہ روایت ہے کہ میں انکو اسلام کی دعوت دیتا رہا اور وہ انکار کرتے رہے۔ میں نے کہا تم پر افسوس ہو۔ مجھو ایک

حقی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حنفیہ کا عمل اس حدیث پر نہیں ہے دوسری احادیث پر ہی اسلئے ان صاحب کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ دوسرے حضرات صحابہ جو مجتہد ہیں اور فقہائست کے بڑے رتبہ پر ہیں ان کی حدیث حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے راجح ہے اور اس عنوان مذکور میں جو انہوں نے اختیار کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص ہوتی ہے جو بڑی گستاخی ہے اور ممکن ہے کہ نیت بھی تحقیر کی ہو اسلئے یہ استلزام ہوا تھا

گھونٹ پانی تو پلا دو میں بہت پیاسا ہوں انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ہم تم کو یونہی چھوڑے رکھیں گے تاکہ تم پیاسے مر جاؤ مجھے بہت رنج ہوا اور انہی گھڑی پر سر رکھا گرم ریت پر اسی سخت گرمی میں گیا تو خواب میں ایک آنیوالا ایک سیالوری جام لایا کہ کسی انسان نے اس سے بہتر نہ دیکھا ہوگا اور اس میں کوئی پینے کی ایسی چیز ہے کہ کسی شخص نے اس سے زیادہ مزیدار پینے کی چیز نہ دیکھی ہوگی اس نے وہ مجھے دیدیا اور میں نے پی لیا جب پینے سے فارغ ہو گیا تو آنکھ کھل گئی پس خدا کی قسم اس کے پینے کو جس نے نہ میں کبھی پیاسا ہوا نہ بھوکا ہوا۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ ابن سعد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابن ام مکتوم فجر کے وقت کوٹھیک معلوم کر لیتے تھے کبھی خلاف نہ کرتے تھے حالانکہ بالکل نابینا تھے اور یہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذنوں میں سے تھے۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے بعض نے عبد اللہ کہا ہے اور بعض نے عمرو جیسے کہ اسد الغابہ میں ہے اور اسی لئے میں نے انکو یہاں ذکر کیا ہے۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے وہ ہے جسکو ابن الاثیر نے ان تک اپنی سند بچھو نچا کر اسد الغابہ میں روایت کی ہے اور آپ قرآن شریف پڑھنے میں بہت خوش آواز تھے وہ روایت یہ ہے کہ حضرت اسید خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات سورہ بقرہ پڑھی وہیں گہوڑا بند ہوا تھا اور برابر میں میرا ایک لڑکا لیٹا ہوا تھا۔ گہوڑا گھومنے لگا۔ میں رگ گیا اور مجھے سوائے لڑکے کے (چوٹ وغیرہ لگ جانیکے) اور کوئی اندیشہ نہ تھا (کچھ دیر بعد) پھر پڑھنے لگا تو گہوڑا پھر گھومنے لگا۔ میں پھر رگ گیا اور سوائے بیٹے کے (گھوڑے سے چوٹ لگ جانیکے) اور کوئی اندیشہ نہ تھا پھر پڑھنے لگا تو پھر گہوڑا گھومنے لگا۔ میں نے ادھر کو سراٹھایا تو (دیکھا کہ) کوئی چیز سائبان کی طرح ہی مقمور جیسی جو آسمان سے ادھر آرہی ہے مجھے اس سے ذرا دُور سا معلوم ہوا اور میں خاموش ہو گیا صبح ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب جہر استایا۔ ارشاد فرمایا کہ یہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کیلئے قریب آتے تھے اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے تو لوگ انکو صبح کو دیکھتے۔

یعنی حرف الف میں ورنہ نام عبد اللہ تو حرف عین میں عبد اللہ نام صحابہ میں ذکر ہونا چاہئے اور عمرو ہو تو حروف عین میں عمرو نام صحابہ میں اور ان میں سے یقینی کوئی سنا نہ تھا اس لئے ابن ام مکتوم کنیت سے ذکر کر دیا جو یقینی ہے ۱۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم شیخ علوان حموی نے نسبات الاسماء میں بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ یعنی جناب باری نے غایت المرام میں جو صحیح بخاری کے راویوں کی تاریخ ہے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس کے پاس کچھ زمین تھی اس زمین میں کام کر دیوار نے زمین کی خشکی کی شکایت کی تو حضرت انس نے نماز پڑھی اور پوچھا تم کچھ دیکھتے ہو (یعنی ابرو وغیرہ) اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے پھر نماز پڑھی اور پوچھا کچھ دیکھتے ہو عرض کیا کہ پرندہ کے پر کے برابر بادل دیکھتا ہوں آپ نماز پڑھتے اور دعا کرتے رہے یہاں تک کہ بارش ہو گئی اور زمین سیراب ہو گئی پھر فرمایا دیکھو بارش کہاں تک پھونچی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کی زمین سے آگے نہیں گئی۔

حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ۔ بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ اٹکے بیچ انس بن النضر نے جنگ احکازن یہ کہا تھا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں جنت کی خوشبوا سے دورے پاتا ہوں اور بیشک یہ جنت ہی کی خوشبو ہے اور اس کے بعد آپ شہید ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت تیمم داری رضی اللہ عنہ۔ بیہقی اور ابونعیم نے معاویہ بن حمرل سے روایت کی ہے کہ حرہ مقام سے ایک آگ نکلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیمم داری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا اس آگ کی طرف اٹھ کر چلو یہ انکی ساتھ اٹھے اور میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا دونوں آگ کے پاس آئے تو تیمم داری آگ کو ہاتھوں سے دھکیلنے لگے یہاں تک کہ وہ گھائی کے اندر چلی گئی اور تیمم رضی اللہ عنہ کے پیچھے چلے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جسے دیکھ لیا وہ نہ دیکھنے والے جیسا نہیں ہے اور تین بار فرمایا۔ اور ابونعیم نے مزروق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک آگ نکلی تھی تو تیمم داری رضی اللہ عنہ اسکو اپنی چادر سے ہٹاتے تھے حتیٰ کہ وہ غار میں داخل ہو گئی۔ حضرت عمر نے ان سے کہا کہ تم سے ایسی ہی باتوں کو حل کراتے ہیں۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ۔ بیہقی نے عبد اللہ بن عبد اللہ الانصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو دفن کیا ہے اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں۔ انصار کے خطیب ان کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی شہادت دی ہے تو جب ہم نے انکو دفن کیا تو یہ کہتے سنا محمد رسول اللہ ہیں۔ ابو بکر صدیق ہیں۔ عمر فاروق شہید ہیں۔

شیخ علوان
حموی نے
نسبات
الاسماء
میں بیان
کیا ہے

اور عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ انکو دیکھا تو وہ زندہ نہ تھے اسکو صاحبِ فناء وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ۔ جنکو مع انکے ساتھیوں کے شام کے دیہات میں سے

قریب عذراء میں جہان یہ حضرات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شہید کئے گئے تھے دفن کیا گیا ہے۔ عارف باللہ

سید محمد حنفی نے اپنے حاشیہ میں جو جامع صغیر پر ہے حضور کے ارشاد کے قریب عنقریب عذراء میں

چند ایسے لوگ شہید کئے جائیں گے جنکی وجہ سے حق تعالیٰ سبحانہ اور سب آسمان والے غضبناک

ہو جائیں گے یہ لکھا ہے کہ حضرت حجر رضی اللہ عنہ وضو اور طہارت پر بہت زیادہ حرص تھے اور جب ذکر دے گئے

وہاں انکو اختلام ہوا تو جیل خانہ کے منتظم سے پانی مانگا تا کہ غسل کر لیں اسنے جواب دیا کہ میرے پاس صرف

تھک رہنے کے پھر پانی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہی دید و کہ میں پاکی حاصل کر لوں اسنے کہا میں نہیں

دون گا۔ ایسا نہ ہو کہ پھر تم پیاس سے مر جاؤ اور جس نے مجھکو تمہارے قید کر نیک حکم دیا ہے پھر وہ مجھے

قتل کر ڈالے آپ حق تعالیٰ سے بارش نازل ہونے کی دعا کی بارش ہوئی اور یہ پاک ہو گئے تو

اُنسے اور قیدیوں نے جو ان کیساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے

اور آپ سے یہ مصیبت دور فرماوین۔ فرمایا میں تو اُسی حالت کو پسند کرتا ہوں جس میں ہوں کیونکہ یہ میرے ارادہ

اور قدرت سے ہے اور بارش کی دعا تو اسلئے کی تھی کہ اس کا تعلق عبادت سے تھا، شیخ حنفی کہتے ہیں مقربین کی

شان ایسی ہی ہوتی ہے

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ۔ علامہ منادی نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے

کہ ابو نعیم اور ابن عساکر نے اعمش سے یہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپکی قبر مبارک پر پاخانہ

پھردیا تو وہ مجنون ہو گیا اور کتوں کی طرح بہونکے لگا پھر مر گیا تو اُسکی قبر میں سے سنا گیا کہ وہ بھونک رہا ہے

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ۔ امام شمس باعلوی نے کتاب المشرع الروی میں بیان کیا ہے

کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے جو ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت حسین کے قاتلوں

میں سے کوئی نہیں بچا کہ اسکو دنیا میں عذاب نہ دیا گیا ہو خواہ قتل کئے جانیکے ساتھ یا اندھا ہو جائیسے

یا چہرہ کے سیاہ ہو جائیسے یا ملک و دولت کے بہت تھوڑی سی مدت میں جاتے رہنے سے اور آپ کی کرامتوں

میں سے یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن حصین نے آپ کو جنگ کے وقت اور پانی روک دینے کیوقت آواز دی تھی

کہ لے حسین کیا تم پانی کو نہیں دیکھتے کہ گویا وہ آسمان کا بیج ہے کہ اس تک رسائی نہیں ہو سکتی

خدا کی قسم تم اُسین سے ایک قطرہ نہ چکھ سکو گے اور پیاسی مر جاؤ گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ اسکو پیاسی مار ڈالئے تو یہ خلیفہ الیسا ہو گیا کہ پانی پیتا تھا لگے سیراب ہوتا تھا یہاں تک کہ پیاسی مر گیا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پینے کیلئے پانی مانگا تو ایک آدمی نے حبکو وزغہ کہا جاتا تھا آپ کے تیر مارا جو آپ کے تالو پر جا لگا اور آپ کے اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ اسکو پیاسا کر دیجئے تو یہ خلیفہ بھی الیسا ہو گیا کہ پیٹ میں کی گری سے اور پیٹھ میں کی سردی سے ہر وقت چلاتا رہتا تھا۔ سانس نہ تو برف اور پکے رتے اور پیچھے انگلیٹھی اور کہتا رہتا تھا کہ مجھے کچھ پلاؤ ایک اتنا بڑا برتن سستا اور پانی اور دودھ کا لایا جاتا جس سے پانچ آدمی سیراب ہو جائیں یہ اسکو پیتا اور کہتا رہتا کہ مجھے کچھ پلاؤ مجھے تو پیاسی نے مار ڈالا اور پھر اس طرح پلایا جاتا تھا یہاں تک کہ پیتے پیتے اس کا پیٹ اسپرچ پھٹ گیا جس طرح اونٹ کا پیٹ پھٹتا ہے۔ ان دونوں کرامتوں کو شیخ ابن حجر نے صواعق میں بیان کیا ہے۔

علامہ شلی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک بہت بوڑھے شخص نے جسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں اُنت کی تھی جب یہ سنا کہ جس جس نے اُنکے قتل میں اعانت کی ہے وہ اسوقت تک نہیں مرے گا جب تک اسکو کوئی بلا نہیں پونچ جائیگی تو بولا کہ میں بھی تو ان لوگوں میں سے ہوں جو اس واقعہ میں تھے اور مجھے کوئی ناگوار بات پیش نہیں آئی۔ پھر چہرہ غٹھیک کر نیکے لئے اٹھا کہ آگ بڑک گئی اور اسکے بدن میں لگ گئی یہ آگ آگ چلاتا رہا اور مر گیا۔ علامہ موصوف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں صرف حاضر تھا تو وہ اندھا ہو گیا اس سے اُسکے اندر یہ ہونیکا سبب پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ اُستینیں چڑھ رہی ہوئی ہیں دست مبارک میں تلوار ہیں اور سامنے چڑا چھا ہوا ہے (جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے) اور پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے دشمن کو حضور کے سامنے ذبح کیا ہوا دیکھا پھر حضور نے اس پر لعنت فرمائی اور اسکو دہان کھڑے ہو کر انکی جماعت کی تعداد بڑھانے پر بُرا بھلا کہا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کی ایک سلائی اُسکی آنکھوں میں لگا دی تو صبح کو جواٹھا اندھا تھا۔

اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک کو اپنے گھوڑے کے سینے پر لٹکادیا تو چند روز کے بعد دیکھا گیا کہ اس کا چہرہ تارکول سے زیادہ سیاہ تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم تو سارے

عرب زیادہ خوش رو تھے؟ جواب دیا کہ جب سے میں نے اس سر کو اٹھایا ہے ہر رات دو شخص میرے بازو پکڑتے ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ پر لیجاتے اور دھکا دیتے ہیں اور میں اس میں منہ کے بل گر جاتا ہوں وہ مجھے ٹھلس دیتی ہے اس میں ایسا ہو گیا ہوں جیسا تم دیکھ رہے ہو پھر وہ بہت بڑی حالت پر مبرا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بروز جمعہ یوم عاشوراء سالسہ میں شہید کئے گئے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے جسکو حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حمزہ حالت جنابت میں شہید کئے گئے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انکو فرشتوں نے غسل دیا ہے اور ابن سعد نے حضرت حسن رضا سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے حمزہ رضا کو غسل دیتے تھے۔

یہ بھی نے داقدی ۱۷ سے روایت کی ہے کہ فاطمہ خراجمیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کی تو عرض کیا السلام علیک اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا میں نے ان کا کلام سنا کہ اُنہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اور میں نے عارف باللہ سپیدی شیخ محمود کردی شجانی مقیم مدینہ منورہ کی کتاب الباقیات الصالحات میں دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی تو جب سلام کیا اپنے کان سے واقعی طریقے سے سلام کا جواب سنا اور آپ نے انکو حکم دیا کہ اپنے لڑکے کا نام ان کے نام پر رکھیں پھر ان کے لڑکا ہوا اور اس کا نام اُنہوں نے حمزہ رکھا۔

صفحہ ۲۰ اسطر ۱۵

حضرت حمزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ۔ کتاب التاریخ بن ابی امام بخاری نے اور بیہقی اور ابو نعیم نے جوڑ حضرت حمزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ اندھیری رات تھی (اونٹوں کے منتشر ہونے اور آدمیوں کے الگ الگ ہو جانیکا اندیشہ تھا) تو اسوقت میری انگلیاں روشن ہو گئیں (اس روشنی سے) سب لوگوں نے اپنی سواروں کو ایک جگہ کر لیا اور کوئی گم نہ ہوا۔ اور میری انگلیاں برابر چمکتی رہیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے روز فرمایا تھا کہ حنظلہ رضا کو فرشتے غسل دینگے لوگوں نے

ان کے گہروالوں سے ان کا حال پوچھا اور میں نے ان کی اہلیہ صاحبہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا حنظلہ رضی اللہ عنہا کی حالت میں تھے جب جنگ پر بلائے جانے کی آواز سنی تو گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے اور بھتی اور ابن سعد نے ہشام بن عروہ کی سند انکے والد سے ان لفظوں میں روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے حنظلہ کو آسمان وزین کے درمیان بارش کے پانی سے جو چاندی کے طشت میں ہے غسل دے رہے ہیں۔ ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد ہم پوچھے تو دیکھا کہ ان کے سر پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ۔ ابو یعلیٰ اور بھتی اور ابو نعیم نے ابو السفر سے روایت کی ہے کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ حیرہ میں نازل ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ زہر سے بچتے رہیں یہ عجیبی لوگ آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ فرمایا وہ زہر میرے پاس لاؤ آپ نے اُسے ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ پڑھ کر حلق میں ڈال لیا تو زہر نے کچھ نقصان نہ دیا اور کھلی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب خالد بن الولید رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حیرہ کا قتل کرنے لگے تو وہاں کے لوگوں نے عبد سیح کو ایک گھنٹہ میں ختم کر دینے والا زہر دیکر بھیجا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا لاؤ۔ تھیلی پر لیکر بسم اللہ دیا اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء غیرہا اور کہا لیا عبد سیح اپنی قوم میں لوٹ کر گیا اور کہا کہ اے میری قوم انہوں نے تو اس زہر کو کھالیا ہے اور اس نے کوئی نقصان نہیں دیا تم لوگ ان سے صلح کر لو (اور سمجھ لو) یہ بات ان کیلئے تجویز شدہ ہے۔ ابن ابی الدنیاء نے صحیح سند سے خیمہ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اسکے ساتھ شراب کا ایک مشکیزہ تھا آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اسے شہید بنا دیجئے تو وہ شہید ہو گئی اور اسی سند یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اسکے ساتھ شراب کا مشکیزہ تھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے اُس نے عرض کیا سرکہ ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسکو سرکہ ہی بنا دیں پھر وہ لوگوں نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا حالانکہ پہلے شراب تھی۔ ابن سعد نے محارب بن دثار سے روایت کی ہے کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے شکر میں بعض آدمی شراب پیتے ہیں آپ نے شکر میں چکر لگایا تو ایک شخص کے پاس شراب کا مشکیزہ دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اس نے عرض کیا سرکہ ہے فرمایا اے اللہ اسکو سرکہ بنا دیجئے پھر وہ اس شخص نے مشکیزہ کھولا تو سرکہ تھا وہ کہتا تھا کہ یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دعا ہے۔

حضرت ذویب بن کلاب رضی اللہ عنہ - ابن ذہب نے ابن ابی نعیم سے روایت کی ہے

کہ جب اسود عسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور صنعا پر غلبہ پالیا تو اسے ذویب بن کلاب رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا ماننے کی وجہ سے پکڑ کر آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ذکر فرمایا تو حضرت عمر نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اسے ہماری امت میں حضرات ابراہیم خلیل اللہ جیسے بھی پیدا فرمادے ہیں۔ عبداللہ نے کتاب الصحابہ میں بیان کیا ہے کہ یہ ذویب وہی ہیں جو کلاب بن ربیع خولانی کے بیٹے ہیں اور بنی دالون میں سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ابن عساکر نے ابوشجر جعفر بن ابی وحشیہ کی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ بنی خولان میں کا ایک شخص صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ میں ڈال دیا مگر اس میں سے سوائے ان چند جگہوں کے کہ جہاں پہلے پہلے وضو کا پانی نہیں پھونچتا تھا کچھ نہیں جلا۔ یہ بزرگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ میرے واسطے بخشش کی دعا فرمائے فرمایا تم خود اسکے زیادہ تھوڑا ہو اور فرمایا کہ تم تو آگ میں ڈال دے گئے اور پھر نہیں جلے۔ انہوں نے بخشش کی دعا کی اور اسکے بعد شام چلے گئے وہاں لوگ انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے، اور میں نے انکو یہاں صحابہ کے بیان میں اسلئے ذکر کر دیا ہے کہ یہ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں اسلام لے آئے تھے جیسے کہ نجاشی

حضرت زید بن خاریجہ الانصاری رضی اللہ عنہ - بیہقی نے سعید بن المسیب سے روایت بیان

کی اور اسے صحیح کہا ہے کہ زید بن خاریجہ انصاری ثم من بنی الحارث بن الخزرج نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات پائی جب کفن دیدیا گیا تو لوگوں نے ان کے سینہ میں سے ایک آواز سنی پھر اسکے بعد بولے احمد صلی اللہ علیہ وسلم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلی کتاب میں بیان ہے اور سچے ہیں سچے ہیں۔ ابو بکر صدیق کا جو اپنی ذات میں ضعیف اور اللہ کے حکم میں قوی ہیں پہلی کتاب میں بیان ہے اور سچے ہیں سچے ہیں عمر بن الخطاب قوی اور امین ہیں یہ پہلی کتاب میں بیان ہے سچے ہیں سچے ہیں عثمان بن عفان جو انہی کے طریقہ پر ہیں چار سال گزر گئے ہیں اور دو باقی رہ گئے فتنے آگئے قوی نے ضعیف کو کہا لیا اور قیامت قائم ہو گئی اور عنقریب تمہارے لشکر سے تمہارے پاس اریس کے کنوئین کی خبر آئیگی اور کیا چیز ہے اریس کا کنوئین؟ پھر بنی خطمہ میں کے ایک شخص کا انتقال ہوا جب اسکو کفنا یا گیا تو ایک آواز اسکے سینے سے بھی سنائی دئیگی پھر وہ بولا کہ بنی الحارث بن الخزرج کے آدمی نے سچ کہا ہے سچ کہا ہے۔

یہ تھی رحمتیں اریس کے کنوین کا حال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی تھی جو حضور کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی یہاں تک کہ وہ (ان سے) اریس کے کنوٹھ میں گر گئی اور یہ اس وقت ہوا جبکہ انکی خلافت کے چہ سال گزر چکے تھے تو اس وقت آپ کے ماتحت عامل لوگ بدل گئے اور قتل کے اسباب ظاہر ہونے لگے جیسے کہ زید بن خارجه کی زبان پر کہا گیا تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن حضرت نے موت کے بعد کلام کیا ہے وہ خارجه بن زید ہیں۔

طبرانی وغیرہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ خارجه بن زید انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے راستوں میں سے کسی راستہ میں ظہر و عصر کے مابین چلے جا رہے تھے اچانک گر پڑے اور وفات فرما گئے۔ انصار کو اسکی خبر لی گئی وہ آئے اور ان کو اٹھا کر ان کے گھر لے گئے اور ایک اونٹنی اور دو دلیں دہاری دار چادروں میں کفن دیا گیا۔ گھر میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں روئے لگیں اور کچھ مرد بھی تھے یہ دیر تک کفن میں لپٹے رہے کیونکہ اچانک موت کے واقع ہو جانے سے لوگوں کو موت میں شک ہو گیا تھا اسلئے تجہیز و تکفین اور دفن میں دیر کی گئی جب مغرب و عشا کا درمیان ہوا تو لوگوں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ۔ غور کیا تو یہ آواز کفن کے نیچے سے تھی انکے چہرہ سے کپڑا ہٹایا گیا تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ محمد رسول اللہ بنی امی خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ پہلی کتاب میں ہے پھر کہا سچ فرمایا سچ فرمایا کہ یہ رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور پھر ویسے ہی مردہ ہو گئے جیسے کہ تھے۔ میں نے اسکو اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین سے نقل کیا ہے تو گویا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو اپنے پاس موجود دیکھا ہے کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کہا ہے اور تین خلفاء کا ذکر کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا ذکر نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے ہوئی ہے۔ پھر میں نے ابن الاثیر کی کتاب اسد الغابہ میں خارجه بن زید الحارثی کے بیان کو دیکھا تو انہوں نے بھی اس قصہ والے بزرگ کے باب میں اختلاف ذکر کیا ہے وہ خارجه بن زید ہیں یا زید بن خارجه اور اخیر میں یہ کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ بولنے والے زید بن خارجه تھے واللہ اعلم

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ - بخاری و مسلم اور بیہقی نے عبد الملک بن عمیر

کے واسطے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے کیسا تھ ایک شخص کو بھیج دیا کہ کوفہ میں ان کے متعلق تفتیش حال کرے۔ ان صاحب کوفہ کی مسجدوں میں پھرایا گیا تو سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں کہا گیا۔ یہاں تک کہ ایک مسجد میں پھونچے تو ایک صاحب جنگو ابو سعدہ کہا جاتا تھا یہ کہا کہ جب تم ہم کو قسم دیتے ہو تو سنو کہ سعد تقسیم برابر نہیں کرتے لشکر میں خود نہیں چلتے اور فیصلے میں انصاف نہیں کرتے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہو تو اس کی عمر دراز فرما دیجئے اور اس کی تنگدستی دراز کر دیجئے اور اس کو فتنوں میں ڈال دیجئے تا بن عمر کہتے ہیں میں نے اس شخص کو دیکھا ہے بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ بڑی عمر ہو نیکی وجہ سے اس کی بھون آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں فقیر ہو گیا تھا۔ راستہ میں باندیوں کو پیٹتا اور آنکھوں سے اشارہ کرتا تھا جب اُس سے کہا جاتا کہ تم کیسے ہو تو کہتا ایک بہت بوڑھا اور فتنوں میں مبتلا کیا ہوا۔ اور ابن عساکر نے مصعب بن سعد کی سند سے اسے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے کیسا امیر تھا ایک شخص بولا یا اللہ تم ایسے تھے جیسا مجھے معلوم ہے کہ رعیت میں انصاف نہیں کرتے تھے اور تقسیم میں برابری نہیں کرتے تھے اور لشکر میں شریک ہو کر خود جہاد نہیں کرتے تھے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہو تو اس کو اندھا کر دے اس پر جلد تنگدستی طاری کر دے اس کی عمر دراز کر دی اور اس کو فتنوں میں ڈال دے تو یہ شخص اس وقت تک نہیں مراحب تک اندھا اور فقیر نہیں ہو گیا یہاں تک کہ لوگوں سے بھیک مانگی اور ختار کذاب کے فتنہ کو پایا اور اسی میں مرا۔

طبرانی اور ابن عساکر اور ابو نعیم نے قبیصہ بن جابر سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے حضرت سعد کو بھلا کہا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ اس شخص کی زبان اور ہاتھ کو جس طرح آپ کو منظور ہو جیسے روک دیجئے تو جنگ قادسیہ میں اس شخص کے تیر لگا جس نے اس کی زبان اور ہاتھ پیکا کر دئے پھر یہ ایک کلمہ بھی نہ بول سکا اور مر گیا۔ اور ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے مغیرہ کے واسطے سے ان کی والدہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت تھی جس کا قد بچہ کا سا قد تھا لوگ کہتے تھے کہ یہ حضرت سعد کی بیٹی ہے اس نے ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا اس پر انہوں نے کہا یا اللہ اگر تیری قوت کو کم کر دو تو وہ اب تک جوان نہیں ہو سکتی

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے میناء کے واسطے عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جھانکا کرتی تھی یہ روکا کرتے تھے مگر وہ رکتی نہ تھی ایک روز اُس نے جھانکا تو آپ کے کہہ دیا کہ تیرا منہ بگڑ جائے تو اُس کا چہرہ گدّی کی طرف ہو گیا تھا، حاکم نے قیس رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت بُرا کہا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ یہ آپ کے ولیوں میں سے ایک ولی کو بُرا کہتا ہے آپ اس مجمع کو اس وقت تک متفرق نہ کیجئے کہ اپنی قدرت نہ دکھلا دین تو خدا کی قسم ہم لوگ متفرق نہ ہوئے تھے کہ اسکی سواری زمین میں دھسنے لگی اور اُس نے اسکو کھوپڑی کے بل پتھروں میں پھینک دیا جس سے اس کا دماغ پھٹ گیا اور یہ مر گیا۔

حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بددعا دی تو اُسکی اونٹنی اسکے پاس آئی اور اسکو مار ڈالا اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد کیا اور قسم کھائی کہ اب کسی کو بددعا نہ دیں گے۔

حاکم نے ابن المسیب سے روایت کی ہے کہ مروان خلیفہ نے کہا تھا کہ یہ مال ہمارا مال ہے جسے ہم چاہیں گے ۲۱ دین گے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا کیا میں دعا کروں مروان کو دکر آیا اور گلے سے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ اے ابواسحق میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ دعا نہ کیجئے یہ مال تو سب اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔

یہی تھی اور ابن عساکر نے یحییٰ بن عبدالرحمن بن حبیبہ کے واسطے اُنکے والد سے روایت کی ہے اور وہ اُنکے دادا البیبہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے پروردگار میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں تو مجھ سے موت کو اتنا مؤخر کر دیجئے کہ یہ بالغ ہو جائیں بیس سال تک کیلئے ان کی موت مؤخر کر دی گئی یعنی اُس شخص پر مرض کے بعد چھ مہینے قریب ہو گئے تھے بیس سال تک اور زندہ رہے۔ طبرانی نے عامر بن سعد سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت سعد رضی اللہ عنہ جا رہے تھے ایک شخص پر گزرے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت بُرا کہہ رہا تھا اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر کو بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم ایسے لوگوں کو بُرا کہہ رہے ہو کہ جنکے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ وعدہ آچکا ہے جو آچکا ہے تو خدا کی قسم یا تو تم انکو بُرا کہنا

چھوڑ دیا تین تھکے واسطے بد دعا کروں گا۔ اس نے جواب دیا کہ تم مجھ کو ڈراتے ہو کہ گویا تم نبی ہو
تو حضرت سعد دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ شخص ان لوگوں کو برا کہتا ہے جن کے حق میں آپ کا وہ وعدہ
اچھا ہے جو اچھا ہے تو اس کو آج لوگوں کیلئے عبرت بنادیتے اس کے بعد ایک سختی اونٹنی آئی لوگ
اس کی وجہ سے ہٹ گئے اور وہ اُس کو رو نہ گئی پھر ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے
پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے ابواسحق اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی
اور حضرت سعد جو مستجاب الدعاء تھے اس کی وجہ سے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے
اس کی دعا کی تھی کیونکہ ترمذی و حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح
کہا ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ اے اللہ سعد کی دعا قبول فرما لیجئے جب
وہ دعا کرے "تو جب دعا کرتے تھے قبول کیجاتی تھی اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ اے اللہ ان کی
دعا قبول فرمایا کیجئے اور ان کا نشانہ درست فرمادیتے،

ابو نعیم نے ابن الدیفلی سے روایت کی ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نہر شبر پر
گزرے تو کشتیان طلب کیں تاکہ لوگوں کو لیکر گزر جائیں مگر کوئی صورت نہ ہو سکی کیونکہ دشمنوں
نے کشتیوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ماہ صفر کے کئی دن گزر گئے اور آپ ٹہرے رہے پھر نہر میں
چڑھاؤ ہو گیا۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے اُس نہر میں گھر گئے
اور عبور کر گئے اور دریا ہے کہ چڑھاؤ کی وجہ سے بہت ناک صورت لئے ہوئے ہے آپ نے اپنی خواب کی
تعبیر کیلئے اُس کو عبور کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔ لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اب میں نے اس دریا کو
طے کر کے مقابل تک جائیگا ارادہ کر دیا ہے اور سب لوگوں کو گھس جانے کی اجازت دیدی اور
فرمایا کہ یہ کہو کہ ہم اللہ کی امداد چاہتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں۔ اللہ ہی ہم کو کافی ہے اور وہی
بہترین ذمہ دار ہے کوئی تغیر اور قوت نہیں مگر اللہ ہی کی جانب سے ہے جو بڑے مرتبہ اور بڑی عظمت والا
ہے۔ پھر سب کے سب دریا میں گھس پڑے اور موجوں پر سوار ہو گئے اور وہ جھاگ دے رہی تھیں اور
سیاہ تھیں اور لوگ اس تیرنے میں قریب قریب تھے اور ایسے ہی باتیں کر رہے تھے جیسے کہ زمین
پر چلنے میں باتیں کرتے رہتے ہیں تو اہل فارس کو اس بات سے جو اُن کے گمان میں بھی نہ تھی۔
بہت تعجب ہوا اور اپنی جانوں کو بچا لینگے اور بہت مال چھوڑ کر جلدی سے بھاگ نکلے۔ غرض صفر ۱۲۸۰ھ

میں مسلمان کسری کے شہروں میں داخل ہو گئے اور جو مال کسری کے گہروں میں باقی تھا اسپر قبضہ کر لیا۔ اور ابو نعیم نے ابو عثمان ہندی سے حضرت سہیل کے لوگوں کیساتھ قیام کرنے اور انکو عبور کی دعوت دینے میں یہ روایت کی ہے کہ ہم گہروں اور سواروں سے ہر پر چھا گئے یہاں تک کہ دونوں کناروں سے کوئی شخص پانی کو نہیں دیکھ سکتا تھا ہمارے گھوڑے ہمو لیکر ان کی طرف نکلے تو ان کی ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور ہنسنارہے تھے جب مقابل قوم نے یہ دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے اور ایسی بھاگی کہ اپنی کسی چیز کی طرف بھی توجہ نہیں کی اور بیان کیا ہے کہ پانی ان حضرات کی کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی سوا ایک پیالہ کے جسکی رستی بودی تھی وہ ٹوٹ گئی اور اسے پانی بہا لگیا لیکن اسکو بھی ہواؤں اور موجوں نے دھکیل دیا کہ وہ کنارہ پر آ رہا اور اسکے مالک نے لیلیا اور ابو نعیم نے ابو بکر بن حفص بن عمر سے یہ روایت کی ہے کہ جو صاحب حضرت سہیل کے ساتھ ساتھ پانی میں چل رہے تھے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے گھوڑے ان لوگوں کو لیکر تیرے تو سوار کھینچتے تھے ہمو اللہ تعالیٰ کافی بہن اور وہی بہترین ذمہ دار بہن اور اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی ضرورت مدد فرمائیں گے ضرور اپنے دین کو غلبہ اور ضرور اپنے دشمن کو شکست دینگے بشرطیکہ لشکرین بدکاری اور ایسے گناہ نہ ہوں کہ جو نیکیوں پر غالب آ جائیں سلمان رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ ابھی تو سب سلام نیا ہے اور خدا کی قسم انکے واسطے دریا ایسے ہی تالبدار کر دئے گئے ہیں جیسے خشکی اور یہ لوگ پانی پر چھا گئے یہاں تک کہ کنارہ سے پانی نظر نہیں آتا تھا اور بیشک ان حضرات کیلئے دریا کے باب میں بہ نسبت خشکی کے زیادہ واقعات ہیں غرض یہ لوگ دریا سے نکلے اور نہ ان کی کوئی چیز کھوئی گئی اور نہ کوئی غرق ہوا۔ اور ابو نعیم نے عمیر صائدی سے روایت کی ہے کہ جب یہ لوگ دریا میں گھس پڑے تو ایک دوسرے کے قریب قریب ہو گئے۔ سلمان رضی اللہ عنہ کے متصل تھے برابر میں پانی میں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ سہیل نے کہا کہ یہ بڑی عزت اور بڑے علم والے کے مقرر کرنے سے ہے۔ پانی ان لوگوں کو اوپر کھڑا اٹھا رہا تھا گہوڑا ہمیشہ سیدھا کھڑا رہتا تھا۔ جب تھک جاتا تھا تو کوئی ٹیلہ ظاہر ہو جاتا اور اسپر اس طرح آرام کر لیتا تھا کہ گویا زمین پر ہے پس مدائن میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ نہیں ہوا اور اسیدو جے اسکو یوم الحیراثیم (ٹیون کا دن) کہا جاتا ہے کہ جب کوئی تھک جاتا ایک ٹیلہ اٹھاتا تھا کہ اسپر آرام لیلے اور ابو نعیم نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ دجلہ میں گھسے تو وہ موجیں مار رہا تھا جب ہم اسکے زیادہ پانی کے حصہ میں پھونچے تو گہوڑے سوار کھڑا رہتا تھا اور پانی اسکے

تنگ تک نہیں چھوڑتا تھا اور ابو نعیم نے حبیب بن مہیان سے روایت کی ہے کہ جنگ مدائن کے بعد جب مسلمانوں نے دجلہ کو عبور کر لیا تو اہل فارس نے کہا یہ تو جن ہیں انسان نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سارے جہانوں پر ایک حجت ہیں۔

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ۔ حاکم اور بیہقی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے حضرت زید کہتے ہیں کہ مجھ کو جنگ احک کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا کہ سعد بن الربیع کو تلاش کر و اگر تم انکو دیکھو تو میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ تم اپنے کو کیسیا پاتے ہو۔ میں نے انکو اس حالت میں پایا کہ ان کا دم آخر ہو رہا تھا اور ان پر نیزوں اور تلواروں اور تیروں کے شیشے زخم تھے انہوں نے جواب دیا کہ عرض کرنا یا رسول اللہ میں اپنے کو ایسیا پاتا ہوں کہ جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اور میری قوم انصار سے فرمادیجئے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کو دشمن چھو سچ گیا اور تم میں سے ایک تنفس بھی باقی رہا تو تمہارا کوئی عذر نہ ہو سکیگا اور اس کے بعد روح پرواز کر گئی رضی اللہ عنہ۔

۴۴

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ۔ جلال الدین بصری دمشقی نے اپنی کتاب تحفۃ الانام فی فضائل الشام میں بیان کیا ہے کہ اہل دمشق کا اتفاق ہے کہ آپ کی قبیلہ راکہ دمشق کے شہر غوطہ ایک گاؤں میں ہے جسے منجھ کہا جاتا ہے اور بیان کیا ہے کہ شیخ عارف مقتدی ابو اسحق ابراہیم بن الشیخ عارف باللہ عبد اللہ نے جنکے والد ارموی مشہور تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی کئی دفعہ زیارت کی ہے ایک مرتبہ ان کے دل میں یہ خلیجان پیدا ہوا کہ یہ حضرت سعد کی قبر ہے بھی یا نہیں انکو نیند کی اونگھ آگئی تو دیکھا کہ یہ قبر اوپر کی طرف سے پھٹ گئی اور ایک لمبے قد کا بدوی شخص نقاب پوش قبر کی اوپر کی جانب سے نکلا اور وہ کہہ رہا ہے کہ میں سعد ہوں پھر مجھے نیسے رافق ہو گیا تو میں نے جان لیا کہ یہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ میں نے کچھ شراب شریف پڑھا اور دعا کی اور لوٹ آیا، سیدنا سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات بلاد شام میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۳۰ھ میں ہوئی ہے۔

جنگ بین منہ پر نقاب ہوتی تھی ۱۲ متر جم۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ - ابو نعیم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

غزوہ خندق کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر تیزی سے تشریف لے چلے کہ پاؤں کے (جوتے) لٹمے ٹوٹنے لگے مگر آپ لوٹتے نہ تھے چادر گری جاتی تھی اور آپ تو جہنمیں فرماتے تھے اور کسی کی طرف التفات نہیں فرمایا صحابہ عرض کیا یا رسول اللہ قریب ہے کہ آپ ہیکو الگ چھوڑ دیں۔ فرمایا مجھے ڈر ہے کہ معاذ کے غسل دینے میں فرشتے ہم سے سبقت نہ لیجائیں جیسے کہ حفظہ رفہ کے غسل دینے میں سبقت لیگئے تھے اور بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو غزوہ خندق کے دن زخم لگا ہے حیان بن العرقہ نے انکی رگ اکھل بین تیر مارا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خیمہ لگایا تھا تاکہ قریب ان کی عیادت فرماتے رہیں۔ جب حضور غزوہ خندق سے واپس ہوئے ہتھیار اُتار دئے اور غسل فرمایا تو جبریل علیہ السلام سے غبار جھاڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ آپ نے ہتھیار اُتار دئے خدا کی قسم آپ ہتھیار نہیں اُتارینگے اب ان کافروں پر خروج فرمائے حضور نے فرمایا تو کہاں کو جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا جب سب وہاں نازل ہوئے اور حکم احکام سعد بن معاذ کو تفویض کئے گئے تو حضرت ۴۵

سعدؓ نے کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ ان میں سے لڑنے والے لوگوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا جائے اور ان کے مال تقسیم کر لئے جائیں۔ پھر حضرت سعدؓ نے دعا کی اے اللہ آپ کو معلوم ہے کہ مجھے آپ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اس قوم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں جیسے آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ہے اور انکو نکال دیا ہے اے اللہ میں سمجھ رہا ہوں کہ اب آپ نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کو ختم فرمادیا ہے تو اگر قریش سے کوئی لڑائی باقی ہو تو مجھے انکے لئے زندہ باقی رکھئے کہ میں آپ کی راہ میں ان سے جہاد کروں اور آپ نے لڑائی ختم ہی فرمادی ہے تو ذرا کھول دیجئے اور میری موت اسی میں فرمادیجئے پھر اسی رات یہ لڑائی چھڑ گئی اور حضرت معاذ کی وفات اسی سے ہوئی۔ اور یہی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے تیر مارا گیا اور رگ اکھل گئی خون چمک آیا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ میری جان نہ نکالئے جب تک بنی قریظہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ کر دیجئے۔ انکی رگ بند ہو گئی اور ایک قطرہ بھی نہ ٹپکا

۴۵۔ ہاتھ کے وسط میں ایک آگ ہے جسے رگ ہفت اندام اور میز اب البدن اور عرق الحیوۃ بھی کہتے ہیں اس کے پھٹنے سے تمام بدن کا خون نکلتا ہے ۱۲ مترجم

یہاں تک کہ سب لوگ ان کے حکم پر راہی ہو گئے پھر جب یہ ان کے قتل سے فارغ ہو گئے وہ رگ پھٹ گئی اور وفات پا گئے۔

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے باب میں فرمایا ہے ان کیلئے عرش ہلکایا ہے اور ان کے جنازہ کے ساتھ ستتر ہزار فرشتے چلے ہیں اور جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا کہ یہ کس مرد صالح کا انتقال ہوا ہے کہ اس کے واسطے آسمان کے دروازے کھول دئے گئے ہیں اور اس کیلئے عرش ہلکایا ہے حضور باہر تشریف لائے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو چکی اور بیہقی نے رافع زرقی سے روایت کی ہے کہ اپنی قوم میں سے جس سے میں نے پوچھا اُس نے بتایا ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کے درمیان میں ریشم کا عمامہ باندھے ہوئے آئے اور پوچھا کہ یہ مرینہ والا کون ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھل گئے اور عرش حرکت میں آگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے سعد بن معاذ کی طرف تشریف لیچے تو ان کو دیکھا کہ وفات پا چکے ہیں اور بیہقی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن معاذ کیلئے جو حق تعالیٰ کا عرش متحرک ہوا وہ ان کی فوج سخن ہو نیکی جس سے متحرک ہوا ہے اور ابن سعد نے مسلم بن اسلم بن حربش سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو گھر میں سوائے کفن پہنائے ہوئے سعد رضی اللہ عنہ کے اور کوئی نہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور بیچ بیچ کر تشریف لیجا رہے ہیں اور مجھے اشارہ فرمایا کہ ہر جا میں ٹہر گیا اور پیچھے سے ذرا ہٹا دیا گیا حضور لچرہ دیر تشریف فرما رہے پھر باہر تشریف لیگئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کسی اور کو تو دیکھا نہیں اور آپ کو یہ دیکھا کہ آپ بیچ بیچ کر تشریف لیجا رہے تھے ارشاد فرمایا کہ میں تو کسی جگہ بیٹھ نہیں سکا جب تک فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے اپنا ایک پر میرے لئے سمیٹ نہیں لیا۔ اور ابو نعیم نے اشعث بن اسحق بن سعد ابن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ حضور نے اُس دن اپنے گھٹنے سمیٹ لئے تھے اور فرمایا تھا کہ ایک فرشتہ آیا ہے اُسے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی تو میں نے جگہ دی جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا اور یہ بہت بڑے اور لمبے تھے ایک منافق نے کہا کہ ہم نے کوئی بخش آج سے زیادہ ہلکی نہیں ٹھائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انکے جنازہ پر ستر ہزار وہ فرشتے حاضر ہوئے ہیں جنہوں نے زمین پر کبھی قدم نہ رکھا تھا۔ اور ابن سنیہ محمود بن کبیر روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ساری قوم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کسی میت کو ستر ہلکا نہیں اٹھایا۔ فرمایا کہ ہلکے کیون نہ ہوتے ان کیلئے آج اتنے اتنے فرشتے اتر آئے ہیں جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے اور وہ تمہاری ساتھ جنازہ اٹھائے ہوئے ہیں اور ابن سعد اور ابو نعیم نے محمد بن منکدر کی سند سے محمد بن شریح بن حبیل بن حسنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ان کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھری اور لیکیا کچھ بعد اسے دیکھا تو وہ مشک تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ یہاں تک کہ چہرہ مبارک میں (ستر کا اثر) محسوس ہو گا اور فرمایا الحمد للہ اگر قبر کے دبائے سے کوئی بچتا تو سعد بن معاذ بچتے انکو ذرا ساد یا گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے کثادگی فرمادی اور ابن سعد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے سعد کی قبر کھودی ہے جب ہم مٹی کا کچھ حصہ کھودتے تھے

ہم پر مشک کی لپٹیں آتی تھیں

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بخاری و مسلم نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے کہ اویس کی بیٹی اروی نے مروان بن الحکم کے یہاں سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر مقدمہ دائر کیا اور دعویٰ کیا انہوں نے اسکی زمین لیلیٰ ہے حضرت سعید نے جواب دیا کہ کیا میں اسکے بعد بھی اسکی زمین سے کچھ لیلوں گا جبکہ میں نے خود حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسکے باب میں) سنا ہے۔ مروان نے پوچھا آپے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جس نے زمین سے ایک بالشت بھی ظلماً لیلی اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں تک کو اسکے گلے میں طوق ڈال دینگے۔ مروان نے کہا بس اسکے بعد میں آپ سے کوئی گواہ نہیں مانگتا حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ جھوٹی ہو تو اسکی مینائی کو غارت فرما دیجئے اور اسکو اسکی زمین قتل کر دیجئے عروہ کہتے ہیں کہ وہ اسوقت تک نہیں مری جب تک اسکی مینائی جاتی نہیں رہی اور وہ اپنی زمین میں چلی جاتی تھی کہ یکا یک ایک گڑھے میں گری اور مر گئی اور مسلم کی ایک روایت میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمرو سے یہی مضمون

ہے کہ انہوں نے اُسے اندھی دیکھا ہے دیواروں کو ٹوٹتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعید کی دعا دلالت کی
اور جس گھر پر اُسے مقدمہ کیا تھا اُسکے کنوین پر گزری تو اس میں گرہ پڑی اور وہی اسکی قبر بن گیا۔
حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام۔ آپ کی
کرامتوں میں سے یہ ہے کہ ابن اثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ محمد بن المنکدر نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سفینہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں ایک کشتی
میں سوار تھا وہ ٹوٹ گئی اور میں ایک تختہ پر سوار رہ گیا مجھے پانی نے کنارہ پر پھینک دیا تو مجھے ایک شیر ملا
میں نے اُس سے کہا اے ابو الحارث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔
فرماتے ہیں کہ اُسے سر جھکا لیا اور مجھے اپنے پہلو اور کندھے سے دھکیلتا رہا۔ یہاں تک کہ راستہ
پر چھوٹا دیا۔ پھر جب راستہ پر چھوٹا دیا تو ہمہما نے لگا اس سے میں نے سمجھ لیا کہ اب یہ مجھے
خصت کر رہا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ میں نے اپنی کتاب حجة اللہ علی العالمین میں انکو تنہا ذکر
نہیں بلکہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کیساتھ ہی ذکر کر دیا ہے پھر میں نے اپنے محترم فاضل شیخ عبد المجید
خانی دمشقی کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی کتاب الحدائق الوردیہ فی اجلاء الطريقة النقشبندیہ میں ذکر کیا
ہے کہ انکی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ یہ مدائن سے تشریف لیچے اور انکی ساتھ ایک مہمان تھا۔
ہرن جنگل میں پھر رہے تھے اور پرندے ہوا میں اڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک
ہرن اور ایک پرندہ میرے پاس آ جاؤ کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آیا ہے جسکی مجھے خاطر
کرتا ہے وہ آگئے تو اس شخص نے کہا سبحان اللہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اس سے تعجب کرتے
ہو کیا تم نے کسی بندہ کو دیکھا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ہو اور پھر کسی شے نے اُس کی نافرمانی کی ہو
انہی شیخ عبد المجید نے بیان کیا ہے کہ حافظ ابو نعیم نے حارث بن عمر سے روایت کی ہے کہ میں نے سفر
کیا۔ مدائن آیا تو ایک شخص ملا جس پر اُس نے کپڑے پہن اور اس کے پاس ایک سرخ چڑا ہے جسے وہ
مل رہا ہے وہ متوجہ ہوا مجھے دیکھا اور کہا اے اللہ کے بندہ وہیں ہر وہ میں نے اُس شخص سے جو میرے
پاس تھا پوچھا یہ شخص کون ہیں اُس نے بتایا کہ یہ سلمان ہیں۔ پھر آپ نے تشریف لیگے اور سفید

۵۔ ابو الحارث شیر کو کہا جاتا ہے ۱۲ متر جم۔

کپڑے پہنے پھر آئے اور میرا ہاتھ پکڑ لیا مصافحہ کیا اور حال پوچھنے لگے۔ میں نے عرض کیا اے ابو عبد اللہ! نہ آپ مجھ کو کبھی پہلے دیکھا نہ میں نے آپ مجھے پہچانتے ہیں نہ میں آپ کو فرمایا ہاں مگر قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ جو وقت میں نے تم کو دیکھا ہے اس وقت میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا ہے کیا تم حارث بن عمیر نہیں ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ رو حین ایک جمع کیا ہوا لشکر تھیں اُن میں سے جن میں تعارف ہو گیا تھا اُن میں اُنس ہے اور جن میں اجنبیت رہی تھی ان میں اختلافات ہیں، اور یہ بہرین اور پرندہ کی کرامت میں نے علامہ مناوی کی کتاب طبقات میں بھی دیکھی ہے۔

حضرت عاصم بن ثابت و حضرت خبیب رضی اللہ عنہما۔ بخاری وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر عاصم بن ثابت کو امیر مقرر فرمایا۔ یہ لوگ روانہ ہو گئے اور جب عمان اور مکہ مکرمہ کے درمیان پھونچے تو ہذیل کے ایک قبیلہ میں ان کا ذکر کیا گیا اور وہ لوگ تقریباً سو تیر انداز تھے وہ انکے نشانات ڈھونڈتے ہوئے چلے اور ان پر آ پھونچے تو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھیوں نے ایک بلند ٹیلہ کی پستیاہ لی۔ اُن لوگوں نے ان کا محاصرہ کر لیا انکے ساتھیوں نے کہا کہ تم لوگوں کا ہم سے ایک معاہدہ ہے کہ اگر تم ہمارے یہاں آئے تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو کسی کافر کی ذمہ داری میں یہاں سے نہیں اُتروں گا اے اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری خبر پہنچا دیجئے اُن لوگوں نے ان پر تیر چلائے شروع کر دئے یہاں تک کہ حضرت عاصم اور سات آدمیوں کو شہید کر دیا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب رہ گئے اُن لوگوں نے ان سے عہد و معاہدہ کر لیا تو یہ لوگ ٹیلہ سے اُنکے پاس اتر آئے جب وہ ان پر قابو پا گئے تو انکی کمانوں کے چلے اُتار کر انکو باندھ دیا۔ اُن تیسرے صاحب نے کہا کہ یہ پہلی بد عہدی ہے اور انکے ساتھ جانیسے انکار کر دیا اُن لوگوں نے زبردستی کی کہ ساتھ چلیں مگر وہ نہ چلے تو انکو بھی شہید کر دیا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو لے چلے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ میں لاکر دونوں کو فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بنی حارث بن عامر بن نوفل نے خرید لیا کیونکہ خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث کو قتل کیا تھا یہ اُن لوگوں کے پاس قیدی رہے یہاں تک کہ جب اُن لوگوں نے انکے شہید کر دینے پر اتفاق کر لیا تو انہوں نے بنی حارث کی لڑکیوں

میں سے ایک لڑکی سے استترہ مانگا تا کہ زیر ناف کے بال صاف کر لین اُسے دیدیا وہ کہتی ہے کہ میں اپنے ایک بچہ سے ذرا غافل ہوئی تو وہ انکے پاس بھونچ گیا اور انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا جب میں نے بچہ کو دیکھا تو میں گہرا گئی اور اس گہرا ہٹ کو خبیث نے بھی محسوس کر لیا اُنکے ہاتھ میں استترہ تھا کہنے لگے کیا تم ڈرتی ہو کہ میں اس بچہ کو قتل کر ڈالوں گا۔ میں انشاء اللہ ایسا نہیں کروں گا اور وہ کہا کرتی تھی کہ میں نے خبیث سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا وہ انکو رکے خوشے کہا یا کرتے تھے حالانکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں کوئی سا بھی پھل نہ تھا اور خود وہ لوہے کی بیڑیوں میں بند ہے سہتے تھے بس یہ ایک رزق تھا جو اللہ تعالیٰ انکو عطا فرماتے تھے عرصہ میں جب انکو حرم سے باہر لے چلے تو انہوں نے فرمایا مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعتیں پڑھ لوں اور آپ کے نماز پڑھی پھر یہ دعا کی اے اللہ ان کا سب کا احاطہ فرما لیجئے اور انکو متفرق کر کے مار ڈالئے اور ان میں کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑیے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی کی اس مصیبت کے دن دعا قبول فرمائی اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس روز ان لوگوں پر یہ مصیبت واقع ہوئی یہ خبر بیان فرمادی تھی۔ ادھر قریش نے حضرت عاصم رضی کی طرف آدمی بھیجے کہ عاصم رضی کے جسم سے کچھ حصہ لے آؤ کہ وہ اسکو پہچان لیں کیونکہ حضرت عاصم رضی نے جنگ بدر میں قریش کے بڑے لوگوں میں سے کسی بہت بڑے کو مار ڈالا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی پر شہد کی مہیون کے ایک محال کو جو سائبان کی طرح تھا بھیج دیا اُسے انکی حفاظت کی اور یہ کافروں کی دستبرد سے محفوظ رہ گئے۔ اور ان پر یہ قدرت نہ پاسکے کہ انکے جسم میں سے کچھ کاٹ لیں۔ یہی ہقی نے بھی یہ روایت ایسے ہی بیان کی ہے اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ابن شہاب سے اور عروہ کی سند سے بھی بیان کی ہے اتنا اور زیادہ روایت کیا ہے کہ حضرت خبیث رضی نے یہ کہا تھا کہ اے اللہ میں کوئی فاسد نہیں پاتا کہ آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکوں اسلئے آپ ہی انکو میرا سلام پہنچائیے تو جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ سب ماجرا بتا دیا۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس روز بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا اس پر بھی سلام ہو خبیث رضی کو قریش نے شہید کر دیا

یہی ہقی نے ابن اسحق کی سند سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا

کہ قبیلہ ہذیل نے جب عاصم بن ثابت رضی کو شہید کر دیا تو ان کا سر علیہ کربلینا چاہا تاکہ اس کو سلافت سے سکد یا تحفہ و خست کر دیں کیونکہ جب جنگ احد میں اُس کے دونوں بیٹے مار ڈالے گئے تو اُس نے یہ منت مانی تھی کہ اگر ان کے سر پر قابو پاسکی تو اسکی کھوپڑی میں شراب پیئے گی مگر ان لوگوں کو محال کی بھیموں نے اسکو روک دیا اور جب مکھیاں ان میں اور عاصم میں حائل ہو گئیں تو ان لوگوں نے کہا کہ شام تک کیلئے چھوڑ دو۔ مکھیاں چلی جائیں گی تو ہم سر لیلینکے پھر اللہ تعالیٰ نے ایک وادی میں سیلاب بھیج دیا جس نے حضرت عاصم رضی کو اٹھا لیا اور لیکھا اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ سے ہم کیا تھا کہ اپنی زندگی میں نہ وہ کسی مشرک کو چھوٹیں گے نہ کوئی مشرک ان کو چھوٹے گا تو اللہ تعالیٰ نے وفات میں بھی ان سے اس چیز کو روک دیا جس سے وہ حیات میں کتے تھے۔

یہ بھی اور ابو نعیم نے برید بن سفیان اسلمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت رضی کو روانہ فرمایا اور پھر ہی واقعہ بیان کیا ہے جو حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں گزر چکا ہے اور اس میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُن لوگوں نے ان کا سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا تاکہ اُس عورت کو پاس لیجائیں تو اللہ تعالیٰ نے شہید کی بھیموں کا ایک محال بھیج دیا اور اُس نے انکی حفاظت کی کہ وہ سر نہ کاٹ سکے اور حضرت خبیث کے حال میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ اے اللہ میں کسی ایسے کو نہیں پاتا جو آپ کے رسول کو میرا سلام پھونچا دے تو بس آپ ہی اپنے رسول کو میرا سلام پھونچا دیجئے۔ اور بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت یہ فرمایا تھا کہ اسپر بھی سلام ہو تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس پر۔ فرمایا تمہارا بھائی خبیث ل کیا جا رہا ہے جب حضرت خبیث تختہ پر چڑھائے گئے تو دعائنگنی شروع کی ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ جب میں نے اُنکو دیکھا کہ دعا کر رہے ہیں میں زمین کو چمٹ گیا پھر اس کے بعد ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ ان لوگوں میں سے سوائے اس شخص کے جو زمین کو چمٹ گیا تھا ایک بھی باقی نہ رہا۔ ادا بن ابی شیبہ اور بیہقی نے جعفر بن عمرو بن امیہ صمری کی سند سے یہ روایت کی ہے کہ اُنکے والد نے اُن سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو تنہا کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب میں خبیث رضی کے تختہ کے پاس پہنچا تو خبیث کے پاس اُنکو سولی دیکھی تھی پھر نچا اور لوگوں کی نظروں سے چھتا ہوا اسپر چڑھ گیا تو اُنکو چھوڑا دیا وہ زمین پر گر پڑے اور زمین نے اُنکو کچھ دور بھینک دیا پھر جو میں نے ادھر منہ پھیرا تو خبیث رضی کو نہیں دیکھا گویا زمین اُنکو نکل گئی اور حضرت خبیث رضی

کی کسی ہڈی کا اب تک کہین ذکر نہیں کیا گیا ابو یوسف نے کتاب اللطائف میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خبیث رضی کو تخت سے اتارنے کیلئے مقدمہ اور زہیرؓ کو بھیجا تھا۔ یہ دونوں تنعیم میں پھونچے تو انہوں نے اُنکے چاروں طرف چالیس آدمیوں کو بندھویشن پایا ان دونوں نے اُنکو تخت سے اتار لیا پھر حضرت زہیرؓ نے اُنکو اپنے گہوڑے پر سوار کر لیا تو وہ بالکل نرم تھے ان میں کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔ مشرکوں نے ان لوگوں پر منت مان لی اور جب ان تک آ پھونچے تو حضرت زہیرؓ نے اُنکو گرا دیا اور انکو زمین نکل گئی اسلئے ان کا لقب بلیع الارض یعنی زمین کا نگل لیا ہوا ہو گیا حضرت خبیث کا ذکر حوت خاد میں ہونا چاہئے تھا مگر میں نے یہاں حضرت عاصم رضی کیساتھ اسلئے کر دیا ہے کہ قصہ ایک تھا اور آگے کے واقعے سے بھی مناسبت تھی

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بخاری نے ہشام بن عروہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ میں نے مجھے میرے والد نے بتایا ہے کہ جب وہ لوگ قتل کر دئے گئے جو معونہ کے کنوین پر گئے تھے اور عمرو بن امیہ ضمری گرفتار ہو گئے تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہے عمرو بن امیہ نے جواب دیا کہ عامر بن فہیرہ سے عامر بن طفیل نے کہا کہ میں نے اُنکو دیکھا ہے کہ یہ قتل کے بعد آسمان تک اُٹھائے گئے تھے یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے آسمان تک انکے اور زمین کے درمیان حصہ کو دیکھا ہے پھر میں پر لاکر کہہ دئے گئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انکی اطلاع آگئی تھی حضور نے ان کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنائی اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دئے گئے انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور عرض کیا تھا کہ اے ہمارے رب ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر پھونچا دیجئے کہ ہم آپ سے خوش اور آپ ہم سے راضی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر عطا فرمائی ہے اور یہی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ستہ روانہ فرمایا۔ پھر قحطی ہی دیر گزری تھی کہ آپ اُٹھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ تمہارے بھائی کافروں سے بھڑکے اور کافروں نے اُنکو ختم کر دیا ہے اُن میں سے ایک بھی نہیں بچا اور ان لوگوں نے یہ دعا کی ہے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری قوم کو یہ خبر پھونچا دیجئے کہ ہم آپ سے خوش اور آپ ہم سے راضی ہیں تو میں تمہاری طرف ان کا پیامی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خوش اور اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گئے ہیں۔ واقعی میں نے بیان کیا ہے کہ مجھے مصعب بن ثابت نے ابوالاسود کے واسطے سے عروہ رضی سے روایت بیان کی ہے

وہ کہتے ہیں کہ من زین عمرو دانتہ ہوئے اور آگے وہی قصیدہ ہے یعنی اُن لوگوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چند آدمی طلب کرنا جو انکو قرآن شریف اور احادیث پیر ہادین اور اس میں یہ بھی ہے کہ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ سے کہا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا ہاں ہاں اسنے شہداء میں چکر لگایا اور ان سے اُنکے نسب پوچھتا رہا۔ پھر ان سے کہا کیا تم ان میں سے کسی کو غیر موجود پاتے ہو انہوں نے کہا ہاں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ کو اُسنے پوچھا وہ تم لوگوں میں کیسے آدمی تھے میں نے کہا ہم میں کے اچھے اور افضل آدمیوں میں سے تھے تو اُسنے کہا کیا میں تم سے ان کا حال نہ بیان کر دوں فلاں شخص نے اُنکے نیزہ مارا پھر نیزہ کھینچ لیا تو ان صاحب کو آسمان کی طرف بلند کر لیا گیا۔ یہاں تک کہ خدا کی قسم میں انکو نہیں دیکھتا۔ اور جس شخص نے ان کو شہید کیا ہے وہ بنی کلاب کا ایک شخص تھا جسکو جبار بن سلمیٰ کہا جاتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ جب اُسنے اُنکے نیزہ مارا تو انکو یہ کہتے سنا خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ عامر بن طفیل کہتے ہیں کہ میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور انکو اس ماجرا کی خبر سنائی اور خود بھی مسلمان ہو گیا اور مجھے اسلام کی طرف کھینچنے والا یہی واقعہ ہے جو میں نے عامر بن فہیرہ کے قتل اور اُنکے آسمان کی طرف بلند کئے جانیکا دیکھا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ ضحاکؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ اُنکے جسم کو فرشتوں نے چھپا لیا اور علیہ السلام میں پھونچا دئے گئے اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ احتمال ہے کہ اول آسمان کی طرف اُٹھائے گئے ہوں پھر زمین پر لائے گئے ہوں اور پھر اس کے بعد لوگوں کو نہ مل سکے ہوں تو اس احتمال پر یہ روایت بخاری کی روایت گذشتہ کیسا تھ جو عروہ کی سند سے ہے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اُس میں یہ ہے کہ پھر زمین لائے گئے اور پھر اسی ابن عقبہ کے مخازی میں اسی قصہ میں روایت کی گئی ہے کہتے ہیں کہ عروہ کہتے تھے کہ عامر بن فہیرہ کا جسم نہیں ملا لوگ سمجھتے تھے کہ فرشتوں نے اُسے چھپا لیا ہے پھر بیہقی نے عروہ کی متصل روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان لفظوں میں بیان کی ہے کہ میں نے اُنکو قتل کے بعد دیکھا ہے کہ وہ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ یہاں تک کہ میں انکے اور زمین کے درمیان کے فصل کو آسمان تک دیکھتا تھا اور اس روایت میں پھر زمین پر لے آئے جانیکا ذکر نہیں کیا گیا تو انکے آسمان میں چھپائے جانیکا روایت متعدد سندوں کی وجہ سے قوی ہو گئی ہے۔ اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ہم سے واقفی رحمہ نے بیان کیا کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبد اللہ نے زہری کے واسطے سے عروہ سے روایت کرنے کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

یہ حدیث بیان کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ عامر بن نفیرہ آسمان کی طرف اٹھانے گئے اور پھر ان کا چشم نہیں ملا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ فرشتوں نے انکو چھپا لیا ہے۔

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما۔ ابن سعد اور حاکم نے روایت کی ہے اور بیہقی نے اسکو صحیح کہا ہے اور ابو نعیم نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر ایک ضرورت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا اور رات بہت اندھیری تھی یہ دونوں وہاں سے چلے تو دونوں کے ہاتھ میں لاٹھیاں تھیں ایک صاحب کی لاٹھی روشن ہو گئی اور دونوں اسکی روشنی میں چلتے رہے جب راستہ الگ الگ ہوا تو دوسرے صاحب کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی اور ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا گیا حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ گیا اور بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب میں سے دو صاحب ایک سخت اندھیری رات میں حضور کے پاس سے روانہ ہوئے اور ان دونوں کیساتھ دو چراغوں کی طرح دو چیزیں تھیں جو اُنکے آگے آگے روشن تھیں اور جب دونوں الگ الگ ہوئے تو ہر ایک کیساتھ ایک ایک ہو گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے اور یہاں حضرت اسید رضی اللہ عنہ کا ذکر اسلئے کر دیا گیا کہ ان کا اور حضرت عباد رضی اللہ عنہ کا قصہ ایک تھا جیسے کہ پہلے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے ذکر میں بھی ایسے ہی ہو چکا ہے۔

۵۴

حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے بعض وہ ہیں جنکو تاج الدین سبکی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خشک سالی ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس کو لیکر کہ انکے وسیلہ سے بارش کی دعا کر دین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو دونوں بازو پکڑے اور سامنے کھڑا کیا پھر آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی کہ اے اللہ ہم آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعہ آپ کا قرب حاصل کرتے ہیں کیونکہ آپ کا ارشاد ہے اور آپ کا ہر ارشاد حق ہے اما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لہما وکان ابوہما صالحا (اور وہ دیوار تو دو یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں ہیں اور اسکے نیچے ان دونوں کا ایک خزانہ تھا اور ان کا باپ نیکی کا تھا تو آپ نے اُن دونوں کی حفاظت اُنکے باپ کی نیکی کی وجہ سے فرمائی تھی تو اے اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی حفاظت اُنکے چچا

کے بارہ سین فرمائیے کیونکہ ہم انکو آپ کے پاس شفاعت کرانے کیلئے اور آپ سے بخشش چاہنے کے لئے لائے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ تلاوت فرمایا استغفر وارکبم انہ کان غفار ایسرسل السماء علیکم مدد ادا سے اٹھا داتا تک (لوگو اپنے پروردگار سے بخشش مانگو بیشک وہ بہت بخشنے والا ہے تم پر بارش کو مسلسل برسادیگا اور تمکو اموال و اولاد سے مدد دیگا اور تمہارے لئے ہرین بنادیگا) اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ بہت ہی غمگین تھے آنکھوں سے آنسوؤں کی چٹری لگ رہی تھی شہادت کی انگلی سینہ پر گھوم رہی تھی اور یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ آپ نگہبان ہیں۔ بے راہیوں کو چھوڑ نہ دیجئے شکستہ حالوں کو ہلاکت کے گہر میں ڈال نہ رکھئے بچے رورہے ہیں اور بڑے بوڑھوں پر رقت ہے مصیبت کی شکایت کا غلغلہ ہے اور آپ تو دل کے بھید اور چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتے ہیں اے اللہ اپنی خاص مدد سے انکی مدد فرمائیے یہ لوگ میرے ذریعہ سے آپ کا تقرب حاصل کرتے ہیں کیونکہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا تعلق ہے۔

۵۵ اسکے بعد بادلوں کے ٹکرے اٹھنے لگے تو لوگ (خوشی میں) چلا اٹھے دیکھتے ہو دیکھتے ہو پھر وہ ٹکرے آپس میں ملنے اور برسنے لگے۔ ہوا میں چلنے لگیں پھر گر جا اور رو پڑنے لگی یہ لوگ وہیں تھے کہ لنگیان چڑھانے لگے اور گھٹنوں گھٹنوں پانی میں گھسنے لگے لوگوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑا آپ کی چادر کو (برکت کیلئے) چھونے لگے اور کہنے لگے اے حرمین کی آب پاشی کے سبب آپکو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میدانوں کو سبز ہزار اور شہروں کو شاداب اور اپنے بندوں پر رحم فرمادیا، ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ سے ہلاکت کے سال جبکہ بہت سخت قحط پڑا تھا بارش کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی اور زمین سرسبز ہو گئی۔ اسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ ہے اللہ کی طرف وسیلہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار فرمائے (جن کا ترجمہ درج ذیل ہے)

امام المسلمین نے ایسے وقت دعا کی کہ خشک سالی مسلسل تھی پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے چہرہ کے طفیل بادل برس پڑا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور انکے والد کے حقیقی بھائی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر اسکے وارث ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے شہروں کو زندہ فرمادیا اور وہ ناامیدی کے

رسالہ النور: ستمبر تا دسمبر ۱۹۸۱ء
جلد اولیٰ صفحہ ۲۷

پھر وہیں لوٹا دیا گیا تو بند ہو گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا تو ایسے تھے کہ گویا سورہے ہیں اور وہ چادر حسین انہیں کفن دیا گیا تھا ایسی کی ایسی ہی تھی اور وہ گھاس جو انکے پیروں پر تھی بحالہ تھی اور دفن اور اس وقت کے درمیان چھیا لیس سال تھے اور ان حضرات میں سے کسی ایک صاحب کے پیر پہ بھاؤ لگ گیا تو اس میں سے خون پھوٹ پڑا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (شہیدوں کی حیات کا) کوئی منکر کیسے انکار کر سکتا ہے، اور لوگ مٹی کھود رہے تھے تو ایک حصہ کہو دا تو اس میں سے مشک کی خوشبو پھوٹی، اور اسکو امام شمرانی نے کتاب کشف الغمہ میں کچھ زیادہ مضمون کیساتھ ذکر کیا ہے مجھے پسند آیا ہے کہ میں انہی کی عبارت یہاں نقل کر دوں تاکہ پورا پورا فائدہ حاصل ہو سکے گو اس میں بعض باتیں مکر بھی ہو جائیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کتنے ہیں سیلاب نے میرے والد اور ایک اور مرد کی قبر جو انکے برابر تھی کاٹ دی تو ہم نے ان دونوں کو نکال لیا۔ ہم نے دونوں کو اُسی حالت پر پایا جس حالت پر اُٹھ کر دفن قبر میں رکھا تھا اور میں نے اپنے والد کو زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ میں نے اُسے اُسکی جگہ سے ہٹایا اور چھوڑ دیا تو وہیں پھر پھونچ گیا جیسے پھلے تھا اور جنگ احد اور سیلاب کے قبر کو کاٹنے میں چالیس سال کا زمانہ تھا۔ میں نے اپنے والد کے جسم میں سی سوائے دائرہ ہی کے اُن چند بالوں کے جو زمین سے لگ رہے تھے اور کسی چیز میں فرق نہیں دیکھا۔

امام شمرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ بعد ایک اور مرتبہ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کی لاش کو قبر سے نکالا ہے اور یہ اسلئے کہ اُنکی ساتھی ایک اور شخص بھی احد کے دن ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا تھا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے دل کو یہ گوارا نہ ہوا حتہ کہ میں نے اُسکو نکالا اور علیحدہ قبر میں دفن کر دیا اور حضرات صحابہ میں سے کسی نے حضرت جابر کے اس فعل پر انکار نہیں فرمایا اور ایسے ہی جب حضرت معاویہ نے اُس نہر کے جاری کر نیکارا دہ فرمایا جو احد میں ہے تو لوگوں نے انکو لکھا کہ ہم سوائے اسکے اور کسی صورت سے جاری نہیں کر سکتے کہ شہداء کی قبروں پر کوئی مین تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا کہ قبر میں اُکھاڑ دو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہداء احد کو دیکھا کہ وہ لوگوں کی گردنوں پر اُٹھائے جا رہے تھے کہ گویا وہ سورہے ہیں اور حضرت حمزہ کے پاؤں پر بھاؤ لگ گیا تو اس میں سے خون چھٹ پڑا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ آپ کی کرامتوں میں سے جیسے کہ علامہ سبکی رحمہ اللہ

ذکر کیا ہے یہ ہے کہ اپنے اس شیر کو جسے لوگوں سے راستہ روک رکھا تھا فرمایا ایک طرف ہو جا تو وہ دم ہلانے لگا اور چلا گیا یہ تو وہ ہے جسکو میں نے حجۃ الہیہ علی العالمین میں ذکر کیا ہے پھر علامہ منادی کی طبقات میں تفصیل سے دیکھا کہ میں کہ ابن عساکر نے آپ کی کرامتوں میں سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ ایک سفر میں جا رہے تھے کہ ایک شیر کو دیکھا اسے لوگوں پر راستہ بند کر رکھا ہے آپ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور اتر کر اس کے پاس آئے اس کا کان اٹھا اور راستہ سے اسے ہٹا دیا اور فرمایا کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر آدم کا بیٹا سوائے خدا کے اور کسی سے نہ ڈرے تو اللہ تعالیٰ اُس پر کسی اور کو مسلط نہیں فرماتے اور ایسے ہی رسالہ شیر میں بھی لکھا ہے اُسکی عبارت یہ ہے کہ آدم کے بیٹے پر وہ مسلط کیا جاتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اگر وہ خدائی کے سوا اور کسی سے نہ ڈرے تو کوئی شیخ اس پر مسلط نہ کیجائے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ جب حجاج نے آپکو سولی دیدی تو لوگ آپ میں سے مشک کی خوشبو محسوس کرتے تھے اور اہل شام میں اسکی وجہ سے ایک فتنہ کھڑا ہو گیا تھا اسکو شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب لسمات الاسما میں بیان کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ۔ ابن مندہ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مقام غابہ میں سے اپنے مال کا ارادہ کیا تو مجھے رات ہو گئی میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کی قبر پر آیا تو قبر میں سے قرآن شریف پڑھنے کی ایسی آواز سنی کہ اس سے بہتر کبھی نہیں سنی تھی میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا عرض کیا تو فرمایا یہ عبداللہ ہی تھے کیا نہ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان شہیدوں کی روحوں کو قبض فرما کر زبیر حبہ اور یاقوت کی قندیلوں میں داخل کر کے جنت کے وسط میں ٹکا دیا ہے پھر جب رات ہوتی ہے تو انکی روچیں انکی طرف لوٹا دی جاتی ہیں۔ اور ایسے ہی رستی ہیں جتنے کہ جب سچ طلوع کرتی ہے تو پھر وہ روچیں اپنی اسی جگہ لوٹا دی جاتی ہیں جہاں تھیں۔

قاضی امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن کہا ہے اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے سب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ السلام کے بعض صحابہ نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اور انکو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے تو اُس میں ایک انسان سورہ ملک پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ ختم کر لی حضور شریف نے آئے تو عرض کیا فرمایا یہ سورت عذاب کو روکنے والی اور نجات دلانے والی ہے۔

حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب حضور کے چچا زاد بھائی رضی اللہ عنہ۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ عبیدہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں سب ممانوں سے زیادہ عمر کے تھے لڑائی میں آپ کا پاؤں کاٹ دیا گیا تھا حضور نے ان کا سر زانوئے مبارک پر رکھ لیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ابوطالب مجھے دیکھتے تو جان لیتے کہ میں انکے اس قول کا اُن سے زیادہ حقدار ہوں (اس شعر کا ترجمہ یہ ہے) ”اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں یہاں تک کہ اُنکے ارد گرد پہنچاڑی جائے ہیں اور اپنے بیٹوں اور عورتوں سے غافل ہو جاتے ہیں پھر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی بدر سے لوٹے اور مقام صفرا میں وفات پا گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے یہاں فرخوش ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم مشک کی خوشبو محسوس کرتے ہیں۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے یہاں ابو معاویہ (عبیدہ بن حارث) کی قبر ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت یہ شہید ہوئے ہیں انکی عمر تیرہ سال تھی اور میانہ قد اور خوش رو انسان تھے اس روایت کو تینوں نے یعنی ابن منذرہ اور ابو نعیم اور ابو عمر بن عبد البر نے بیان کیا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے جسکو تاج الدین سبکی رح نے اپنی کتاب طبقات میں اور دوسرے حضرات نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ ایک شخص ملا جو راہ میں ایک عورت سے ملا اور اُسے گھر چکا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا تم میں سے بعض لوگ آتے ہیں اور انکی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے ایک شخص بولا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی ہے فرمایا نہیں بلکہ مومن کی فراست ہے (یعنی جسکو حدیث فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کی اصلاح کیلئے اور انکو اس حرکت سے جو انہوں نے کی تھی روکنے کیلئے اسے ظاہر فرمادیا تھا

۸۹
۱۹

۸۹ کل و صفحہ ۷ سطر

یاد ردی اور ابن السکن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تھو کہ جہجا۔

غفاری آپ کی طرف اٹھے اور آپ کا عصا لیکر توڑ ڈالا تو ان جہجہا پر ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ انکے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے مرض اکلہ بھج دیا اور اسی سے انکا انتقال ہو گیا۔

اور ابن سکین نے فلیح بن سلیمان کی سند سے ان کی بھوپہ کے واسطے سے انکے والد اور چچا سہروردی کی ہے کہ دونوں حضرت عثمان غنی کے یہاں حاضر تھے کہ جہجہا غفاری اٹھے اور آپ کا عصا ہاتھ سے لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھا اور توڑ ڈالا لوگوں نے شور مچا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انکے گھٹنے میں کوئی مرض بھج دیا اور اُن پر ایک سال بھی گذرنے نہ پایا کہ مر گئے۔ یہ کرامتیں تو میں نے حجۃ الوداع میں بیان کی ہیں۔ پھر علامہ مناوی کی طبقات میں ابن باطیش کی کتاب اثبات الکرامات سے نقل کیا ہوا دیکھا کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وقت عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں تھے تو آپ کے سلام کیلئے آیا فرمایا مرحبا اے بھائی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی گلی میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں تو حضور نے میرے لئے ایک ڈول لٹکا دیا جس میں پانی تھا میں نے پانی پیا اور سیراب ہو گیا پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہاری امداد کروں اور اگر چاہو تو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا میں نے اسکو اختیار کر لیا ہے کہ حضور کے پاس روزہ افطار کروں پھر حضرت عثمان اُسی روز شہید کر دئے گئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ ہیں کہ یہ قصہ ہورجے اور کتب حدیث میں سند کیساتھ روایت ہے اور اسے حارث بن ابی سالمہ وغیرہ نے روایت کیا ہے علامہ منادی کہتے ہیں کہ مصنف یعنی ابن باطیش نے اسکو بیداری ہی میں دیکھنا قرار دیا ہے ورنہ اسکا کرامتوں میں شمار کرنا صحیح نہ ہوتا کیونکہ خواب دیکھتے ہیں تو سب کے سب برابر ہیں اور پھر وہ خلاف عادت بھی نہیں ہوتا کہ جسے کرامتوں میں شمار کیا جائے اور نہ وہ لوگ جو اولیاء کی کرامتوں کا انکار کرتے ہیں اسکا انکار کر سکتے ہیں۔

حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ۔ ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں میں روایت کی ہے کہ میں علاء حضرمی کے ساتھ سفر کو چلا تو اُن سے ایسی ایسی باتیں دیکھیں کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُن میں زیادہ عجیب کونسی ہے ہم دریا کے کنارہ پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا نام لو اور گھس جاؤ ہم گھس گئے اور عبور کر گئے اور پانی سے صرف ہمارے اونٹوں کے پاؤں کیے نیچے کا

۵ ایک بیماری ہے جس سے وہ عضو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اسے کہا لیلہ ۱۲ مترجم

حصہ تر ہوا پھر حیب لوٹے تو انکے ہمراہ ایک خشک میدان میں رہے۔ پانی ساتھ نہ تھا سمجھنے شکایت کی تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں اور دعا کی ایک بادل ڈھال کی طرح آیا اور اُس نے دہانے کہو لے۔ ہم لوگوں نے خوب پیالیا اور پھر آپ کا انتقال ہو گیا سمجھنے انہیں وہیں ریت میں دفن کر دیا کچھ دور چلے تھے کہ خیال ہوا کہ کوئی درندہ آسکا تو انکو کہا جائیگا۔ لوٹے تو انکو وہاں نہ پایا۔

اور ابن سنیہ ان لفظوں سے روایت کی ہے کہ میں نے انکو دیکھا ہے کہ دریا کو گھوڑے پر ہی طے کر ڈالا اور یہ لفظ ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ریت کے نیچے سے پانی اُبل پڑا لوگ سیراب ہو گئے اور چلے گئے ایک شخص اپنا کچھ سامان بھول گیا تھا وہ لوٹا تو سامان تو پایا مگر پانی وہاں نہ تھا اور یہ لفظ ہیں کہ ان کی وفات ہو گئی تو ہمارے پاس پانی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیج دیا وہ برس تو سمجھنے انکو غسل دیکر دفن کر دیا پھر ہم لوٹ کر آئے تو انکی قبر کی جگہ بھی نہ پائی اور یہی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اس امت میں تین باتیں ایسی پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو کوئی امت انکی شریک و سہیم ہو سکتی

۹۱ سمجھنے پوچھا کیا کیا فرمایا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حنفہ میں تھے کہ ایک عورت ہجرت کر کے آئی۔ ساتھ میں اس کا ایک بالغ لڑکا بھی تھا۔ کچھ ہی دن بھری تھی کہ اُسکے لڑکے کو مدینہ منورہ میں وبالگ گئی۔ لڑکا چند روز بیمار رہا مگر گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی آنکھیں بند فرما دیں اور تجھیز و تکفین کا حکم فرمایا۔ ہم لوگوں نے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ انس اُسکی والدہ کے پاس جاؤ اور اسکو اطلاع کر دو۔ میں گیا اور اطلاع کر دی وہ آئی اور اُسکے پیروں کے پاس بیٹھ گئی پھر اُس نے اُسکے دونوں پاؤں پکڑ کر یہ دعا کی کہ اے اللہ میں آپ کیلئے بخوشی اسلام لائی ہوں اور بتوں کو نفرت کر کے چھوڑ آئی ہوں اور اپنی رغبت سے آپ کی طرف ہجرت کر آئی ہوں اے اللہ آپ میری مصیبت سے بتوں کے پوجنے والوں کو خوش نہ فرمائے اور چھپا اس مصیبت کا اتنا بار نہ ڈالے جسکے برداشت کی مجھ میں طاقت نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اُسکی بات بھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ لڑکے نے پیر ہلائے اور چہرہ سے کپڑا ہٹا دیا اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک زندہ رہا اور یہاں تک کہ اُس کی مان بھی مر گئی۔

تھے

۹۲ مسجد نبوی کو سامنے ایک سایہ دار چوترا تھا اُسے حنفہ مسجد کہتے تھے کیونکہ حنفہ سائبان کو کہتے ہیں وہاں شب بیدار اور صبح بیدار ہوتے

۹۳ سے نئے آنے والوں کو بخار ہو جاتا تھا ۱۲ مترجم

حضرت انس فرماتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اُس سپر علاء الحضریؓ کو امیر مقرر فرمایا اُن غازیوں میں میں بھی تھا۔ ہم مواقع جنگ پر پھونچے تو دشمن کو دیکھا کہ ہمارے لڑنے والے متین مان رکھی ہیں اور پانی کے نشانات تک مٹا رہے ہیں گرمی بہت زیادہ سخت تھی ہم کو اور ہمارے جانوروں کو پیاس کی بہت شدت ہوئی جب زوال آفتاب ہو گیا تو حضرت علاءؓ نے دو رکعتیں پڑھیں اور دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے ہم لوگ آسمان میں (ابر وغیرہ) کچھ بھی نہیں دیکھتے تھے پھر خدا کی قسم اُنہوں نے ہاتھ نہیں گرائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا اور وہ بادلوں کو اٹھالائی اور غوب بارش ہوئی یہاں تک کہ جمیلین اور گہاٹیان بھر گئیں ہم نے خوب پیلا پلایا اور جانوروں کو دیا پھر (جب دریا پر پھونچے تو) فرمایا اللہ کا نام لیکر دریا سے گزر جاؤ ہم گزر گئے اور پانی ہماری سواریوں کے ستم تھوڑے تھوڑے تر ہوئے اور بس پیر آپ کا انتقال ہو گیا اور ہم لوگوں نے آپ کو دفن کر دیا دفن سے فارغ ہوئیے لے کر ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ یہ کون صاحب تھے ہم نے جواب دیا کہ سب ان لوگوں سے افضل بن الحضری تھے اُس نے کہا کہ یہ زمین مردوں کو نکال پھینکتی ہے (یعنی نرم ہے درندے سہولت سے لاش نکال لیتے ہیں) کیا اچھا ہو اگر تم انکو میل دو میل فاصلہ پر ایسے مقام پر منتقل کر دو جو مردوں کو قبول کرتا ہو تو ہم نے آپس میں کہا کہ ہمارے ان ساتھی کی یہ کون سزا ہے کہ ہم انکو مردوں کو دیدین کہ وہ اُنہیں کہا جائیں سب نے اس پر اتفاق کیا اور قبر پر پھونچی تو دیکھا کہ یہ ہمارے دوست تو وہاں ہیں نہیں اور قبر حد نظر تک نور سے چمک رہی ہے ہم نے مٹی قبر پر لوٹادی اور چلے گئے۔ میں نے حضرت علاء الحضریؓ کا یہ قصہ ابو الفرج الاصبہانی کی کتاب اغانی میں ایسا مبسوط و مفصل دیکھا کہ حسین ہر پہلو سے شفا ہو جاتی ہے پسند آیا کہ میں اُنکی روایت کو نقل کر دوں علامہ اصبہانی نے چودہویں جلد میں لکھا ہے کہ مجھے محمد بن حریر نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ مجھے سری بن یحییٰ نے شعیب بن ابراہیم سے اور اُنہوں نے سیف بن عمر سے اور اُنہوں نے صوب بن عطیہ بن بلال سے اور اُنہوں نے سہم بن منجاب سے اور اُنہوں نے منجاب بن راشد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علاء الحضریؓ کو مرتدین سے لڑنے کیواسطے بحرین بھیجا اور مسلمانوں میں سے جو جو مرتد نہیں ہوئے تھے ان کی ساتھ ہوئے آپ ہم کو دھندلے شہر لینگے جب ہم لوگ اُس کے درمیان میں پھونچ گئے تو اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ ہم لوگوں کو اپنی کوئی آیت دکھلا دین کہ حضرت

علاء فرخس ہوئے اور لوگوں کو بھی قیام کا حکم دیدیا تو آدھی رات کو سب اونٹ بھاگ گئے ایک بھی باقی نہ رہا نہ کہاتے پینے کا کوئی سامان رہا نہ برتن نہ خیمے اور ابھی خیمے لگائے نہ تھے مین نے کبھی کوئی جماعت ایسی نہیں دیکھی جس پر اس قدر غم ٹوٹ پڑا ہو جس قدر ہم لوگوں پر تھا ہم مین سے ایک نے دو سرے کو وصیت کرنا شروع کر دی اس درمیان مین حضرت علاء حضرمی کی جانب سے ایک منادی نے ندادی کہ سب جمع ہو جاؤ ہم سب جمع ہو گئے تو فرمایا یہ کیا ہر اس ہے جو تم لوگوں میں ظاہر ہو رہا ہے اور تم پر غالب آیا جا رہا ہے لوگوں نے عرض کیا ہم پر کیا ملامت ہو سکتی ہے جبکہ ہم لوگ ایسی حالت میں ہیں کہ اگر ہم پر کل کا دن آیا تو آفتاب گرم نہ ہونے پائیں گے کہ ہم سب بات ہی بات کے درجہ میں رہ جائیں گے (یعنی مرچیں گے) فرمایا لوگو! درودت کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم اللہ کی راہ میں نہیں ہو۔ کیا تم اللہ کے دین کی مدد کیلئے نہیں آئے ہو سب نے عرض کیا کہ ہاں ہاں ضرور ضرور۔ فرمایا تو تم بشارت حاصل کرو کہ اللہ تعالیٰ اسکو رسوا نہیں فرماتے جو تم جیسی حالت میں ہوتا ہے جب فجر طلوع ہوئی موزن نے صبح کی نماز کی اذان دی حضرت علاء نے نماز پڑھائی اور ہم لوگوں میں بعض تو تیمم کئے ہوئے تھے اور بعض وہ بھی تھے جو رات کی وضو پر تھے جب نماز سے فارغ ہو گئے تو گھٹنوں کو بل بیٹھ گئے اور ہم سب بھی اُنکے ساتھ ایسے ہی بیٹھ گئے وہ بہت رنج و غم مین دعا کرنے لگے اور سب لوگ بھی بیکراری سے دعا کرنے لگے تو ایک سراب چمکتا معلوم ہوا وہ پیر دعا مین منہمک ہو گئے پھر اور سراب چمکتا معلوم ہوا اوکیل رسد نے کہا کہ یہ پانی ہے تو آپ اُٹھے اور سب لوگ ساتھ اُٹھے اسکی طرف چلے اور پانی پر جا اترے سب نے پانی پیا اور غسل کیا ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ سب کو سب اونٹ بھی ہر طرف سے آگئے اور ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے ہر ایک اپنی اپنی سواری کے پاس گیا اور اُسے پکڑ لیا اور ایک دہا کہ تک غائب نہ ہوا تھا دوبارہ خوب کہا یا پیما خوب سیراب ہو اور پھر چل کہڑے ہوئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونٹ پر کے ساتھی تھے جس جگہ سے دوز کل گئے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس پانی کی جگہ کو کتنا جانتے ہو۔ مین نے عرض کیا کہ مین سب لوگوں سے زیادہ ان شہروں سے واقف ہوں۔ فرمایا میری ساتھی لوٹ چلو اور مجھے وہاں لیجا کر کھڑا کرو مین ساتھ لوٹا اور خاص اُسی جگہ لیجا کر اونٹ بٹھا دیا مگر اس جگہ نہ وہ جمیل تھا نہ پانی کا اثر۔ مین نے عرض کیا

۵ وہ ریت یا ذرات جو دور سے دھوپ مین پانی معلوم ہوتے ہوں ۱۲ متر جم

خدا کی قسم اگر میں جھیل کو دیکھتے ہوئے نہ ہوتا تو آپ سے کہتا کہ یہ وہی جگہ ہے اور میں نے اس جگہ میں
 مرتبہ پہلے کبھی پانی نہیں دیکھا تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو لوٹا پانی سے بہا ہوا موجود ہے
 فرمایا اے میرے ساتھی خدا کی قسم یہ وہی جگہ ہے اسی کے واسطے میں لوٹا اور تم کو لوٹا کہ لایا تھا میں نے
 اپنا یہ لوٹا ہر لیا ہے اور اسکو گہائی کے کنارہ پر رکھ دیا۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے
 احسانات میں سے ایک احسان اور خلاف عادت و معمول بات ہوگی تو میں اسے پہچان لوں گا اور
 اور اللہ تعالیٰ شکر ادا کروں گا پھر ہم روانہ ہو گئے اور بھر پھونچے آگے راوی نے جنگ اور کافروں
 کے مقابلہ میں امداد پھونچنے کا ذکر کیا ہے پھر یہ بیان کیا ہے کہ شکست خوردہ لوگ دارین کو بھاگ گئے
 تو ان حضرات نے دارین کی طرف کشتیوں کے لنگر اٹھا دئے اللہ تعالیٰ نے انکو اور انکو مقابل
 کر دیا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے سبکو بلایا اور یہ تقریر فرمائی کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے تم لوگوں کے واسطے
 شیطانی جماعتوں اور متفرق لڑائیوں کو آج کے دن جمع کر دیا ہے اور تم لوگوں کو خشکی میں انبی آیات
 دکھا دی ہیں تاکہ تم دریا میں ان سے عبرت حاصل کرو تو تم دشمن کی طرف اٹھ کر پڑے ہو اور دریا کے
 پار ان کی طرف پھونچو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکو تمہارے ہی واسطے وہاں جمع کر دیا ہے سب نے کہا
 کہ ہم ایسا ہی کریں گے اور جب تک ہم زندہ رہیں گے دھنوں کے واقعے کے بعد ہرگز ان سے مرعوب ہونے
 آپ اور سب کے سب روانہ ہوئے اور دریا کے ساحل پر پھونچ گئے تو گہروں پر دریا میں گھس گئے۔
 بار بردار جانور اونٹ چر اور سوار و پیدل سب ہی گھس پڑے۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے بھی دعا کی
 اور اور سب نے بھی دعا کی۔ دعا یہ تھی اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم اے کریم اے بڑا بار اے
 بے نیاز اے حی و قیوم اے زندہ اور اے مردوں کو زندہ کر نیوالے اے حی و قیوم اے ہمارے
 پروردگار ترے سوا اور کوئی معبود نہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس خلیج سے عبور کر گئے ایسی جلتے
 تھے جیسے کسی ایسی نرم ریت پر چلتے ہوں جسیرانی کا اثر ہوا اور اونٹوں کے پاؤں دھنسے جاتے ہوں ساحل
 اور دارین کے درمیان اس دریا کی کشتیوں کا ایک دن رات کا راستہ تھا مسلمان وہاں چھوٹے
 اور مشرکین میں سے کسی ایسے کو بھی نہیں چھوڑا جو خبر پھونچا سکے بچوں کو گرفتار کر لیا اور جانور اور مال
 لے آئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں فی سوار چھ ہزار اور فی پیدل دو ہزار غنیمت میں ملے
 جب جنگ سے فارغ ہو گئے تو جس طرح گئے تھے اسی طرح لوٹ آئے عین شام اسکو کہتا ہے۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کو مسخر کر دیا اور کافروں پر ایک بڑی مصیبت نازل فرمائی۔
 ہمنے اُس ذاتِ دعا کی جس نے دریاؤں کو شق کر ڈالا ہے تو ہمارے لئے وہ بات فرمائی جو پہلے کے دریاؤں کے
 شق ہو نیسے بھی عجیب ہے۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے اُن چند کے جنہوں نے وہاں قیام پسند کیا اور لوگوں
 کو لیکر واپس ہو گئے۔ ہجر میں ایک راہب تھا جو مسلمان ہو گیا تھا اس سے سوال کیا گیا کہ کونسی
 بات تمہارے لئے اسلام کی داعی ہوئی اُس نے کہا تین باتیں کہ جنکے بعد مجھے یہ خوف ہو گیا کہ اگر میں نے
 ایسا نہ کیا تو میں جانور بنادیا جاؤنگا۔ ریت میں پانی کا بہہ پڑنا اور دریا کے درمیان کافر شمشیر بنانا
 اور ان کی وہ دعا جس کو میں نے صبح صبح ہوا میں سنا تھا۔ کہا گیا وہ دعا کیا تھی تو اُس نے بیان کی کہ یہ
 تھی اے اللہ آپ رحمن و رحیم ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ موجد ہیں آپ سے پہلے کچھ نہیں۔
 آپ ہمیشہ سے ہیں آپ غافل نہیں ہیں آپ وہ زندہ ہیں جنکے لئے موت نہیں ہر اُس چیز کے
 خالق ہیں جو دیکھی جاسکتی ہے اور جو نہیں دیکھی جاسکتی اور ہر روز آپ عجیب شان میں ہیں اور
 اے اللہ آپ ہر شے کو بخیر یا شر کے بتائے جلتے ہیں تو میں نے یقین کر لیا کہ یہ قوم فرشتوں سے
 اس وقت امداد دی گئی ہے جبکہ یہ اُسکے حکم پر ہے۔ حضرات صحابہ بہت بعد تک اُس ہجر والے
 سے یہ دعا سنا کرتے تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے
 وہ ہے جس کو بیہوشی نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کیساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے تو آپ نے باوازا فرمایا اے قبروں والو السلام علیکم
 ورحمۃ اللہ علیہم تم سب کو اپنی خبریں بتاؤ یا ہم تم کو بتائیں۔ حضرت سعید فرماتے ہیں ہمنے یہ آواز سنی
 اے امیر المؤمنین وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب کو بتائیے ہمارے بعد کیا کیا ہوا آپ نے فرمایا
 تمہاری بیویوں نے نکاح کر لئے۔ تمہارے مال تقسیم کر لئے گئے۔ تمہاری اولاد یتیموں کے زمرہ میں
 شمار کر لی گئی اور وہ مکانات جنگو تمہارے بنایا تھا اُن میں تمہارے دشمن رہنے لگے یہ تو ہمارے
 پاس کی خبریں ہیں تمہارے پاس کیا خبریں ہیں۔ ایک فردے نے جواب دیا ہمارے کفن ہیٹ
 چکے ہیں بال بکھر گئے ہیں۔ کہا لیں پرگندہ ہو چکی ہیں۔ آنکھیں رخساروں پر بہہ پڑی ہیں ناک کے
 نتھنے راد اور پیپ سے بہہ رہے ہیں جو کچھ کیا تھا وہ پالیا جو چھوڑ دیا تھا اُس کا خسارہ اٹھایا اور

سکھانے
 دیکھو
 انور بابت ماہِ ربیعِ ثانی
 جاری الاخری

اب ہم رہیں ہیں۔

تاج الدین شمسکی نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں خیرادر
 حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے رات کے وسط میں ایک کہنے والی کو یہ اشعار
 کہتے سنا۔ آئے وہ ذات جو بقرار کی فریاد اندھیریوں میں سنتی ہے اور اے ضرر و مصیبت اور
 بیماری کے دور کر نیوالے آپ کے یہاں کے آئیو الے بیت اللہ کے چاروں طرف سو گئے اور اٹھ گئے
 اور آپ حی و قیوم ہیں آپ نہیں سوتے مجھے اپنی سخاوت کے طفیل میری لغزش کی معافی عطا فرمائیے
 اے وہ ذات کہ حرم میں اُسی سے ساری مخلوق کی آرزو ہے۔ اگر ایک خطا کار آپ کی ہی معافی
 کی امید نہیں کر لگا تو پھر گنہگاروں پر نعمتوں کی سخاوت کون کریگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان
 دونوں میں سے ایک کو فرمایا تحقیق کرو یہ کون ہے۔ انہوں نے اُس سے کہا امیر المؤمنین کی پاس چلو
 وہ اپنے ایک پہلو کو ڈھلکائے ہوئے آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے فرمایا میں نے تمہاری گفتگو
 سنی ہے تمہارا قصہ کیا ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ میں وہ شخص ہوں جو عیش و طرب اور گناہوں میں مشغول
 رہتا تھا میرے والد مجھے نصیحت کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفتیں بھی ہوا کرتی ہیں
 اور سزا میں بھی اور وہ ظلم والوں سے دور رہیں ہیں۔ جب انہوں نے نصیحت میں بہت زیادتی کی تو
 میں اُنکو مار بیٹھا انہوں نے قسم کھالی کہ وہ میرے لئے ضرور بد دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد
 کیلئے مکہ مکرمہ جائیں گے۔ پھر انہوں نے ایسا کر بھی لیا ابھی دعا ختم بھی نہ کی تھی کہ میرا دایہا پہلو خشک ہو گیا
 میں اپنی کردار پر نادم ہوا۔ منت و خوشامد کی اور انکو راضی کر لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسکی ذمہ داری
 لیلیٰ کہ وہ میرے لئے وہیں دعا کریں گے جہاں بد دعا کی تھی۔ میں نے اُنکی اونٹنی آگے کی اور انکو اُسپر سوار
 کر دیا مگر اونٹنی پدک گئی اور انکو دو پتھروں کے درمیان پھینک دیا اور وہ مر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا اگر تمہارے والد تم سے خوش ہو چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے خوش ہو گئے اُس نے عرض کیا کہ
 خدا کی قسم میرے والد مجھ سے خوش ہو چکے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند رکعتیں پڑھیں اور حق تعالیٰ شانہ
 سے آہستہ آہستہ دعائیں کیں پھر فرمایا اے مبارک اٹھو وہ اٹھے اور چلے اور جیسے پہلے تھے ویسے
 ہی تندرست ہو گئے۔ پھر فرمایا اگر تم یہ قسم نہ کھا لیتے کہ تمہارے والد تم سے راضی ہو چکے ہیں تو میں تمہارے
 واسطے دعا نہ کرتا۔ امام فخر الدین رازی نے چند کرامات صحابہ رض جنکو میں یہاں ذکر کر چکا ہوں

بیان کر کے یہ کہا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ آپ سے ایک تعلق کہنے والے شخص نے چوری کی یہ ایک حبشی غلام تھا اسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اُس سے پوچھا تھے چوری کی ہے اُس نے اقرار کیا کہ جی ہاں آپ نے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا پھر اُس سے سلمان فارسیؓ اور ابن الکواذلہؓ تو ابن الکواذلہ نے اُس سے پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے اُس نے جواب دیا کہ

امیر المؤمنین سردار مسلمین داماد رسول شوہر بتول رضی اللہ عنہ نے۔ اُنہوں نے کہا اُنہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے اُس نے عرض کیا کہ میں کیوں آپ کی تعریف نہ کروں حالانکہ آپ میرا ہاتھ حق سے کاٹا ہے اور مجھے دوزخ سے بچایا ہے حضرت سلمانؓ نے یہ سنا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کر دیا آپ نے اُس حبشی کو بلایا اور اس کا ہاتھ اُس کے بھوپنے پر رکھ کر وصال سے ڈھانپ دیا اور دعائیں فرمائیں۔ ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ چادر کو ہاتھ پر سے اٹھا لو۔ ہم لوگوں نے اُس کے ہاتھ پر سے چادر اٹھائی تو اُس کا ہاتھ حق تعالیٰ کے فضل اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برکت سے اچھا ہو چکا تھا۔ اسامہ بن المنقذ نے کتاب الاعتبار میں بیان

کیا ہے کہ مجھے شیخ اجل شہاب الدین ابوالفتح مظفر بن سعد بن مسعود بن سختی بن سبکتگین معز الدولہ بن بویہ کے غلام نے موصل میں ۸۰۰ھ رمضان ۵۶۵ھ کو یہ بتایا ہے کہ المتقفی باصر اللہ خلیفہ المسلمین نے مسجد سندوریا کی زیارت کی جو فرات کی غری جانب انبار کے باہر واقع ہے اور اُنکی ساتھ اُن کے وزیر بھی تھے اور میں بھی حاضر تھا خلیفہ مسجد میں داخل ہوئے اور یہ مسجد امیر المؤمنین

علی رضی اللہ عنہ کی مسجد مشہور ہے آپ پر دمیا طی لباس تھا۔ تلوار لٹکائے ہوئے تھے جسکی زیب و زینت لوہے سے ہی تھی سوائے اُس کے کہ جو پہچانتا تھا اور کوئی یہ نہ سمجھ سکتا تھا کہ یہ خلیفہ المسلمین ہیں مسجد کا محافظ وزیر کو دعائیں دینے لگا تو وزیر نے کہا تجھ پر افسوس ہے خلیفہ المسلمین کو دعائیں دے۔ خلیفہ نے فرمایا اس سے ایسی بات پوچھو جو کچھ نفع دے۔ اس سے پوچھو کہ اس کے چہرہ

میں جو مرض تھا وہ کیا ہوا کیونکہ میں نے اسکو اپنے آقاؐ کی نظر باللہ کے زمانہ میں دیکھا تھا تو اُس کے چہرہ میں کچھ بیماری تھی اور منہ پر ایک بہت بڑی رسولی تھی جسے چہرہ کے اکثر حصہ کو گھیر رکھا تھا جب کھانا کھانا چاہتا تھا اسکو وصال سے باز نہ لیتا تھا تا کہ کہا نام نہ تک پھونچ سکے۔ محافظ مسجد نے عرض کیا کہ میں ایسا ہی تھا جیسا آپ کو معلوم ہے۔ میں انبار سے اس مسجد میں آیا کرتا تھا ایک شخص

مجھ سے بلا اور کہا کہ تم جیسے اس سجدہ میں آمد و رفت کرتے ہو اگر ایسے فلاں صاحب کے پاس یعنی انبیاء کے پاس آمد و رفت کرتے تو وہ تمہارے واسطے کوئی طبیب بلا دیتا جو تمہارے چہرہ سے اس مرض کو دور کر دیتا اس کے اس کہنے سے میرے دل پر ایک خیال غالب ہو گیا اور میں تنگدل ہونے لگا اس رات جو میں سویا خواب میں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ سجدہ میں ہیں اور مسجد میں ایک گڑھا سا تھا اُسے فرما رہے ہیں یہ گڑھا کیا ہے۔ میں نے آپ کی اپنی تکلیف کی شکایت کی تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ میں نے پھر عرض کیا اور جو کچھ اُس شخص نے کہا تھا اُسکی شکایت پیش کی تو فرمایا تم اُن لوگوں میں سے ہو جو دنیا ہی کی بھلائی چاہتے ہیں۔ میں بیدار ہوا تو رسولی میری برابر پڑی ہوئی تھی اور جو شکایت تھی چاتی رہی۔ مقتفی باللہ نے فرمایا اُسے صحیح کہا ہے پھر مجھ سے کہا کہ تم اس سے باتیں کرو اور دیکھو یہ کیا چاہتا ہے اور اسکو اسکا ایک فرمان لکھ دو اور میرے پاس لاؤ کہ میں اسپر دستخط کر دوں۔ وزیر نے اُس سے باتیں کیں تو اُس نے کہا میں ضرور تمہارے عیالدار ہوں اور کئی میری لڑکیاں ہیں۔ ہر مہینہ تین بیچارے تقریباً سات روپیہ اچاہتا ہوں۔ میں نے اس کی طرف سے ایک درخواست لکھی جسکی پیشانی یہ تھی خادم محافظ مسجد حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کچھ اُس نے مانگا تھا اس کا فرمان لکھ دیا اور مجھ سے فرمایا جاؤ اسکو جسٹریں لکھ لو۔ میں چلا گیا۔ میں نے اُس میں سوا اس کے کہ اس کے لئے فرمان جاری کر دیا جائے اور کچھ نہ پڑھا تھا اور معمول یہ تھا کہ صاحب درخواست کیواسطے فرمان لکھ دیا جاتا تھا اور جب خلیفہ المسلمین کا لکھا ہوا ہوتا تھا وہ نقل کیا جاتا تھا جب کاتب نے اُسے نقل کیواسطے کہولا تو اُس میں محافظ مسجد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نیچے خلیفہ کے ہی قلم سے امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ لکھا ہوا تھا اور اگر وہ شخص اس سے زیادہ طالب کرتا تو خلیفہ اس کا فرمان جاری کر دیتا۔

صبا نے اس عارف الرائعین میں بیان کیا ہے کہ ملا صاحب نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ علی رضی اللہ عنہ کو آواز دے لیں تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کے گھر میں چکی چل رہی اور پاس کوئی نہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو عرض کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا اے ابوذر کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ رشتے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں وہ آل محمد کی انداد کیواسطے مقرر کئے گئے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ ابن ابی الدنیا نے

کتاب القبور میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ جنت البقیع تشریف لینگے اور فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور جو خبریں ہمارے پاس ہیں وہ یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں کا نکاح کر لئے ہیں تمہارے مکانات میں سکونت ہو رہی ہے تمہارے اموال متفرق ہو چکے ہیں ایک غیب سے آواز دینے والے نے جواب دیا اے عمر بن الخطاب یہاں ہے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ جو جو کچھ سمجھنے کیا تھا وہ پایا اور جو خرچ کیا تھا اُس کا نفع اٹھالیا اور جو چھوڑ دیا تھا اس کا خسارہ پایا ابن عساکر نے یحییٰ بن ابوب خراعی سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا ہے کہ عمر بن الخطاب ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لینگے اور فرمایا اے فلان ولین خاف مقام ربہ جنتان (اور اس شخص کی واسطے جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوئیے ڈرتا ہے دو جنتیں ہیں) نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا اے عمر میرے پروردگار نے جنت میں وہ دونوں عطا فرمائی ہیں۔

علامہ تاج الدین سبکی نے بیان کیا ہے کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی والی کرامتوں میں سے ایک وہ ہے جسکو ان کے باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم سے پہلے لوگوں میں کچھ آدمی محدث ہوئے ہیں اگر میری امت میں کوئی ہو تو وہ عمر ہیں اور ساریہ بن زہبم الخلیجی رضی اللہ عنہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے ایک لشکر پر امیر مقرر فرمایا اور اس لشکر کو فارس کے شہروں پر روانہ کیا۔ نہادند شہر کے دروازہ پر لشکر کی حالت بہت سخت ہو گئی لشکر شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور دشمنوں کی جماعتیں بہت تھیں۔ قریب تھا کہ مسلمان شکست کھا جائیں۔ ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تھے آپ ممبر پر تشریف لینگے خطبہ پڑھا اور اُٹھا خطبہ میں بہت زور کی آواز سے للکار کر فرمایا اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو جو شخص بھیڑیے کو بکریوں کا نگہبان بناتا ہے وہ ظلم کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے نہادند کے دروازہ پر حضرت ساریہ اور ان کے ساتھیوں کو سیکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنوادی سب یہ کہہ کر کہ یہ امیر المؤمنین کی آواز ہے پہاڑ کی طرف چل پڑے ہوئے تو سب نے نجات پائی اور انہیں امداد بھیج گئی۔ یہ علامہ سبکی رحمہ اللہ کے بیان کا خلاصہ ہے پھر یہ بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ امام

۵ مدینہ منورہ کا قبرستان ۱۲ مترم ۵۵ وہ شخص جس کا ہر گمان عجیب ہی ہوتا ہو

والد صاحب یعنی اپنے والد تقی الدین سبکی رحمہ اللہ سے سنا ہے وہ اس میں اتنا زیادہ بیان فرمادی تھی کہ حضرت علی رضیہ ان موجود تھے آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ امیر المؤمنین کیا کہہ رہے ہیں اور کیا یہ ہم سے اس وقت کس قدر فاصلہ پر ہیں حضرت علی رضیہ نے فرمایا ہے دو وہ جس بات میں دخل دیتے ہیں پورا کر آئے ہیں پھر اخیر میں سب حال کھل گیا۔ تاج الدین سبکی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کرامت کے ظاہر فرمانیکا قصد نہیں کیا بلکہ انکو کشف ہوا اور ان سب لوگوں کو اپنے سامنے ایسے دیکھ لیا جیسے کہ کوئی حقیقت ان میں موجود اور مدینہ منورہ میں کی اپنی مجلس غائب ہو تو انکو حواس (اسطوت ہٹ کر) اس مصیبت جو نہاوند میں مسلمانوں پر آپڑی تھی بالکل ہنہمک ہو گئے تھے اسلئے اپنے امیر کو اس طرح خطاب کیا جیسے خود ساتھ ہوں کیونکہ آپ حقیقت میں یا مثل حقیقت میں آئی تھی ساتھ ہی ہو گئے تھے اور معلوم کر لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کی باتیں جو اپنے اولیاء کی زبان سے نکلوا دیتے ہیں احتمال ہے کہ انکو احساس ہوتا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ احساس نہ ہوتا ہو۔ دونوں حالتوں میں یہ کرامت ہی ہے۔

اور آپ کی کرامتوں میں سے زلزلہ کا قصہ بھی ہے۔ امام الحرمین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الشاہل میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زمین میں زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ زمین پر جو کہ کانپ رہی تھی لہ زلزلہ ہی تھی درہ سے مارا اور فرمایا ہر جا کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا تو زمین اس وقت ہل گئی اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حقیقت میں ظاہر اور باطن دونوں میں امیر المؤمنین اور زمین و ساکنین زمین کیلئے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ تھے اسلئے خود زمین کو بھی ان باتوں پر جو اس سے سرزد ہوتی تھیں ایسے ہی سزا دیتے اور ٹھیک بناتے تھے جیسے زمین پر رہنے والوں کو انکی خطاؤں پر سزا دیا کرتے تھے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ زلزلہ کے قصہ کے قریب ہی قریب دریائے نیل کا بھی قصہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دریائے نیل زمانہ جاہلیت میں اس وقت تک نہیں چلتا تھا جب تک اس میں ہر سال ایک کنواری لڑکی نہ ڈال دی جائے جب اسلام کا دور ہوا اور نیل کے جاری ہونیکا وقت آیا تو نیل جاری نہ ہوا۔ اہل مصر حضرت عمرو بن العاص کے پاس آئے اور عرض کیا کہ دریائے نیل کا ایک خاص مہول ہے یہ اس وقت جاری نہیں ہوتا جب تک اس میں ایک ایسی لڑکی جو مان باپ دونوں کے اعتبار سے جیٹھی ہو بہتر سے

بہتر لباس پہنا کر اس میں نہ ڈال دیجائے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایسا اب نہیں ہو سکتا میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلام پہلے رواجات کو مٹا رہا ہے لوگ تین ماہ تک انتظار کرتے رہے مگر نیل جاری نہ ہوا نہ تھوڑا نہ بہت آخر لوگوں نے لڑکی کے لیجانیکا ارادہ کر لیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ لکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ آپ نے ٹھیک کیا بیشک اسلام پہلے رواجوں کو مٹا رہا ہے۔ میں آپ کے پاس ایک پرچہ بھیج رہا ہوں اسکو نیل میں ڈال دیجئے حضرت عمرو بن العاص نے ڈالنے سے پہلے پرچہ کو کھولا تو اس میں یہ تھا داد امیر المؤمنین عمر کی جانب سے مصر کے دریا نے نیل کی طرف۔ اما بعد اگر تو اپنی جانب سے جاری ہوتا تھا تو جاری مت ہو۔ اور اگر تجھ کو اللہ واحد تھا رہی جاری کرتا ہے تو ہم اللہ واحد تھا رہے استدعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یوم الصلیب ایک دن پہلے وہ پرچہ دریا نے نیل میں ڈال دیا۔ مصر کے لوگ لڑکی کے لیجانے اور شہر سے نکلتے کی تیاری کر چکے تھے۔ صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو سولہ ہاتھ پانی کیسا تھرات ہی رات میں جاری فرمادیا تھا، اور بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف ایک لشکر بھیجنا چاہا تو آپ کی خدمت میں ایک دستہ فوج پیش کیا گیا آپ نے اُس کی طرف منہ پھیر لیا پھر دوبارہ پیش کیا گیا تو پھر منہ پھیر لیا پھر تیسری بار پیش کیا گیا تو پھر منہ پھیر لیا۔ آخر کار معلوم یہ ہوا کہ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاتل اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل بھی تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کسی چیز کے بارہ میں یہ کہتے نہیں سنا کہ میں ایسا گمان کرتا ہوں مگر وہ ویسے ہی ہو گئی ہے جیسے وہ گمان کرتے تھے اسکو امام نووی نے ریاض الصالحین میں بیان کیا ہے یہ تو وہ کرامتیں تھیں جنکو میں نے کتاب حجة اللہ علی العالمین میں بیان کیا ہے پھر میں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور نیل کے قصبوں کو جو مشہور ہیں علامہ منادی کی طبقات کبریٰ میں بھی دیکھا ہے اور اُس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامتوں میں یہ بھی دیکھا ہے کہ جب آپ کوئی شخص کوئی بات بیان کرتا تو آپ جھوٹی بات کو جھٹلا دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ نہ کہو پھر وہ کہتا تو آپ پھر فرماتے کہ یہ نہ کہو آخر وہ کہہ دیتا کہ میں نے جو کچھ آپ سے عرض کیا ہے وہ سب صحیح ہے سوائے اُس کے جسکو آپ نے یہ فرمایا کہ یہ نہ کہو اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے

کہ آپ نے ایک شخص سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے عرض کیا جبرہ (الکارا) فرمایا تیرا باپ کون ہے اُس نے عرض کیا میں شہاب کا بیٹا ہوں فرمایا کن قبیلہ سے ہو عرض کیا حرقہ (سورق) میں سے۔ فرمایا وطن کیا ہے عرض کیا حرقہ (حرارت والا) فرمایا کون سا محلہ عرض کیا ذات لظی (شعلہ والا) فرمایا جلد گہر والوں کے پاس پھونچو کہ وہ سب سب جل گئے ہیں اور ایسا ہی ہوا تھا۔ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں سورہ کہف کے تحت میں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے کچھ گہروں میں آگ لگ گئی تو آپ نے ایک کپڑے پر یہ لکھا کہ اے آگ اللہ کے حکم سے ساکن ہو جا۔ لوگوں نے اُسکو آگ میں ڈال دیا تو آگ فوراً بجھ گئی اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ روایت سے کہ شاہ روم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بھیجا۔ قاصد نے آپ کا مکان تلاش کیا اور مکان یہ کیا کہ آپ کا مکان بھی ایسا ہی ہو گا جیسے بادشاہوں کے محل ہوتے ہیں لوگوں نے بتایا کہ ان کا مکان ایسا نہیں بلکہ وہ جنگل میں ہیں کچی اینٹیں یا تھوڑے ہیں جب وہ جنگل پھونچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا درہ سر کے نیچے رکھے مٹی پر سو رہے تھے۔ قاصد کو بہت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ تمام مشرق و مغرب کے لوگ اس شخص سے تھراتے ہیں اور یہ اس حال میں ہے۔ پھر اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں نے انکو تنہا پایا ہے لاؤ قتل ہی کر ڈالوں۔ تلوار اٹھائی تو اللہ تعالیٰ نے زمین میں سے دو شیر نمودار کر دیے وہ اسکی طرف چلے۔ یہ ڈرا اور تلوار ہاتھ سے ڈال دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہو گئے اور کچھ نہ دیکھا اس شخص سے حال پوچھا تو اس نے پورا واقعہ عرض کیا اور مسلمان ہو گیا۔ امام رازی نے اس کرامت کیساتھ کچھ اور کرامتیں بھی لکھی ہیں جنکو میں بیان کر چکا ہوں۔ اور اسکے لئے یہ دلائل خبر واحد سے روایت ہیں مگر اس مقام پر بعض وہ بھی ہیں جو تواتر سے معلوم ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود اسکے کہ آپ دنیا کی زینت سے الگ رعب و اب کے لباس اور تکلفات سے دور تھے مشرق و مغرب کی سیاست فرمائی ہے اور سلطنتوں کی سلطنتوں کو پٹ ڈالا ہے اگر تم کتب توارخ کو غور سے دیکھو گے تو معلوم کر لو گے کہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اب تک کیسویہ بات پیش نہیں کی جاسکتی جو انکو حاصل ہوئی کہ آپ باوجود تکلفات و ساز و سامان وغیرہ سے کوسوں دور ہونیکے کس طرح استقامت پر قادر تھے اور کوئی شک نہیں کہ خود یہ ایک بہت بڑی کرامت ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما آیات کی کرامتوں میں جیسے کہ سبکی رحمہ
وہرہ کے بیان کیا ہے مشہور ہے کہ ایک فرشتوں کی تسبیح سن لیا کرتے تھے
ایک بار آپ کے داغ دلو الباقیہ سلسلہ بند ہو گیا پھر (توبہ کے بعد) اللہ تعالیٰ نے دوبارہ
اس کا سلسلہ جاری فرمادیا اور ابن ابی شیبہ نے اسد الغابہ میں اپنی ان تکبیر چنے والی
سند سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داغ دینے سے منع فرمایا ہے
حضرت عمران فرماتے ہیں ہم لوگوں نے داغ دلوایا تو کبھی فلاح نہیں پائی اور یہ بیان کیا ہے
کہ ہماری بین فرشتے آیکو سلام کیا کرتے تھے جب آپ کے داغ دلو الباقیہ فرشتوں کا سلام
بند ہو گیا اور پھر کچھ بعد میں لگا آیکو استسقاء کا مرض ہو گیا تھا اور کئی سال رہا آپنا بیت
صبر کیسا بھرا ہے پھر آپ کا پرٹ شق کیا گیا جہی نکالی گئی اور پلنگ کاٹ دیا گیا۔ تیس سال
اس حالت میں صبر و سکون کیسا بھرا ہے۔ ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ لے ابو نجید خدا کی قسم
مجھے آپ کی یہ حالت جو میں آپ کی دیکھ رہا ہوں عبادت سے مانع تھی فرمایا برادر زادے تم میرے
پاس مت بیٹھو خدا کی قسم مجھے وہی حالت محبوب ہے واللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔ علامہ سخاوی نے تحفۃ الاحباب فی زیارات
مصر میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو قبر مبارک
کے پاس ایک شخص کو بیٹھے دیکھا اُس سے حضرت عمرو بن العاص کی قبر پوچھی تو اُس نے پیر سے اشارہ
کر دیا وہ اس جگہ سے نکلانہ تھا کہ اُس پر ایک مصیبت آپڑی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات
مصر میں شب عید الفطر ۳۷ھ میں ہوئی ہے۔

حضرت غالب بن عبد اللہ اللیثی رضی اللہ عنہ۔ ابن سعد نے جناب بن مکیث
جہنی سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ اللیثی کو ایک
فوجی دستہ پر امیر مقرر کر کے بھیجا میں بھی اُس دستہ میں تھا حضور نے حکم دیا تھا کہ کدیہ
مقام میں بنی ملوح پر چھاپہ مارو۔ چھاپہ مارا اور ہم اُنکے جانور پکڑ لائے اُن لوگوں نے اپنی
قوم میں شور مچا دیا تو وہ قوم اس قدر جمع ہو گئی کہ ہم میں اُنکے مقابلہ کی طاقت نہ تھی ہم جانوروں
کو لے ہوئے بھاگے مگر اس قوم نے ہمیں الیا۔ ہمیں دیکھ لیا اور ہمارے اور اُنکے درمیان

مسئلہ ایک کھائی رہی وہم کھائی کے کنارہ پر چڑھ کر اس سے کہہ دیا کہ اے جہان سے زمین
منظر پر نہ آکھائی زمین ایسا سوال ہے یہی کیا کہ اسے کھائی کہہ دوں گا کہ ابدان تک باقی ہے چڑھ کر
خدا کی قسم ہے اس پر وہ نہ بدل دیکھا ہے ہاں اس پر وہاں بھی نہ کہتی اور اسکا کوئی معجزہ نہ کرنا چاہی
خود ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ کنارہ پر اٹھ کر آئے تھے وہ ابدان کہیں دیکھتے تھے ہم ارجح آئے
اور وہ ہمارا تعاقب ہی نہ کر سکے درحقیقت یہ ضرورت حضرت خاتم النبیین کی الٰہیت ہی تھی بلکہ اسلام
کی صحت کا ایک معجزہ ہے

حضرت سلمہ بن محرز الصحافیؒ اور امیر سرمد اور کشتہ بہرین اور سرحدی سرکے پٹے اہل ان
 کیوئے منارہ انہوں نے ہی بنوایا ہے یہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے
 مستجاب الدعوات ہے ان کی بہت سی کرامتیں ہیں جن میں سے یہ کہ یہ عین کائنات میں ہر فرد کو
 ہونے اور وہاں تانی بہرہ نوا اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اور اس وقت باقی ہر شخص کا حال اور ہر شے
 کہ جب آفریقہ چھوئے تو ان سے عرض کیا گیا کہ اس مقام پر دو دن سے اور سات سو تین سو ایک
 انکو فرمایا کل جاؤ و سبھی جاؤ اور اس وقت اسے اسے چون کہہ اٹھا اور وہاں سے چل گئے
 اسکو علامہ مناوی نے بیان کیا ہے

حضرت ملیسیرہ بن مسروق النبیؑ ابن النیرے ایک النابین یہاں کیا ہے
کہ یہ بھی ان لوگوں سے ایک ہیں جو نبی عیسیٰ کی جانب سے طور و قد کے حضور سے اللہ علیہ السلام کی
خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور ان حضرات سے اللہ علیہ السلام نے آخر میں حج و عمرہ کی اجازت فرمائی
حضرت ملیسیرہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ان کے اتباع کا بہت شوق ہے اور یہاں
ہو گئے۔ آپ کا اسلام بہت ہی عمدہ رہا عرض کیا کہ اس میں خدا کا بہت بہت سکے ہے آپ کا
وجہ سے دو رخ سے بچا لیا اور حضرت ابوبکرؓ کے یہاں بھی انکا اجماع رہا اور ان کے یہاں
تین سب گروں کے امیر (وزیر افواج) تھے وہیں آپ کی وفات ہوئی ہے اور وہیں فوج ہاتھ کے
غریب جو نابلس کے علاقہ میں ہے مدفون ہیں آپ کی قبر ایک مکان میں ہے وہاں رہا ہے ایک
مکان پر ان کے آگے رہتے ہیں۔

ص ۵۰ کل ۲ صفحہ

سچا اسی طرح علامہ سجادی نے ابوالحسن سے روایت کی ہے کہ بنی محمد سے یزید بن رومان نے عروہ کے واسطے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے یہ حدیث سنائی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو بنی رومان کیا جاتا تھا کہ انکی قبر پر عیسیت ایک کو رہنا تھا اور میں رہا ان کو طحاہ کیساتھ اسلئے ذکر کر دیا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر رک میں ہوئے ہیں اور حضور نے ان پر عتاب نہ کیا تھا چنانچہ وہ گھر پر ہی رہے اگرچہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکے اور اس وجہ سے انکو صحابی شمار نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت یحییٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ۔ یہ بھی نے حضرت یحییٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ قبرستان پر کو گزرے تو میں نے ایک قبر میں سے دبائے جانیکے آواز سنی عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک قبر میں سے دبائے جانیکے آواز سنی ہے حضور نے فرمایا تعالیٰ نے سنی ہے، میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اسکو ایک معصومی سی بات میں عذاب ہو رہا میں نے عرض کیا حضور وہ کیا ہے فرمایا چغوری اور پیشاب کے بارہ میں

حضرت سیدہ زینب ام کلثوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی جو حضرت فاطمہ سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، ابن الجوزی نے کتاب الاستبصار فی اماكن الزیارات میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور جالین ہزار ہر باندھا ان سے زید نامی صاحبزادہ تولد ہوا جسکا لقب ذوالبلالین ہے مگر ان سے حضرت عمر کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی دمشق کے شہر غوطہ میں انکے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مصیبت کے کچھ بعد ان کی وفات ہو گئی اور ایک گاؤں میں جسکا نام راویہ تھا مدفون ہوئیں پھر اس گاؤں کا نام آپ کے نام پر ہو گیا اور اب وہ قبر السنت کے نام سے مشہور ہے سچ عارف صاحب کتاب معارف الہیہ ابو بکر موصلی کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار آپ کی قبر کی زیارت کی ہے اور میری ساتھ میرے احباب کی ایک جماعت بھی تھی۔ میں قبر تک نہیں پہنچتا تھا بلکہ سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور ہم سب لوگ آنکھیں نیچی رکھتے تھے کیونکہ علمائے ثابت کیا ہے کہ زیارت کرنے والی کو لعنت کیسا تھوڑی احترام کا معاملہ کرنا چاہیے جو یہ اسکی زندگی میں کرتا۔ میں رو رہا تھا حضور

۷۵ یعنی ایسی بات میں کہ جس سے بچ جانا معمولی بات ہی سہولت بچ سکتا تھا یہ مطلب نہیں کہ وہ گناہ ہی معمولی تھا اور تفر

اَلْاَوَّلِيَّةُ الْكَلَامُ فِي بَيَانِ حَقِّ كَلَامِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

محمد بن ابی بکر حضرت علی بن ابی طالب کے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے نوٹے سادات
کرام الی بیت بنی سے ایک امام بن اور ممتاز علی کے کرام بن سے بن بے مثل بن ان کی کرامتوں
بنی الوصیہ سے روایت ہے کہ بن محمد بن علی کیساتھ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہجرت میں تھا کہ منصور اور داؤد بن سلیمان داخل ہوئے اور یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے کہ
خلافت سی عباسی قائم ہو۔ داؤد حضرت باقر کے پاس آئے تو آپ فرمایا کہ دو اسقی (منصور)
کو یہاں آئے سے کیا مانع ہے عرض کیا کہ اس کے مزاج میں ذرا الگ الگ رہنا ہے فرمایا کہ کچھ زیادہ
دن نہ گزرے کہ یہ شخص حکومت کی تاک ہاتھ میں لیگا۔ لوگوں کی گردنوں کو روندے گا مشرق و
مغرب کا مالک ہو جائیگا اور اس میں اس کی عمر طویل ہوگی اتنے خزانے جمع کر لیگا کہ کسینے جمع
ہیں کئے داؤد نے منصور کو یہ خبر بھجوا دی تو منصور حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے آپ کی خدمت میں حاضر
رہنے سے صرف آپ کا اجلال ہی مانع ہوتا ہے اور کوئی چیز نہیں پھر وہ خبر جو داؤد نے بیان کی تھی
یوہی آپ کے فرمایا یہ تو ہو نہ والا ہی ہے منصور نے عرض کیا کہ کیا ہماری حکومت آپ لوگوں کی حکومت
پہلے ہوگی فرمایا ہاں۔ عرض کیا اور میرے بعد میری اولاد میں سے بھی کوئی مالک ہوگا فرمایا ہاں ہاں
عرض کیا تو نبی امیہ کی حکومت کی مدت زیادہ ہوگی یا ہماری حکومت کی۔ فرمایا تمہاری اور تمہاری
اولاد خلافت کو آپ اٹھو نابالگی جیسے گیند کو بناتے ہیں۔ یہ مجھے میرے والد نے بیان کیا تھا
جب منصور کو خلافت بھونچی تو وہ اس ارشاد سے تعجب کیا کہ تا تھا اسکو المشرق والرومی
بن بیان کیا ہے آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۷۰ سالہ میں ہوئی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ
کے قہر میں دفن کئے گئے رضی اللہ عنہما۔

محمد بن المنکدر محمد بن المنکدر کے صاحبزادہ نے بیان کیا ہے کہ میں کے لوگوں میں سے ایک
شخص نے اُنکے والد کے پاس اسی دنیا (تقریباً دو سو روپیہ) امانت رکھے اور خود جہاد کے ارادہ
سے روانہ ہو گیا اور یہ کہہ کر کہ اگر آپکو خرچ کی ضرورت پڑے تو خرچ کر لیجئے جب تک کہ لکھ خدا نے
جائزین واپس آؤں۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو چلا گیا اور اہل مدینہ پر قحط آ پڑا اور بہت سخت قحط پڑا

1000

[illegible]

ص ۹۸ کل ۳ صفحہ ۲ سطر

[illegible]

علامہ مناوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ جنبی ہوتے اور کچے پاس پانی نہ ہوتا تو ایک بادل اٹھا اور انکے سر پر برساتا یہ اس سے غسل کر لیتے تھے۔ اور جب جمعہ کی نماز کیلئے جاتے تھے اپنی بکریوں کے چاروں طرف ایک خط کھینچ جاتے اور چلے جاتے تھے پھر جب تک یہ لوٹ نہ آتے نہ تو بکریاں وہاں سے ہلتی تھیں اور نہ کوئی وحشی جانور یا انسان ان کو چھڑتا تھا۔

حضرت رابعہ عدویہ ان پر گزریں اور فرمایا کہ میں حج کا ارادہ کر رہی ہوں آپ نے اپنی آستین میں سے کچھ اشرفیاں نکال کر دیدیں کہ راستہ میں خرچ کر لینا انہوں نے ہوا میں کو ہاتھ پھیلایا پھر مٹھی بند کر لی تو وہ اشرفیوں سے بھری ہوئی تھی اور فرمایا کہ آپ حجب سے خرچ کرتے ہیں اور میں غیب سے خرچ کرتی ہوں پھر آپ نے بھی انکی ساتھ بغیر زاد راہ کے محض توکل پر حج کیا۔

یہ حضرت شیبان امی تھے اور باوجود اسکے جب کوئی مسئلہ فقہ وغیرہ کا پوچھا گیا تو نہایت عمدہ جواب دیا مصر میں انتقال ہوا ہے اور قراہہ مقام میں امام شافعیؒ کے مزار کے قریب اس احاطہ میں جس میں مرنی کی قبر ہے مدفون ہوئے ہیں اور ان کی اور مرنی کی قبر کے درمیان ان درزی کی قبر ہے جو بہت بڑے صلحاء میں ہوتے ہیں۔

سخاویؒ نے انکی کرامت شیر کے ساتھ کی بھی ذکر کی ہے اور بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک قاری کو یہ پڑھتے سنا فن عمل متقال ذرۃ خیر ایرہ ومن یعمل متقال ذرۃ شر ایرہ اور جو ذرہ برابر نیکی کرے گا اُسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا اُسے دیکھ لے گا، تو بھاگ گئے پھر انکو لوگوں نے ایک بنال کے ہی بعد دیکھا جب ان کو دیکھ لیا گیا تو پوچھا گیا کہ آپ بھاگ کیوں گئے تھے۔ فرمایا میں اُس دقیق حساب کی وجہ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا سخاویؒ کہتے ہیں ان کا انتقال مصر میں ہوا اور قراہہ میں دفن کئے گئے ہیں اور بیان کیا گیا ہے کہ شام کے ملک میں دفن ہیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن الحسین معروف بزعفرانی شاگرد امام شافعی رضی اللہ عنہما

آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ ایک قصائی کے پاس ٹھہرے وہ قصائی آپ کو چوڑا کر چیدا گیا پھر جب لوٹا تو اُس کا ہاتھ ایسا کٹ گیا کہ وہ اُس سے کچھ نہ کاٹ سکا قصائی سمجھ گیا کہ یہ شیخ کیوجہ سے ہے وہ شیخ کی طرف دوڑا اور عرض کیا میرے آقا مجھ سے جو حرکت سرزد ہوئی ہے اُس پر

کرمیت نہ فرماتے کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سبحانہ سے لوہ کر رہا ہوں اب کسی دعا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرست کر دے آپ نے دعا فرمائی اور اسکا ہاتھ عیناً اٹھا لیا اور کھانسی آوی گئے جہاں کیا ہے محمد الجواد بن علی الرضا۔ بڑے اماموں میں سے ہیں امت کے خیمہ و جہاں میں ہمارے سادات اہل بیت میں سے ہیں ان کا تذکرہ علامہ شبراوی نے اتحاف بحب الاسراف میں لکھا ہے اور اس کے بعد کہ انکی بہت کچھ تعریفیں کی ہیں بہت سے اوصاف اور فضل و کمالات کے واقعات لکھے ہیں اور یہ کہ ماموں عباسی نے اپنی لڑکی ام فضل سے انکی شادی کر دی تھی پھر جب یہ لہجہ سے یہ منورہ تشریف لیچے تو پہونچانے کے واسطے بہت سے لوگ ہمراہ ہوئے جب کوہ کے دروازہ پر جہاں حضرت عیسیٰ کا گھر ہے پہونچ گئے تو غروب آفتاب کا وقت تھا وہیں اتر پڑے اور ایک پرانی سی مسجد میں جو وہاں بنی ہوئی تھی مغرب کی نماز پڑھنے کیلئے گئے اس مسجد کے صحن میں ایک سیری کا درخت تھا جس پر کبھی پہونچ نہیں آیا تھا آپ نے ٹھانگایا اور اس درخت کی جڑ میں وضو کیا پھر اٹھے اور مغرب کی نماز پڑھائی پہلی رکعت میں الحمد اور اذہاء نصر اللہ وضع پڑھی اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ہوا اللہ احد پھر فارغ ہوئے بعد کچھ تھوڑی سی دیر بیٹھے اور ذکر کیا پھر کھڑے ہوئے اور چار رکعت نفل پڑھی اور دو سجدے شکر کے ادا کئے پھر لوگوں کو رخصت کر دیا اور خود لوٹ آئے صبح ہوئی تو رات رات میں سیری کا درخت نہایت عمدہ پھل لے آیا لوگوں نے دیکھا اور بہت تعجب کیا اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہوئی کہ اس درخت کے بیروں میں گٹھلی نہ تھی یہ آپ کی بڑی زبردست اور کھلی ہوئی کرامت ہے آپ کی وفات آخر ذیقعدہ ۲۲۰ھ میں ہوئی ہے اور عمر شریف پچیس سال اور ایک ماہ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے آباء و اجداد و اولاد سے راضی ہوں اور ہم سب کو انکی برکتوں سے بہرہ مند فرمائے آمین۔

۸۲

محمد بن منصور طوسی۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ مستجاب الدعوات تھے آپ سے تعداد میں ایک جماعت نے پوچھا کیا آج عرفہ ہے اور اس میں کچھ اختلاف ہو رہا تھا فرمایا ذرا صبر کرو آج حجرہ میں تشریف لے گئے پھر تشریف لاتے اور فرمایا ہاں ہے لوگوں نے دنوں کو شمار کیا تو وہی دن تھا جس میں وقوف عرفہ کیا گیا تھا پھر آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیسے معلوم کر لیا فرمایا میں نے اپنے رب سے دریافت کیا تھا تو مجھ کو وقوف عرفہ کی جگہ لوگوں کو دکھا دیا گیا۔ آپ کا انتقال ۲۵۰ھ میں

مناویں ہوا ہے اسکو مناوی نے بیان کیا ہے۔
محمد بن علی الحکیم ترمذی مناوی کا بیان ہے کہ آپ مشہور امام اور بڑے زبردست صوفی
 ہیں منجملہ عارفین اور علماء عالمیں کے امام ہیں صوفیہ میں سے کثرت روایات و علوم سند میں ممتاز ہیں
 ابو تراب نخعی اور بلخی اور اس طبقہ سے ملاقات ہوئی ہے بخاری کے ہم عصر ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ
 ہے کہ جب آپ کے معاصرین آپ پر چڑھ آتے اور آپ کی تکفیر کی تو آپ نے اپنی سب کتابوں کو جمع
 کر کے دریا میں ڈال دیا انکو ایک مچھلی نگل گئی اور اُسے کئی سال کے بعد اُن کو اگلا تو لوگوں نے اُن سے
 نفع اٹھایا مناوی کہتے ہیں کہ کرامتوں کا وہی لوگ انتظار کرتے ہیں جنکے دل اللہ تعالیٰ سے حجابات
 میں ہیں کیونکہ کرامت توحی تعالیٰ کا ہی فعل ہے صفحہ کل ایک صفحہ ۵ سطر —————
 آپ کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی ہے ایسے ہی کشف الظنون میں بھی ہے اور مناوی کہتے ہیں کہ
 ۳۲۰ھ کے حدود میں ہوئی ہے۔

محمد بن مسلم بن عبد الرحمن قنطری بہت بڑے صوفی مریدوں کی تربیت کرنے والے بڑے
 بڑے متقیوں اور زاہدوں کے سر ہیں حضرت جنید کے مشائخ میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ ہے
 کہ آپ کا ایک بھانجا تھا آپ نے اُسکو دیکھا کہ ڈھول وغیرہ سے کھیل رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا
 کی اُسے موت دیدیں وہ اُسی روز مر گیا اور آپ کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی ہے اس کو مناوی نے
 بیان کیا ہے۔

محمد بن یوسف النہار اکابر صوفیہ میں سے ہیں چھ سو سا تہ سے بڑے ہیں حدیث بہت لکھی ہے
 اور کہ مکرمہ میں دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ یا تو میرے دل میں اپنی معرفت داخل کر دیجئے یا مجھے
 اپنی طرف بلا لیجئے تو آپ نے غیب سے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اگر تم یہہ چاہتے ہو تو ایک مہینہ تک
 روزے رکھو اور کسی سے بات نہ کرو پھر زمزم کے قہ میں داخل ہو اور اپنی حاجت کی دعا کرو پھر کنوئیں
 میں سے ایک کہنے والے کو سنا جو کہتا ہے کہ جن کو تم پسند کرو اختیار کرو علم مع مال کے یا معرفت
 مع فقر کے انہوں نے عرض کیا میں نے معرفت مع فقر کے اختیار کر لی جواب دیا گیا کہ دیدی گئی
 آپ کی وفات ۲۸۶ھ میں ہوئی ہے اس کو مناوی نے بیان کیا ہے۔

محمد بن اسمعیل مغربی ابراہیم خواص کے استاد ہیں صوفیہ کی ریاست اور مریدوں کی تربیت

ملکت عراق میں آپ پر ختم ہے آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں نے بہت بڑا
اندھیرا نہیں دیکھا آپ اندھیری رات میں اپنے ساتھیوں سے آگے آگے نکل کر چلا کرتے تھے
جب ان میں سے کسی کو ٹھوکر لگتی آپ فرماتے کہ دابنہ کو یا باتین کو اور ان کو اپنے ساتھ لے کر
رہا کرتا تھا۔ ص ۱۱۱ کل اسطر
عمر میں طور سینا پہاڑ پر ہوا ہے۔

محمد بن احمد بن سید حمدویہ معروف بہ معلم ابو بکریمی نہایت عابد زاہد صاحب کرامات شہید
ہیں آپ سے بہت سی باتیں خرق عادت کی نقل ہیں۔ قاسم جوئی کے ساتھ رہے ہیں اور ان سے
بہت کچھ سنا ہے۔ بزرگوں سے حدیثیں بھی روایت کی ہیں اور خود ان سے ابو زرہ وغیرہ نے روایت کی ہے
اکابر علماء بلکہ ان کے مقتدا تھے پچاس سال نہ سیدھے لیٹے نہ پاؤں پھیلائے اور حضرت بصری کے
ساتھ قاریوں کے قبرستانوں میں رہے ہیں جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت جوئی کیساتھ رہے ہیں
گیارہ سال تک کسی سے کلام نہیں کیا جمعہ کی نماز کے واسطے جایا کرتے تھے ایک دن ابلتیں ملا
اور اس نے کہا اے لڑکے لوٹ جاؤ تم نے جمعہ پڑھ لیا ہے یہ لوٹ گئے پہر آفتاب کو دیکھا کہ آسمان کے
وسط میں ہے تو پھر گئے اور جمعہ پالیا آپ ایک دن میں چالیس میل چل لیتے تھے اور اس میں ایک بار
قرآن شریف ختم کر لیتے تھے ایک روز تھک گئے اور بھوک کا غلبہ اور ضعف ہو گیا تو آپ جنگل میں ایک
چشمہ پر جو ابل رہا تھا پہنچے وہاں بیٹھ گئے اور دعا کی تو ایک جتنی باندی سر کے قریب کھڑی رہی
وہ کہہ رہی ہے کہ میرے آقا نے آپ کے واسطے یہ ہدیہ بھیجا ہے اور یہ کہتا ہے کہ انہوں نے قبول کیا
تو تو آزاد ہے فرمایا رکھ دو دیکھا تو اس میں دو شیر مال ہیں اور اس کے ساتھ آبائے ہوئے اندھے ہیں
انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور فوراً دعا کے قبول ہو جانے کی وجہ سے گھبرا کر چلے گئے اور آپ کی کرامتوں میں
یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک عرصہ دراز تک کچھ نہیں پیا پانی کی ضرورت ہوتی تو کنوئیں پر چلے اور پانی
اور دعا کی کہ اے میرے مولیٰ آپ کو معلوم ہے کہ میں پانی کا ضرور تمند ہوں اور اس کا چھوڑ دینا مجھے
شاق ہے تو دیوار میں سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس میں پانی کا آئینہ تھا اور کہا کہ پی لو انہوں نے کہا
پانی کی ضرورت زیادہ ہے پھر وضو کیا نماز پڑھی اور پانی پی لیا اسکے بعد اتنی روز تک پانی پینے کی ضرورت
نہیں ہوئی۔ کچھ لوگ آپ کے مہمان ہوئے آپ بھنا ہوا گوشت اور چیا تیاں لائے تو وہ کھائے یہ ہم لوگوں کا

کھانا نہیں ہے آپ نے کہا تو پھر آپ لوگوں کا کھانا کیا ہے انہوں نے کہا سبزی آپ نے وہ لادی اور خود گوشت کھا لیا وہ لوگ تو رات بھر نماز پڑھتے رہے اور معلم (یعنی محمد بن احمد مذکور) تمام رات سوتے پھر اندھیرے سے صبح کی نماز پڑھائی اور فرمایا چلو سیر کریں اور ایک حوض پر آئے آپ نے پانی پر چادر بچھائی اور نماز پڑھی چادر اٹھائی تو اسے پانی لگا بھی نہ تھا پھر فرمایا یہ تو بھنے ہوئے گوشت کا عمل ہے سبزی کا عمل کہاں ہے اور آپ کی کرامتوں میں سے یہہ بھی ہے کہ ایک کتے نے آپ کو بھونکا تو وہ گر کر مر گیا آپ کا انتقال سب سے پہلے ہوا ہے یہ منادی کا بیان ہے۔

محمد بن یعقوب عرجی اکابر عارفین میں سے ہیں علماء عاملین کے امام ہیں حارث محاسبی ان کی ساتھ رہے ہیں ان کی کرامتوں میں یہہ ہے کہ فرماتے ہیں میں شام سے ایک میدان کا راستہ پر چلا تو ایک لوق و دق میدان پر جا پہونچا کئی دن تک حیران پھرتا رہا (اور کچھ کھانے پینے کو ملنا نہ راستہ ملا) یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہو گیا تو دورا رہب جاتے ہوئے ملے گویا وہ کہیں قریب سے ہی چلے ہیں میں نے پوچھا تم دونوں جانتے ہو کہ تم اس وقت کہاں ہو انہوں نے کہا ہاں ہم اس کے ملک اسی کی مملکت میں ہیں اور اسی کے سامنے ہیں میں نے اپنے نفس کی طرف توجہ کی اور اس کو ملامت کرتے لگا کہ یہہ راہب تو توکل کے مرتبہ پر پہونچ گئے اور تو نہیں پہونچا پھر ان سے کہا کیا تم مجھ کو اپنے ساتھ ہونے کی اجازت دیتے ہو انہوں نے کہا تم کو اختیار ہے میں ساتھ ہوں یا جب رات تاریک ہو گئی تو وہ دونوں اپنی نمازوں کیلئے کھڑے ہوئے اور میں اپنی نماز کیلئے اور میں نے مغرب تیمم سے پڑھی تو وہ دونوں مجھ پر ہنسنے لگے جب وہ فارغ ہو گئے تو ایک نے ہاتھ سے زمین کریدی وہاں سے پانی نکل آیا اور کھانا آکر رکھا گیا مجھے تعجب ہوا انہوں نے کہا آؤ اور کھا لو ہم تینوں نے کھایا پیا اور میں نے نماز کی تیاری کی پہر پانی زمین میں جذب ہو گیا اور نظر سے اوجھل ہو گیا اور صبح تک وہ دونوں الگ نماز پڑھنے لگے میں الگ پڑھتا رہا پھر ہم لوگ رات تک چلتے رہے جب رات ہو گئی ایک نے دوسرے کو نماز پڑھائی پھر کچھ دعائیں مانگیں اور زمین کریدی تو پانی بھی نکل آیا اور کھانا بھی موجود ہو گیا پھر جب تیسری رات ہوئی تو ان دونوں نے کہا اے مسلمان تیرا یہ کیا حال ہے مجھے بہت شرم آتی اور شرم سے گڑا جانے لگا تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ میں جانتا ہوں کہ میرے گناہوں نے آپ کے یہاں میری کوئی عزت باقی نہیں رکھی لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے رسوا نہ فرمائیے اور ان دونوں

یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بیع کرے
وہ اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو
بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو
بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے

فصل فی المسائل خبر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کو بیع کرے
وہ اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے
یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بیع کرے وہ اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے
یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بیع کرے وہ اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے
یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بیع کرے وہ اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے
یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بیع کرے وہ اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے
یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بیع کرے وہ اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے
یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بیع کرے وہ اس کے مالک کے لئے ہے اور اگر وہ اس کو بیع کرے تو اس کے مالک کے لئے ہے

محمد بن یوسف البولانی یہ امام اور عالم زاہد تھے ابن النجاشی نے ان کے اوصاف میں کتاب کا
ایک جلد مستقل لکھی ہے آپ کے حالات میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت آپ کے بچے کو لئے کر سمندر
پر تھی کچھ حبشی لوگ ایک جہاز میں آئے بچے کو پکڑا اور جہاز میں بٹھالیا اور لے کے چلے گئے وہ عورت
شیخ محمد بن یوسف کے جبکہ وہ اپنی عبادت گاہ سے نکل رہے تھے تو گئی اور اس رقصہ سنایا کہ
حبشیوں نے اسے بچے کو پکڑ لیا ہے اور وہ اس جہاز میں ہیں شیخ سمندر کی طرف روانہ ہوئے
اور دھاوا کو حکم دیا کہ ترک جاوہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ترک گئی پہر آپ نے جہاز والوں کو آواز دی کہ بچے کو

اسکی ماں کو لوٹا دو لکرا ہوں نے انکار کر دیا اور چلتے رہے آپ نے جہاز کو حکم دیا کہ رک جا وہ بھی رک گیا پھر آپ پانی کے اوپر چلتے ہوئے گئے اور کچھ کو جہاز میں سے لیا اور اُسکی ماں کے پاس حاضر کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ چڑے کی دباغت کا کام کیا کرتے تھے اُنکے پاس مارواٹے تھے خلیفہ نے کسی کو بھیجا اور اُس نے اُن کو لے لیا آپ کا خادم حاضر ہوا تو غصہ کیا کہ خلیفہ کے آدمی وہ مارواٹے لے گئے ہیں کیا آپ اہل اُت دیتے ہیں کہ میں اُن کے افسر کے پاس جاؤں فرمایا بیٹھ جاؤ وہ خود تمہیں لوٹا دیں گے جب وہ لوگ لیگئے تو انہوں نے اُن کو پتھر پایا تو سمجھ لیا کہ یہ شیخ کی برکت سے ہے اور لوٹا گئے تو وہ مارواٹے تھے یہہ شیخ محمد بن یوسف البولاقی ابو عبد اللہ عکرونی کے شیخ ہیں جن کا کافور احشیدی معتقد تھا اس کو سخاوی نے بیان کیا ہے۔

محمد بن محمد الادوی مشہور علماء اور سات ابدال میں سے ہیں انہوں نے قرآن کے اماموں میں سے ایک جماعت کا زمانہ پایا ہے اور اُن سے پڑھا ہے اور تفسیر میں اُنکی ایک کتاب ہے کتاب الاستغناء آپ نے یہ کتاب لکھ کر امیر مصر کے پاس بھیجی تھی اُس نے اُس کے کنارہ پر اُس سے بے نیازی کے الفاظ لکھ دیے اور واپس کر دی آپ نے اُسکے لئے بد دعا کی تو وہ تین دن بھی زندہ نہیں رہا آپ کا انتقال مصر میں ہوا ہے اور قرائہ میں ادوی کے مقبرہ میں دفن کئے گئے ہیں اسکو سخاوی نے بیان کیا ہے۔

ابوبکر محمد المالکی مصر کے رہنے والے عبدالصمد بخدادی کے پیر کے پیر ہیں اور کہا جاتا ہے کہ سات ابدال میں سے ایک ہیں قرشیؑ نے اپنی تاریخ میں اُن کا یہہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک اپنی حج ثروت پر گزرے تو اُس نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے اللہ کی واسطے؟ انہوں نے فرمایا میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں لیکن اپنا ہاتھ لاؤ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور حق تعالیٰ کے فضل سے چلنے لگی اور فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کو آگ چھوئے گی ہی نہیں اور اگر چھوئے گی تو جلائے گی نہیں اور اگر میں شہرت کا اندیشہ نہ کرتا تو ستودہ ہاتھ کو آگ میں داخل کرتا اور نکال لیتا اور وہ نہ جلتا اسکو بھی سخاوی نے بیان کیا ہے ص ۱۱۱ کل ۱۲ سطر

محمد بن موسیٰ ابوبکر واسطی حضرت جنیدؒ کے مریدوں میں سے بڑے آدمی ہیں فرغانی اصل

ہیں رفیع المرتبہ اور عالیشان ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ سمندر کا سفر کر رہے تھے کہ کوئی
لوٹ گئی آپ اور آپ کی اہلیہ ایک تختہ پر رہ گئے اور اسی حالت میں آئے پھر پیدا ہو گیا اور ان کو بہت بیاض
لگی انہوں نے سر اٹھایا تو ہوا میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں سونے کی زنجیر ہے جس میں
یا قوت کا آکھڑہ ہے اس نے کہا دونوں پی لو دونوں نے پی لیا فرماتے ہیں کہ میں اس سے پوچھا تم کون ہو اس نے
جواب دیا کہ تمہارے آقا کا ایک غلام میں نے کہا تم اس مرتبہ پر کیسے پہنچ گئے اسے جواب دیا کہ اسکی مرضی
اپنی ہر خواہش کو قربان کر دیتے پھر اس نے مجھے بساط فروانیت پر بٹھا دیا جیسے کہ اب تم دیکھ رہے ہو اور غائب ہو گیا
اسکو بھی سخاوی نے بیان کیا ہے۔

محمد بن محمد سلامہ ابو جعفر طحاوی از دی فقیہ حنفی ہیں مصر میں امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کی
سرکردگی انہیں پر ختم ہے بڑے مشہور اماموں سے ہیں کندی کہتے ہیں کہ طحاوی کی دعا مقبول ہوتی
تھی اور خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے اپنے دل کو حرام سے پاک کر لیا اسکی دعا کیواسطے آسمان کے
دروازے کھل جاتے ہیں ایک دن ابو منصور تکین الحرزی مشہور بالجبار امیر مصر آپ کے پاس آئے جب جناب نام
کو دیکھا تو ان پر رعب طاری ہو گیا حضرت امام نے اکرام کیا اور اچھا برتاؤ کیا انہوں نے عرض کیا کہ میرے آقا
میں چاہتا ہوں کہ اپنی لڑکی کی آپ سے شادی کر دوں فرمایا میں ایسا نہ کروں گا پھر اس نے عرض کیا کیا آپ کو
کوئی ضرورت ہے فرمایا نہیں پھر عرض کیا کچھ زمین آپ کے نام کر دوں فرمایا نہیں پھر عرض کیا کہ مجھ سے
آپ جو چیز چاہتے ہیں فرمائیے فرمایا تم سنو گے عرض کیا جی ہاں فرمایا اپنے دین کی حفاظت کرو کہ ہاتھ سے
نہ نکل جائے اور اپنے کو عذاب سے چھڑانے کیلئے موت سے پہلے کچھ کام کرو اور خود کو اللہ کے بندوں پر
ظلم کرنے سے بچاؤ پھر وہ آپ کو چوڑ کر چلا گیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اہل مصر پر ظلم کرنا بند کر دیا تھا
امام طحاوی کی وفات مصر ہی میں ۳۲۷ھ میں ہوئی ہے۔ اس کو بھی سخاوی نے بیان
کیا ہے۔

محمد بن اسماعیل معروف بخیر النسا ج سامرا کے رہنے والے ہیں آپ کی مجلس میں شبلی
اور خاص و ممتاز لوگوں نے توبہ کی ہے اور بزرگوں کی ایک جماعت کے استاد ہیں ان میں سے کسی کا بیان ہے

عہ سمندر کا پانی تو کڑھا ہوتا ہے پیئے گا نہیں ہوتا اسلئے پیاس رہی ۱۲ مترجم عہ یہ امام صاحب کے تین واسطوں
سے شاگرد ہیں حدیث کی کتاب شرح معانی الآثار معروف بطحاوی انہی کی ہے مصر کے قریب خطہ موضع کے ہیں جس کے قریب موضع طحاوی ہے

عہ سمندر کا پانی تو کڑھا ہوتا ہے پیئے گا نہیں ہوتا اسلئے پیاس رہی (باقی آئندہ)

کہ میں خیر النساج کی مجلس میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اسے کہنا اسے شیخ میں نے آپ کو کل دیکھا تھا کہ آپ نے دو درہم (تقریباً آٹھ آنہ) کا سوت فروخت کیا ہے میں آپ کے پیچھے پیچھے ہوں لیا۔ اور آپ کی لنگی میں سو میں نے وہ کھول لئے تو اس کے بعد سے میرا ہاتھ مبتلی ہو گیا کہ میرا ہاتھ گھل گیا پھر فرمایا جاؤ اور ان دونوں درہموں سے پانچ پون کسلے کچھ خرید لینا مگر پھر ایسا نہ کرنا یہ فشری نے بیان کیا ہے اور مناوی کہتے ہیں کہ آپ صاحب کرامات اور صوفیہ کے بڑے مشائخ میں تھے آپ کی مجلس میں شبلی اور خواص نے توبہ کی ہے کیونکہ دونوں نے خرق عادات اور کرامتیں دیکھی تھیں یہ اصل میں تو سامرا کے رہنے والے تھے پھر بغداد رہنے لگے تھے جب آپ کا وقت اخیر ہوا تو ملک الموت کو فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو عافیت دیں ذرا ہیر و کہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں کیونکہ تم بھی اُنکے مامور بندہ ہو اور میں بھی مامور ہوں مگر جس چیز کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہ فوت نہیں ہوتی اور جس کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے وہ فوت ہو جائیگی پھر آپ نے پوری نماز پڑھ لی اور ۳۲۲ھ میں انتقال فرما گئے آپ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی ہے سفیان ثوری کے معصروں میں اور انہیں کے طبقے میں لیکن عمر بہت ہوئی ہے۔

۸۹

محمد بن علی بن جعفر ابو بکر الکتانی بغداد کے رہنے والے صوفیہ کے اماموں اور اکابر عارفین میں سے ہیں حضرت جنید کے ساتھ رہے ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں جنگلی میں تھا میں نے ایک فقیر کو دیکھا جو مرا ہوا تھا مگر ہنس رہا تھا میں نے کہا تم مر چکے ہو اور پھر بھی ہنس رہے ہو تو غیب سے کسی آواز دینے والے نے کہا کہ اے ابو بکر اللہ کا عاشق ایسا ہی ہوتا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو مردہ نہ بنائیں فرمایا تم ہر روز پچاس مرتبہ یہ کہا کرو یا حی یا قیوم لا الہ الا انت اور فرماتے ہیں کہ میرے سر میں درد تھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو ارشاد فرمایا یہ دعا لکھو اللہم شہوت المرؤۃ و تعظیم الصدیقہ و بسطوات الالباب و تقدم الجبروتیہ و بقدرة الوحدانیۃ فرماتے ہیں میں نے یہ دعا لکھی اور سر پر رکھی تو فوراً درد جاتا رہا اسکو مناوی نے بیان کیا ہے اور فشری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ شیرازی سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو النجم احمد بن الحسین سے خوزستان میں سنا ہے یہ کہتے تھے کہ میں نے ابو بکر کتانی سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں درمیان سال میں مکہ مکرمہ کے راستہ میں تھا کہ میں نے ایک بھری ہوئی

ہم پانی پانی جس میں شرفیاں چمک رہی تھیں میں نے ارادہ کیا کہ اسے اٹھا لوں اور مکہ مکرمہ کے فخر میں تقسیم کر دوں تو غیب سے کسی آواز دینے والے نے آواز دی اگر تم نے اسے اٹھایا تو تمہارا فقر سلب کر لیا جائے گا۔ یہ بزرگ حضرت جنیدؒ کے متوسلین میں سے تھے انکا انتقال مکہ مکرمہ میں ۳۲۰ھ میں ہوا ہے ابو بکر محمد بن سعد بن التیمیؒ الجزیری بہت عبادت گزار ہیں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے مضرین چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی عرض کیا یا رسول اللہ! امام مالکؒ اور حضرت لیثؒ چاشت کے بارہ میں اختلاف ہوا امام مالکؒ بارہ رکعت کہتے ہیں اور لیثؒ آٹھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گولوں پر مارا اور تین بار فرمایا کہ مالک کی رائے درست ہے یہ فرماتے ہیں کہ میرے گولوں میں درد تھا اس رات سے جاتا رہا اور ان پر ایک نور تھا جب یہ نماز پڑھتے تھے وہ چمکنے لگتا تھا انکی وفات ۳۲۰ھ میں ہوئی ہے یہ نفع الطیب میں بیان ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن خفیف الشیرازیؒ شافعی ہیں مشائخ صوفیہ کے شیخ ہیں اولیاء عارفین کے استاد اور علم ظاہری و باطنی کے ممتاز حضرات کے اماموں میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب آپ بغداد میں داخل ہوئے چالیس روز قیام فرمایا کہ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے پھر تشریف لیجے تو جنگل میں ایک کنویں کی من پر ایک ہرن کو پانی پیتے دیکھا یہ بھی پیاسے تھے کنویں کے قریب تشریف لیگئے تو ہرن چلا گیا اور پانی کنویں کی تہ میں پہنچ گیا۔ آپ نے عرض کیا اے میرے مولیٰ آپ کے یہاں میرا مرتبہ اس ہرن کا سا بھی نہیں تو ایک کہنے والے کو سنا کہ ہم نے تمہارا امتحان کیا ہے تم صبر نہیں کر سکتے ہرن تو بغیر ڈول رسی کے آیا تھا اور تم ڈول رسی کے ساتھ آئے ہو پھر جو یہ لوٹے تو کنواں بھر ہوا تھا انہوں نے پیاسا اور پاکی حاصل کی اور ڈول میں بھر لیا پھر حج کیا اور واپس آئے مگر وہ پانی ختم نہ ہوا یہ حضرت جنیدؒ کی خدمت میں پہنچے تو جب ان کی نظر ان پر پڑی فرمایا کہ اگر کچھ دیر اور صبر کر لیتے تو تمہارے قدموں کے نیچے سے پانی ابل پڑتا اور تمہارے پیچھے کو جاری ہو جاتا۔ ایک دن ایک برہمنی سے مناظرہ ہو گیا۔ اُس نے کہا کہ اگر تمہارا دین حق ہو تو آؤ میں اور تم چالیس روز تک کھانے سے باز رہیں دونوں نے ایسا کیا تو شیخ نے تو وہ مدت پوری کر دی اور برہمنی عاجز ہو گیا اور ایک اور برہمنی نے ایک خاص مدت تک پانی کے اندر رہنے کی دعوت دی تو اُس مدت کے پورا ہونے سے پہلے برہمنی تو مر گیا اور شیخ نے

۵۰ ایک فرقہ تھا جو حق تعالیٰ کیلئے انبیاء کے بھیجے کو ناجائز کہتا تھا ۱۲ مترجم

مدت پوری کر دی آپ کا انتقال ۱۳۸۵ھ میں ہوا ہے نہ ہی کہتے ہیں کہ سو سال سے زیادہ عمر تھی اور انہوں نے امام شافعیؒ سے نقل کیا کہ نماز کی صحت کیلئے خشوع شرط ہے اس کو مناویؒ نے بیان کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ شیخ فرماتے تھے کہ میں بہت بڑی مدت تک ابدال سے ملاقات کیواسطے ملک بلک پھرتا رہا پھر سیر و سفر سے اکتا گیا تو فارس کے شہر اصطخر میں لوٹ گیا وہاں خالقہ صوفیہ میں پہنچا تو مشائخ کی ایک جماعت کو دیکھا اور اُنکے سامنے کھانے کی کوئی چیز تھی اور وہ تو آدمی تھے جن میں سے حسن بن ابی سعد اور ابوالازہر بن حیان اور کچھ اور لوگ تھے میں کچھ دیر ٹھہرا رہا پھر وضو کیا جب میں فارغ ہو گیا تو انہوں نے مجھے جگہ دے دی میں بھی اُنکے ساتھ بیٹھ گیا اور جو وہ کھا رہے تھے میں بھی کھانے لگا پھر ہم سب الگ الگ ہو گئے تو میں کچھ دیر سو رہا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی فرمایا اے ابن خفیف جن لوگوں کو تو تلاش کرتا تھا اور اُنکے ساتھ بیٹھنا چاہتا تھا وہ اس شہر میں ہی لوگ تھے اور تو بھی اُن میں سے ہے میرے دل نے تقاضہ کیا کہ میں اُن سب حضرات کو اسکی اطلاع کر دوں جو میں نے خواب میں دیکھا ہے مگر اُن کا وقار اور رعب مجھ پر غالب آ گیا دن کا کچھ ہی حصہ گزرا تھا کہ شیخ ابوالحسن بن ابی سعد سامنے سے آئے اور فرمایا اے ابوعبداللہ جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا ہے اُسکی ان سب کو اطلاع کر دو میں نے اطلاع کر دی جب یہ خبر پھیل گئی تو وہ سب کے سب متفرق شہروں میں چلے گئے۔ ۱۵۵/۲ کل ایک صفحہ ۲۰ سطر ۱۰۵/۳

محمد بن محمد بن اسمعیل صوفی بغدادیؒ واعظ ہیں جو ابن سمعون نام سے مشہور ہیں۔ الکلام علی علوم الخواطر والاشارات میں خطیب کہتے ہیں کہ زمانہ کے بے مثل اور وقت کے یکتا تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ نے بیت المقدس کا قصد کیا اور اپنی ساتھ خشک صیحانی کھجوریں لے لیں آپ کے نفس نے تر کھجوروں کا تقاضہ کیا آپ کو ملامت کرنے لگے اور فرمایا اس جگہ ہم کو تر کھجوریں کہاں سے مل سکتی ہیں جب افطار کا وقت ہوا اور آپ نے وہ کھولی تو تر کھجوریں تھیں مگر آپ نے اُن میں سے کچھ نہیں کھایا جب اگلا دن ہوا اور افطار کے لئے اُنکو پھر کھولا تو بحالہ خشک تھیں اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک شخص کو تنگدستی پیش آئی اور اُسکے پاس سوائے دو موزوں کے اور کچھ نہ رہا اُس نے موزے نکالے اور اُنکو فروخت کرنے کیلئے چلا تو ابن سمعونؒ کی مجلس میں حاضر ہوا اور یہ سوچا کہ مجلس میں حاضر ہو جاؤں پھر جب لوٹوں گا فروخت کروں گا جب اُس شخص نے لوٹنے کا

ارادہ کیا تو شیخ نے پکار کر کہا موزے نہ بیچنا اللہ تعالیٰ تم کو رزق عطا فرماویں گے اور پھر ایسا ہی ہوا اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے جس کو ابن باطیش نے اپنی کتاب اثبات کرامات الاولیاء میں ابو طاسم بن محمد علاف سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن ابو الحسن کے پاس مجلس وعظ میں حاضر ہوا اور ابو الفتح قاسم کرسی کے برابر بیٹھے ہوئے تھے ان پر اونکھ طاری ہوئی اور یہ سو گئے تو ابن سمعون کچھ دیر کوڑک گئے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو گئے اور سر اٹھایا تو ان سے ابن سمعون نے فرمایا تم نے ثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے انہوں نے کہا جی ہاں فرمایا ایسا ہی ہے میں بولنے سے رک گیا تھا کہ مبادا تم گھبرا اٹھو اور یہ حالت جس میں تم تھے منقطع ہو جائے جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ یہ اسکو بتاتا ہے کہ ابن سمعون نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں کی ہے جب کہ حضور تشریف لائے تھے اور ابو الفتح نے ثواب میں کی ہے آپ کا انتقال ۳۸۷ھ میں ہوا ہے اور اپنے گھر میں ہی دفن کئے گئے تھے پھر تینتیس سال بعد منتقل کئے گئے تو ایسے پائے گئے کہ کفن بھی پرانا نہ ہوا تھا اور بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ ابو امام احمد بن حنبل کی قبر میں نکال کر لیجا گیا تو انکا کفن ایسے ہی ترکت کرتا جیسے کہ جب تھا جب دفن کیا گیا تھا اسکو مٹا دیں گے بیان کیا ہے

۹۲

صلیٰ اکل ۱۴ سطر

۱۰۶

ابو عبد اللہ محمد بن قنوج بن عبد اللہ الاندلسی الحمیدی اٹنی نسبت اس کے دادا حمید اندلسی کی طرف ہے تو کتاب الجمع بین الصحیحین کے مصنف ہیں یہ امام اور حافظ حدیث ہیں ان کا انتقال بغداد میں ۳۸۷ھ میں واقع ہوا ہے رحمہ اللہ لے ابن مالک لاگتے ہیں کہ ہمارے دوست ابو عبد اللہ الحمیدی صاحب علم و فضل اور بیدار مخزن تھے میں نے عفت و پاکبازی اور تقویٰ و شغل علم میں ان جیسا کوئی اور نہیں دیکھا آپ نے مظفر بن رئیس الرؤسا کو وصیت کی کہ وہ ان کو حضرت بشرحانی کی قبر کے قریب دفن کریں لیکن انہوں نے انکی وصیت کے خلاف کیا اور باب البرز کے مقبرہ میں دفن کر دیا پھر جب ایک بار مظفر نے ان کو ثواب میں دیکھا تو ایسا دیکھا کہ گویا یہ ان پر محسوس لفت وصیت کی وجہ سے ناراض ہو رہے ہیں تو پھر صفر ۳۹۱ھ میں باب ترب کے مقبرہ میں حضرت بشرحانی کی قبر کے پاس منتقل کر دیا اور اسوقت بھی انکا کفن نیا اور بدن نرم اور تازہ اور اس میں سے خوشبو نکلتی تھی اسکو تفع الطیب میں بیان کیا ہے۔ صلیٰ اکل ۱۴ سطر

۱۰۶

محمد بن محمد طوسی امام ابو حامد غزالیؒ سیدی محی الدین بن العزلی نے اپنی کتاب بیح القدر میں ذکر کیا ہے کہ ابو عبد اللہ بن زین باشبیلیہ جو افضل ترین لوگوں میں تھے امام ابو حامد غزالیؒ کی کتابوں میں منہمک رہا کرتے تھے مگر ایک رات ابو القاسم بن احمد کی ایک تالیف جو امام غزالیؒ کی رد میں تھی پڑھی تو اندھے ہو گئے فوراً سجدہ میں گر پڑے گو گوٹے اور قسم کھالی کہ پھر کبھی اس کتاب کو نہیں پڑھیں گے اور اس کو اپنے سے دور کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے انکی بینائی لوٹا دی اور سیدی محی الدین بن عزی نے اس واقعہ کو عبد اللہ بن زینؒ کی کرامت میں ذکر کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر عنایت فرمائی اور اُنکو تنبیہ فرمادی رضی اللہ عنہ وعن الامام الغزالی وعن سائر اولیاء اللہ۔ منادون کہتے ہیں کہ امام غزالیؒ کی کرامتوں میں سے وہ بھی ہے جس کو یافعیؒ نے ابن الملیق سے اور انہوں نے عرشی سے اور انہوں نے مرسی سے اور انہوں نے شاذلی سے اور انہوں نے شیخ بن حرازم سے روایت کی ہے کہ آپ اپنے متوسلین پر تشریف لائے اور ہاتھ میں ایک کتاب تھی فرمایا تم اسکو پہچانتے ہو پھر فرمایا کہ یہ احیاء العلوم ہے یہ شیخ امام غزالیؒ پر طعن کیا کرتے تھے اور احیاء العلوم کے پڑھنے سے منع کیا کرتے تھے پھر ان سب کے سامنے اپنا جسم کھول کر دکھایا تو وہ کوڑوں سے مارا جاتا تھا اور فرمایا کہ خواب میں میرے پاس امام غزالیؒ آئے اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جب ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے تو امام غزالیؒ نے عرض کیا حضور یہ شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں جو کچھ اپنی طرف سے کہتا ہوں وہ وہ کہتا ہوں حضور نہیں فرمایا حضور نے میرے مارنے کا حکم عطا فرمایا اور مجھے بیٹھا گیا۔

اور آپ کی کرامتوں میں وہ بھی ہے جسکو عارف شاذلیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام پر امام غزالیؒ سے فخر فرما رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ کیا تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا ہے دونوں حضرات علیہما السلام نے عرض کیا نہیں ہے اور عارف کبیری احمد صیاد نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھولے گئے اور فرشتوں کی ایک جماعت نازل ہوئی انکی ہمراہ سبز خلعیں ہیں اور سواری ہے پھر یہ سب ایک قبر کے سراپے کھڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک شخص کو نکالا اور اسے خلعت پہنایا سواری پر سوار کیا اور آسمان کی طرف لے گئے اور آسمان در آسمان ساتوں آسمانوں سے گذر گئے پھر وہ اس کے بعد شرجاب

شق کر گیا تو مجھے اُن بزرگ سے تعجب ہوا اور انکو معلوم کرنے کا ارادہ کیا تو بتایا گیا کہ یہ غزالی ہیں مگر یہ علم نہیں ہو سکا کہ انکی انتہا کہاں تک ہے اور مری نے اُنکے واسطے صدیقیت عظمیٰ کی شہادت دی جو منادی کہتے ہیں کہ جب قاضی عیاض نے احیاء العلوم کے جلا دیئے کا فتویٰ دیا تو یہ امام غزالی کو پہنچ گیا آپ نے بد دعا کی تو وہ دعا ہی کے وقت حمام میں اچانک مر گئے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ ہندی نے اُن کو حمام میں قتل کر دینے کا حکم دیا تھا۔ امام غزالی کی وفات ۵۰۵ھ میں ہوئی ہے۔

صفحہ ۱۰۴ کل ۱۷ سطر

صفحہ ۱۱۱

ابوبکر محمد بن الولید الفہری طرطوشیؒ یہ سراج الملوک والے ہیں نفع الطیب میں بیان کیا ہے کہ صفدیؒ نے طرطوشیؒ کے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ افضل بن امیر الجیوش نے انکو رصد گاہ کے قریب شقیق الملک کی مسجد میں رکھ دیا اور اُن کو برا سمجھا کرتا تھا یہ عرصہ تک رہے اور تنگ ہو گئے تو اپنے خادم سے کہا ہم کب تک صبر کئے جائیں تم جائز کھانا جمع کر لو اُس نے جمع کر لیا اور تین روز تک آپ نے کھایا پھر جب مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو خادم سے فرمایا میں نے اس وقت اُس کے تیر مار دیا ہے جب اگلادن ہوا افضل گھوڑے پر سوار ہوئے اور قتل کر دئے گئے ان کے بعد مامون بن البطاحی حاکم مقرر ہوئے اور انہوں نے شیخ کا بہت اکرام کیا۔ شیخ کی وفات ۵۱۲ھ میں ہوئی ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن الحسین بن عبد الوہید۔ کرمان والے اور یہ یمن کی ایک مشہور وادی ہمدرد کے مقابل سمندر میں ایک مشہور جزیرہ پر یہ بزرگ بڑے فقیہ اور عالم عامل تھے اصل میں عراق کے تھے اور انہوں نے وہیں شیخ ابوالاسحاق شیرازی صاحب سے تنبیہ وغیرہ علوم کی تحصیل کی ہے پھر یمن آئے اور شہر زبید میں سکونت اختیار کر لی لوگ اُنکی حیات میں زیارت و برکت کیلئے اُن کے پاس آیا کرتے تھے اور دعائیں کرایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان سے نفع بخشے اور اخیر عمر میں نابینائی میں مبتلا کئے گئے تھے ان کے شاگردوں میں سے ایک فقیہ شہرہ جہم میں تھے انکو علم ہوا تو وہاں ایک طبیب ماہر فن تھا یہ اُسکو لیکر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اور طبیب صاحب کے پہنچنے کی اطلاع دی آپ نے فرمایا کہ مجھے طبیب کی ضرورت نہیں ہے پھر آپ نے ایک پوتے کو بلایا اور فرمایا لکھ لو جو میں لکھواؤں اور یہ اشعار لکھوائے۔

۹۴

لوگ کہتے ہیں کہ تیری آنکھوں پر ایک مصیبت آپڑی ہے تو اگر تو نشتر سے اسکا علاج کر لے تو جانی رہی

میں نے جواب دیا کہ میرے رب اس سے میرا امتحان فرما رہے ہیں اگر میں صبر کر لوں گا تو ان سے انعام پاؤں گا۔ اور اگر گھبرانے لگوں گا تو ان کے ثواب سے محروم کر دیا جاؤں گا اور میرے لئے وہاں سے وبال خاص ہوگا۔ میں تو صابر ہوں راضی ہوں شکر گزار ہوں میں اسکو بد لئے والا نہیں ہوں جو انہوں نے دیا ہے۔ ہمارے شاہ کا فعل حسین اور عمدہ ہی ہوتا ہے اور اسکی صنعت کی کوئی مثال نہیں ہوتی۔ اور میرا رب ظلم سے متصف نہیں ہے وہ اس سے بلند اور بہت بلند ہے۔

اور جب ان لفظوں پر پہنچے کہ میں صابر ہوں راضی ہوں اور شکر گزار تو اللہ تعالیٰ نے انکی بینائی لوٹادی اور گھر بھر روشن نظر آیا حتیٰ کہ اپنے پوتے کو لکھتے ہوئے بھی دیکھ لیا پھر جب بینائی کمال ہو گئی تو صاحبزادہ سے فرمایا کہ ان طبیب سے جو ہمارے وہاں ہیں دید و کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھکو شفاء حاصل ہو گئی ہے آپ کی وفات ۵۲۵ھ میں ہوئی ہے اور اسی جزیرہ میں اپنی مسجد کے برابر مدفون ہوئے ہیں اور آپکی تربت برکت و فضل میں وہاں کی مشہور تر تربتوں میں ہے ان بزرگ کے آثار و برکات اس مبارک جگہ ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور نیک بندوں کا طحا و ماویٰ ہے اسکو شریعت نے بیان کیا ہے۔

محمد بن الفضل صوفیہ کے امام اور فقہائے شافعیہ میں سے ہیں بسطام میں انتقال ہوا اور وہیں ابو یزید بسطامی کے برابر دفن ہوئے ہیں اور جس روز انکی وفات ہوئی کسینے بایزید بسطامی کو خواب میں دیکھا کہ وہ باطن میں جہاڑ دے رہے ہیں برتنوں کو بھر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ کل میری قبر کی برابر ایک مرد صالح دفن کیا جائے گا جب قبر کھودنے والے نے اُن کی قبر کے اندر رکھا تو وہ بہت ہی کٹاؤ ہو گئی یہاں تک کہ یہ شخص ہوش ہو گیا آپ کی وفات ۵۳۸ھ میں ہوئی ہے اسکو مناوی نے بیان کیا ہے ص ۱۱۱ کل ۲۶ سطر

ابو عبد اللہ محمد البصری امیر اسامہ بن منقذ نے اپنی کتاب الاعتبار میں جس کا ذکر آچکا ہے یہ ذکر کیا ہے کہ مجھ سے شیخ امام خطیب سراج الدین ابو طاہر ابراہیم بن الحسین بن ابراہیم خطیب شہر اسعروہا نے ذیقعدہ ۵۶۲ھ میں بیان کیا ہے کہ میں نے ابراہیم بن ابراہیم خطیب (شاید ابن الجوزی ہیں) بیان کیا ہے کہ میں شیخ امام ابو عبد اللہ محمد البصری کی مجلس میں بغداد میں حاضر تھا کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو میرے مہر پر

حاضر ہوئے تھے میرے پاس سے مہر کا کاغذ گم ہو گیا ہے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ مجھ پر کرم فرمائیں اور قاضی کی مجلس میں شہادت دیدیں فرمایا جب تک مٹھائی نہ لاؤ گی میں ایسا نہ کروں گا وہ کھڑی رہی اور یہ سمجھی کہ شیخ اس کہنے سے مزاح فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا دیر نہ لگاؤ میں تمہاری ساتھ اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک مٹھائی نہ لاؤ گی وہ چلی گئی پھر لوٹی اور اپنی لنگی کی جیب میں سے ایک کاغذ نکالا جس میں سوکھی ہوئی مٹھائی تھی۔ آپ کے متوسلین کو یا وجود آپ کے زاہد و عقیف ہونے کے اس مانگے سے تعجب ہوا آپ نے وہ کاغذ لیلیا کھولا اور مٹھائی کو ریزہ ریزہ کر کے پھینک دیا پھر جب کاغذ خالی ہو گیا اور دیکھا تو وہ اُسکے مہر کا وہ کاغذ تھا جو اُس کے پاس سے گم ہو گیا تھا فرمایا لو اپنے مہر کا کاغذ لے لو یہ وہی ہے جتنے لوگ حاضر تھے سب نے اسکو ایک بڑی بات سمجھا۔

محمد بن الموفق الخبوشانی مذہب شافعی کے اماموں میں سے ہیں اور یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے حکومت فاطمیین کے ختم ہو جانے کے بعد صلاح الدین کے حکم سے مصر میں سب سے پہلے بنی عباس کے نام کا خطبہ پڑھا ہے آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ ابن ابی حنیہ نے ایک قصیدہ سے آپ کی مدح کی اور یہ انعام طلب کیا کہ اسکی اپا بیج لڑکی کے واسطے آپ دعا فرمادیں آپ نے دعا فرمائی اور وہ تین دن بعد اٹھ کر چلنے پھرنے لگی کہ گویا اُسے کوئی مرض ہی نہ تھا۔ آپ کی وفات ۵۸۷ھ میں ہوئی اور حضرت امام شافعیؒ کے قدموں کی طرف دفن کئے گئے اسکو مناویؒ نے بیان کیا ہے ص ۱۱۲ کل چودہ سطر

ابو عبد اللہ محمد بن اشرف الرندی۔ سیدی محی الدین ابن العزنی فرماتے ہیں کہ میں النور اشبیلیہ میں ملا اور ان کے پاس تین دن ٹھیرا اور لوٹ آیا تھا انہوں نے ان تمام باتوں کی جو اُن سے جدا ہونیکے بعد مجھے پیش آنے والی تھیں حرفاً حرفاً اطلاع کر دی تھی اور پھر ایسے ہی ہوا۔ اور فرمایا کہ اُن کی شہرت کا سبب یہ ہوا کہ یہ اکثر ایک بہت اونچے پہاڑ پر جا کر بیٹھا کرتے ایک آدمی ایسی کسی ضرورت کیلئے وہاں گیا تو اُسے نور کا ایک ستون دیکھا جس کی شعاعیں پھیل رہی ہیں اور یہ اسکی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا یہ اسکی طرف گیا تو یہ پایا کہ وہ نور ہمارے بزرگ حضرت ابو عبد اللہ ہیں جو کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اسنے ان کو مشہور کر دیا۔ ص ۱۱۳ کل دو سطر

ابو عبد اللہ محمد المعروف بنہ ہمار عجی فارسی رحمہ - حافظہ کی الدین عبد الحفیظ منذری کے شیخ ہیں ان شیخ زہار سے نقل کیا گیا ہے کہ جب یہ مصر میں خستہ حالی میں داخل ہوئے تو ایک پتیل کے برتن بنا نیوالے کی دکان پر سو گئے رات کو اس دکان میں چوری ہو گئی۔ دوکاندار نے پہرہ والے کو پکڑا۔ پہرہ دار نے کہا تمہاری دکان پر سوائے اس فقیر کے اور کوئی نہیں سویا۔ دوکاندار نے جواب دیا کہ تو اس فقیر کو چوری کی تہمت لگاتا ہے تو (میں چوری کا دعویٰ ہی نہیں کرتا صبر کرتا ہوں) بس میرا ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے کیونکہ اس فقیر پر نیکی کے آثار معلوم ہو رہے ہیں۔ شیخ نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر اس طباق کو کہہ دیں کہ تو سونے کا بنجا تو وہ خدا کے فضل سے سونیکا بنجاوے وہ طباق فوراً سونیکا ہو گیا۔ آپ اُسکو فرمایا کہ جیسا تھا ویسا ہی ہو جا۔ میں نے تو تیری مثال بیان کی تھی وہ پھر اصلی حالت پر ہو گیا۔ دوکاندار نے عرض کیا کہ حضرت میرے لئے دعا فرمائیے آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے فقر کو دور فرمائیں۔ دعا قبول ہو گئی اور وہ مالدار ہو گیا اسکو سخاوی رحمہ نے بیان کیا ہے۔

۹۷ ابو عبد اللہ محمد بن سلمان مصری ابو عبد الرحمن۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کپڑے کو ایک درہم میں سیا کرتے تھے۔ اگر کپڑے والا انکو کہرا درہم دیتا تھا تو گریبان کہلا ہوا پاتا تھا اور اگر کہوٹا درہم دیتا تھا تو بند پاتا تھا وہ لوٹتا تو آپ اُس سے فرماتے اپنا درہم تو لو وہ لیتا اور دوسرا دیتا تو کہلا ہوا پالیتا آپ کی وفات مصر میں ۵۹۱ھ میں ہوئی ہے اور اپنے والد شیخ سلمان کے مقبرے میں دفن ہوئے ہیں یہ سخاوی رحمہ نے بیان کیا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

محمد بن احمد بن ابراہیم ابو عبد اللہ القرشی الہاشمی۔ امام یافعی رحمہ کہتے ہیں کہ خود یہ شیخ بیان کرتے ہیں کہ جب بلاد مصر میں بہت سخت گرائی ہو گئی میں دعا کیو اسطے چلا اور شاد فرمایا دعا نہ کرو۔ اس باب میں تم میں سے کسی کی دعا نہیں سنی جائیگی۔ تو میں نے شام کی طرف سفر کیا جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مزار مبارک کے قریب پہونچا تو حضرت خلیل علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے خلیل آپ اپنے یہاں میری دعا فی اہل مصر کے حق میں دعا کرنا قبول فرمائیے انہوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے

مسلم بن الحجاج
سنة التوریا بابتہ ماہ
شوال المکرم ۱۳۸۵ھ

اہل مصر پر کشادگی فرمادی۔

جب شیخ ابو عبد اللہ بیت المقدس پہنچے تو فقیہ ابو طاہر محلی بھی ہمراہ تھے۔ فقیہ ابو طاہر مذکور انکی روز بیت المقدس کے مدرسہ پر گزرے تو اُسکے دروازے پر چند فقہاء قابل تعظیم ہندیت لباس میں بیٹھے تھے اور ان میں سے اکثر عجیب تھے انکو چونکہ یہ اپنے دل میں نوجوان سیاہ رنگ اور حسنہ حال ہونیکے وجہ سے حقیر تھے اُنکے پاس کو گزرتے ہوئے شرم آئی۔ جب یہ شیخ کے پاس لوٹکر آئے اور رات بھر صبح تک شیخ کے ہی پاس رہے تو شیخ نے فرمایا اُس مدرسہ پر جہان تم کل گزرے تھے جاؤ اور اس میں مدرسہ ہو جاؤ فرماتے ہیں مجھے تعجب ہوا اور یہ بہت بڑی بات معلوم ہوئی بلکہ میں نے ایسا ہو جانے کو محال سمجھا مگر سوائے امتثال امر کے اور کچھ ممکن بھی نہ تھا میں مدرسہ گیا اور دل میں خیال کر رہا تھا کہ دربان مجھے اندر جانے سے ہی روک دیکر اُسے روکا نہیں اور میں اندر چلا گیا تو دیکھا کہ مدرسہ بیٹھا ہوا ہے اور اُسکے چاروں طرف ایک بڑا سا حلقہ ہے۔ میں نے حلقہ کے اندر جانا چاہا تو حقیقہ ذلیل سمجھنے کی وجہ سے کسی نے جگہ نہ دی۔ میں اُنکے پیچھے ہی بیٹھ گیا پھر ایک آدمی مدرسہ کے دروازہ سے داخل ہوا جب مدرسہ نے اُسکو دیکھا تو ترش رو ہوا مگر اُسکے استقبال کیلئے اُٹھا اور ساری کی ساری جماعت بھی منقبض ہو گئی۔ میں نے اُس شخص سے کہ جسکی پشت کے پیچھے میں تھا یہ کہا کہ بھائی جماعت کی جماعت کو کیا ہوا اُس نے کہا کہ یہ شخص جو آپ سے بڑا مناظرہ و مجادل ہے ہر بات میں خلاف کرتا ہے اور اُسکے جواب کی کسی طاقت نہیں جب یہ آتا ہے تو اُسکے ساتھ سو اُسے چاہو سی کے شیخ کی کوئی گفتگو نہیں ہو سکتی اور کوئی شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مدرسہ نے اُس کا استقبال کیا تھا تو اُسے اپنی جگہ بٹھایا تھا جب وہ بیٹھ گیا تو اُس نے ایک بہت مشکل اختلافی مسئلہ پیش کیا۔ وہ اعتراض کی تقریر پوری کر چکا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اُسکے اعتراض کا یا در کہنا اور اس کا جواب کھول دیا میں نے اس سے بحث کی اور ان دونوں کے درمیان کو دہرا میری زبان خوب چلنے لگی تو میں نے اُسکے سوال کو بھی برقرار رکھا اُس میں کوئی تغیر نہیں کیا اور یہ مناظرین کی ترتیب ہوتی تھی کہ سوال کا اعادہ کیا کرتے تھے۔ پھر میں نے اس کا جواب دیا جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا تھا حالانکہ میں نے علم مناظرہ کی کوئی کتاب پڑھی تھی نہ کسی سے مناظرہ کیا تھا میرے اس فعل سے اُن مدرسہ صاحب نے بہت تعجب کیا اور جماعت تو حیران رہ گئی اور اس کی وجہ سے سب کے سب میری بہت تعظیم کرنے لگے۔ مناظرہ صاحب نے

مدرس سے کہا کہ یہ فقیہ تم کو کہاں سے مل گیا ہے انہوں نے کہا ہم نے تو اس کو اس وقت دیکھا ہے۔ مناظر نے کہا مدرس سے تو ایسے لوگوں کی واسطے بننے چاہئیں۔ مدرس صاحب بہت خوش ہوئے کہ اُنکے حلقہ درس میں وہ شخص ہے جس نے اس مناظر کو جواب دیا پھر مدرس صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے میں نے اپنا نام بتایا تو فرمایا کہ میں نے تم کو یہاں کا مدرس بنادیا پھر وہ اُٹھے اور میں بھی اور جماعت بھی میری ساتھ اُٹھ گئی اور مدرس صاحب نے کہا اے فقیہ ہم لوگوں کی عادت یہ ہے کہ جب کسی صاحب کو مدرس بناتے ہیں اُسکے مدرس بنانیکے وقت اُسکو اُسکے گھر تک پھونچا کر آیا کرتے ہیں۔ جب مدرس سے باہر آگئے تو انہوں نے خواہش کی کہ وہ اور جماعت میری ساتھ چلیں۔ میں نے کہا کہ مجھے اس سے معاف رکھا جائے۔ انہوں نے قبول کر لیا اور لوٹ گئے جب میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا اے بے بلائے ہوئے مناظر تم نے انکو کیوں منع کر دیا کہ وہ اپنے معمول پر عمل کریں اور تمکو تمہاری جگہ تک پھونچا دیں۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کے قلب سے بوجھ ہلکا کر نیکی لے۔ اور پھر میں جب تک شیخ کی وفات ہوئی اُسی مدرس میں رہا۔ اور ان کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آخری صورت جس میں دنیا میرے سامنے آئی ایک حسین جوان عورت کی صورت میں تھی جو اس مسجد میں حسین میں رہتا تھا جھاڑو دیتی تھی۔ میں نے کہا تو کیوں آئی اُس نے کہا آپ کی خدمت کر نیکی لے آئی ہوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم نہیں اُس نے کہا ضرور تو میں نے ایک لالٹھی سے جو میرے پاس تھی اشارہ کیا اور مارنے کا ارادہ کیا تو وہ ایک بڑھیا بن گئی اور مسجد میں جھاڑو دینے لگے۔ میں اُس سے غافل ہوا تو پھر ایسی ہی ہو گئی جیسی تھی۔ میں اُٹھا کہ اُسکو نکال دوں تو وہ پھر ضعیف بڑھیا بن گئی۔ مجھے پھر اسپر رحم آگیا۔ پھر غافل ہوا تو پھر جوان بن گئی۔ مجھے اُس پر تغیر ہوا اور گہرا کر اُٹھا تو اُس نے کہا آپ زیادہ فرمائیں یا کم میں تو اسپر ح آپ کی خدمت کیا کروں گی اور اسپر ح میں نے آپ کا ہم مشربوں کی خدمت کی ہے تو اُس دن سے اسباب میں مجھے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔

اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ بدر میں تھا مکہ مکرمہ جا رہا تھا اور وہاں ایک شخص تھا جسکے پاس کھجوریں تھیں وہ انکو حاجیوں کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر رہا تھا کہ قیمت مکہ مکرمہ میں لیلے گا۔ مجھے بھی اُس میں سے کچھ دی اور لیلینے پر اصرار کیا اور کہا کہ مکہ مکرمہ تک قیمت کا تم سے صبر کروں گا اور تم مر گئے تو یہ تمہارے لئے حلال ہیں اور میری ساتھ ساتھ رہا

یہاں تک کہ میں نے لیلین پھر اُسے ہم سے پہلے سفر پیش آگیا تو اُس نے مجھ سے قیمت کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں اور تم نے تو یہ کہا تھا کہ تم مکہ مکرمہ ہی میں قیمت لوگے اُس نے کہا ابھی قیمت دینا ضروری ہے اور مجھ پر بہت شدت کی تکلیف اور گالیان دین تو میں بدر کی مسجد میں گیا اور وہاں گر گر کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر نکلا تو ایک شخص ملا جیسے کوئی گاؤں کا رہنے والا ہوا سپر احرام کے کپڑے بھی تھے اُس نے مجھے چند درہم دئے اور میرے ہاتھ میں گن دئے۔ میں قرض واکے کے پاس گیا اور قرض ادا کر دیا تو اُس کی ایذا اور بڑھ گئی اور کہنے لگا لوگ درہم چھپائے رہتے ہیں اور جھوٹا پوتے ہیں اور قسم کہا لیتے ہیں کہ اُنکے پاس درہم نہیں ہیں حالانکہ ان کے پاس ہوتے ہیں مگر میں خاموش رہا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہتے ہیں میں جدہ کے سمندر میں تھا اور میرے ساتھ میرا ایک ساتھی تھا اُسے بہت شدت کی پیاس لگی۔ میرے پاس ایک چادر تھی اور اُسکے سوا اور چادر نہ تھی تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی ہے جو میری چادر کے عوض پانی فروخت کر دے مگر کسی نے بھی نہ دیا تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا یہ چادر لو اور جہاز کے کپتان کے پاس جاؤ یہ اُسکے پاس لوٹا لیکر گئے تو اُس نے انہیں جھڑک دیا ان پر چلا یا اور لوٹا ہاتھ سے لیکر پھینک دیا مگر لوٹا سمندر میں نہیں گرا۔ جہاز ہی میں گر گیا تھا۔ یہ میرے پاس لوٹ آئے میں نے ان کی خستہ حالی شکستگی اور سخت حاجت کو دیکھا تو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ اسکو اس حالت میں نہ چھوڑے گا۔ میں نے لوٹا لیا اور اسکو سمندر سے بھر لیا اسنے پیا اور سیراب ہو گیا۔ پھر لوٹا میں نے لیا اور پیا کہ میں بھی سیراب ہو گیا اور جو لوگ میرے پاس تھے جنکے پاس پانی نہ تھا سب نے پیا۔ پھر میں نے دوبارہ اُسے بھرا اور آٹا گوند ہا جب ہماری ضرورت پوری ہو گئی تو اب جو اسکے بعد بھرا تو شور اور کڑواہی پانی آیا جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں اور میں نے جان لیا کہ جب حاجت واقع ہوتی ہے جب ہی چیزوں کی حقیقت بدلتی ہے

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں منی میں تھا پیاس لگی تو پانی نہ ملا اور نہ کوئی چیز کہ جس سے پانی خریدوں۔ میں کنوئیں پر گیا تو وہاں عجیبی لوگوں کو پایا۔ میں نے ایک شخص سے کہا کہ مجھے اس ٹوٹے میں پانی دیدو اُس نے مجھے مارا اور لوٹا میرے ہاتھ سے لیکر دور پھینک دیا۔ میں دل شکستہ اُس کی طرف چلا کہ اٹھا لاؤں تو اُسکو پیٹھے پانی کے گڑھے میں پایا میں نے پانی

بھرا اور خود بھی پیا۔ اور ساتھیوں کیلئے بھی لایا سب قصہ سنایا تو وہ اُس جگہ کو چلے کہ وہاں سے پانی
بھرا لائیں تو نہ وہاں پانی پایا نہ پانی کا کوئی نشان۔ میں سمجھا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشانی
تھی یہ تو یافعی رح نے بیان کیا ہے اور شرانی رح کہتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے رضی اللہ عنہ
کہ انہوں نے اپنے متوسلین پر یہ شرط لگائی تھی کہ وہ اپنے گروں میں بس ایک ہی چیز پکایا کریں تاکہ
کوئی ایک دوسرے سے ممتاز نہ رہے۔ اتفاق سے ایک صاحب نے اپنی اہلیہ سے پوچھا تمہارا کیا جی
چاہتا ہے کہ بازار سے لے آئیں اور پکائیں۔ اُس نے کہا کہ اپنی لڑکی سے مشورہ کر لو انہوں نے
لڑکی سے پوچھا کہ تیرا کیا جی چاہتا ہے اُس نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے آپ اُسے پورا نہیں
کر سکتے انہوں نے کہا ہاں ہاں پورا کر سکتا ہوں اگرچہ ایکزارا شریفیوں سے ہو اور کہا کہ تو ضرور
بتاؤ سنے کہا کہ قرشی بزرگ سے میری شادی کر دیجئے اور شیخ رضی اللہ عنہ اندھے اور کور بھی تھے
ان جیسے کو کوئی عورت پسند نہیں کر سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں قرشی کے پاس آیا اور حال بتایا تو فرمایا
قاضی کو بلا لو۔ قاضی آیا اور نکاح کر دیا اور اسکو سجا بنا کر شیخ کے یہاں حاضر کر دیا۔ جب عورتیں
چلی گئیں تو شیخ غسلیانہ میں گئے اور نکلے تو نوجوان حسین صورت بے دُڑ ہی تھے۔ عمدہ کپڑے
نفیس خوشبوئیں تھیں اُس نے حیار سے اپنا چہرہ چھپا لیا تو فرمایا پردہ نہ کرو میں قرشی ہی ہوں اُس نے
کہا آپ قرشی ہیں آپ نے اُسکے اطمینان کی واسطے خدا کی قسم کہائی۔ اُس نے عرض کیا یہ کیا حالت ہے فرمایا
میں تمہارے پاس اسی حالت میں رہا کہ دن کا اور دوسرے پاس اُسی حالت میں لیکن میری زندگی ہر
کسی کو اس کی خبر نہ کرنا اُس نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر میں تو آپ کی اُسی حالت کو اختیار کرتی ہوں جس پر آپ
لوگوں میں ہوتے ہیں۔ کوڑھ برص اور اندھے پن کی۔ فرمایا اللہ تم کو بہتر جزا دے پھر وہ انکی ساتھ
اُسی حالت میں ہمیشہ رہی۔ یافعی رح کہتے ہیں شیخ ابو العباس رح حرار سے روایت ہے کہ تھے ہیں
کہ شیخ ابو یوسف دہمائی رح شیخ ابو عبد اللہ قرشی کے پاس وقت مقررہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔
ابو العباس رح کہتے ہیں کہ ایک بھیکو شیخ ابو یوسف نے بھیجا کہ میں اُسے پوچھ کر آؤں کیا آج وقت
مقرر فرمائیں گے یا نہیں۔ میں گیا تو جب اس میدان میں بھونچا حسین اُنکے گہر کا دروازہ تھا۔ تردد اور
ہیبت میں کھڑا رہا کہ ایک کھڑکی کھلی اور ایک باندی نے اُس میں سے سر نکالا اور کہا۔ احمد شیخ یہ
فرماتے ہیں کہ ابو یوسف سے کہہ دینا ہم آج وقت مقرر نہ کریں گے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ شیخ

نے بغیر میرے سوال کی جرأت کئے معاملہ طے فرمادیا جب میں ابو یوسف رحمہ کے پاس آیا آپ بیٹے ہوئے تھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم دروازہ والے میدان میں کیوں ٹہر گئے تھے کہ شیخ کی باندی کو کھنا پڑا میں نے عرض کیا حضرت مجھے ہیبت ہوتی ہے فرمایا جب تم تنہا ہوا کرو ہیبت رکھا کرو اور جب میری ساتھ ہو تو جرأت کیا کرو ان شیخ ابو العباس سے پوچھا گیا کہ اس قصہ میں ان دونوں بزرگوں میں سے کس کا کشف اعلیٰ تھا فرمایا قرشی صاحب کا کیونکہ ابو یوسف صاحب نے تو مجھے بھیجا ہی تھا ان کی توجہ میری ساتھ تھی جو کچھ مجھے پیش آتا وہ محسوس کر ہی لیتے اور قرشی صاحب اُئینہ کی طرح ہیں کہ ہر اس چیز کو محسوس فرما لیتے ہیں جو ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

مناوی رحمہ کہتے ہیں کہ محمد بن احمد بن ابراہیم ابو عبد اللہ القرشی انکی اصل بلاد اندلس سے ہے پھر مصر میں سکونت اختیار کی۔ پھر بیت المقدس میں اور مشاریح مغرب و مصر کے بڑے لوگوں میں تھے خواب میں ایک ہزار مرتبہ رب العزت کو دیکھا ہے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب مرض کوڑھ میں مبتلا ہو گئے تو نماز کے وقت یہ مرض جاتا رہتا اور تندرست ہو جاتے تھے جب فارغ ہو جاتے تو پھر ویسے ہی ہو جاتے جیسے پہلے تھے اور یہ بھی ہے کہ آپ ایک مرتبہ دریا کے ساحل پر گئے کہ عبور کر جائیں قسطلانی رحمہ بھی ہمراہ تھے مگر کوئی کشتی نہ ملی آپ قسطلانی رحمہ کا ہاتھ پکڑا اور پانی کے اوپر کو چلے گئے اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ اپنے متوسلین کو فرمایا کہ مصر سے نکل چلنے کی تیاری کر و کیونکہ مصر میں وباناازل ہو گئی۔ یہ خبر خطیب عراقی کو پھونچ گئی تو فرمایا کیا انبیرو حی نازل ہوئی ہے۔ قرشی صاحب کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ وہ اسکے بعد ممبر پر نہ چڑھ سکیں گے تو پھر وہ مر گئے۔ اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک بار یہ آواز دی گئی کہ اہل مصر یہ بلا نازل ہوگی تو آپ نے عرض کیا کیا مصر میں بلا واقع ہو جائیگی اور میں بھی اُنہی میں ہوں گا تو کہا گیا کہ آپ ان میں سے نکل جائیے بلا کا واقع ہونا ضروری ہے یہ نکل کر شام چلے گئے اور اہل مصر یہ جو بلا نازل ہوئی ان کی اہلیہ نے بیان کیا ہے کہ میں ان کے پاس باہر نکلی اور انکو تنہا چھوڑ دیا تو میں نے اُنکے پاس کسکو باتیں کرتے سنا میں ٹھہر گئی یہاں تک کہ اُس کی گفتگو ختم ہو گئی میں داخل ہوئی اور پوچھا یہ کون تھے فرمایا خضر علیہ السلام تھے۔ نجد کے ملک سے زیتون لائے ہیں تم کہا لو کیونکہ

یعنی اُس وقت جبکہ میں نے تمکو بھیجا تھا میری توجہ تمہاری ساتھ تھی تو گویا میں ساتھ تھا میری ساتھ ہونے کی وقت جرأت کیا کرو ۱۲

اس میں تمہاری شفا ہے۔ میں نے کہا جاؤ تم بھی اور تمہارا زہ متون بھی مجھے اس کی ضرورت نہیں اور خود فرمایا ہے کہ میں کسی ساحل پر چل رہا تھا تو چہرہ سے ایک گہاس نے کہا کہ میں اس مرض کی شفا ہوں جو تمکو ہے مگر میں نے اُس میں سے کچھ نہیں لیا،

ناذقی رح کہتے ہیں شیخ ابوالعباس احمد قسطلانی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ محمد قرشی کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں شیخ ابراہیم بن ظریف کے پاس تھا ان سے پوچھا گیا کیا انسان کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے نفس پر کوئی عہد کرے کہ بغیر مقصود حاصل ہوئے اُسکے خلاف نہ کرے گا فرمایا ہاں اور بنی التضریر کے قصہ میں ابولبابہ کی حدیث سے استدلال کیا اور اس حدیث سے کہ جان لو اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اُسکے لئے استغفار کرتا لیکن جب وہ اپنے لئے ایسا کرے تو اُسکو چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی اُسکے باب میں کوئی حکم فرمائیں۔ شیخ محمد قرشی کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو عہد کر لیا کہ بغیر اُسکے کہ کوئی قدرت ظاہر ہو میں کچھ نہیں کہتا اور لگا۔ میں تین دن ایسے ہی رہا اور میں ان دونوں دکان میں اپنا کام کیا کرتا تھا۔ میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا جسکے ہاتھ میں ایک برتن تھا اور برتن میں کوئی چیز تھی کہنے لگا عشاء تک صبر کرو تو تم اس میں سے کھاؤ گے۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔ میں مغرب و عشاء کے درمیان اپنے وظیفہ میں تھا کہ دیوار پھٹی اور اُس میں سے ایک حور ظاہر ہوئی جسکے ہاتھ میں وہی برتن تھا اور اُس میں شہد جیسی کوئی چیز تھی اُس نے میرے سامنے کیا اور تین بار مجھے چٹایا میں پچھاڑ کھا گیا اور بیہوش ہو گیا پھر افاقہ ہوا تو اُسکے بعد کوئی کھانا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا اور نہ اُس حور کے بعد کوئی شخص مجھے حسین معلوم ہوا اور نہ میں مخلوق سے کچھ سن سکتا تھا اور اسی حال پر ایک مدت تک رہا۔ شیخ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں اپنے ابتداء حال میں آٹا خریدتا تھا اور سارے راستہ جو مجھ سے مانگتا دیتا رہتا تھا یہاں تک کہ گھر پہنچتا تھا پھر اُسکو تہ لٹا تو اتنا ہی پاتا جتنا لیا تھا، اور شیخ نے ایک مرتبہ ایک درہم کا آٹا خرید اسامنے سے ایک سائل آگیا اپنے وہ اُسے دیدیا اور چلے گئے تو اپنے ہاتھ کو بند ہوا یا یا کہو لا تو اُس میں ایک درہم پایا اُس سے پھر آٹا خرید اور گھر لوٹ گئے رضی اللہ عنہ اور خود انہی سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے الملک الکامل اور اُسکے نائب سلطنتہ کیساتھ اُس برتن میں حسین دودھ تھا کھانا کھایا تو نائب السلطنۃ آپ کے

مرض کی وجہ سے ساتھ کہا نیسے رک گیا شیخ نے فرمایا اگر تم اس مرض میں مبتلا ہا تھے کی وجہ سے کھانا کھانے سے رک گئے ہو تو میرے ساتھ اس ہاتھ کی وجہ سے کہاؤ اور ہاتھ نکالا تو چاندی کی طرح سفید تھا اس میں کوئی مرض نہ تھا۔ منادی رح کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال بیت المقدس میں ۵۹۹ھ میں ہوا ہے اور وہیں دفن کئے گئے ہیں پھر آپ کی برابر ہی ابن رسلان دفن کئے گئے ہیں ص ۱۹۱ کل ۲ صفحہ ۱۹ سطر

کتاب نفع الطیب میں ہے کہ ابو عبد اللہ القرشی کے افادات میں سے یہ ہے کہ فرماتے ہیں میں نے شیخ ابواسحاق بن طریف سے سنا ہے کہ تھے کہ جب میں شیخ ابو حسن غالب الوفا کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے اپنے متوسلین سے فرمایا کہ سب جمع ہو جاؤ اور ستر ~~میں~~ لا الہ الا اللہ پڑھو اور اس کا ثواب مجھ کو بخش دو کیونکہ مجھے یہ بات پھونچی ہے کہ یہ مومن کی واسطے دوزخ سے فدیہ ہے۔ ابواسحاق کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا کیا سب پڑھنے کیلئے جمع ہوئے اور اس کا ثواب شیخ کو بخش دیا۔ اور آپ کے افادات میں سے یہ بھی ہے کہ میں شیخ ابو محمد عبد اللہ المخاوری کے پاس پھونچا تو فرمایا میں تم کو ایسی چیز سکھا دوں کہ جب تم کو کوئی ضرورت ہو اس سے امداد لے لیا کرو یہ کہا کرو یا واحد یا احد یا واحد یا جواد الفحنا منک۔ نفعہ خیرا نک علی کل شی قدیر۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا ہے میں اسی سے خرچ کرتا ہوں۔

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف مینی ضجاعی رح موضع ضجاع کی طرف منسوب ہیں ضریر (اندھا) لقب سے مشہور ہیں کیونکہ آپ نابینا پیدا ہوئے تھے آنکھیں بالکل چکی ہوئی تھیں شکاف بھی نہ تھا۔ بڑے امام عالم عارف کامل ہوئے ہیں آپ سے مخلوق کی بہت بڑی جماعت نے نفع حاصل کیا ہے اور بڑے بڑے اہل علم کی ایک جماعت نے آپ سے تحصیل کی ہے جیسے فقیہ علی بن قاسم حکمی۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ جو کچھ سنتے تھے ایک ہی مرتبہ میں اسے حفظ کر لیتے تھے کم ہو یا زیادہ یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ فقہ امام ابو حنیفہ کی کتاب ہدایہ ایک ہی دفعہ سننے سے حفظ کر لی تھی۔

۵ جسکی چار جلدیں ہیں اور ہر جلد تقریباً ۵۰۰ سو تین سو صفحے کی ہے ۱۲ مترجم

یہ روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی کہ حضور اکرم اُنکو فرما رہے ہیں اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر علم کہولے تو ضریر کی قبر کی مٹی میں سے کچھ لو اور اُسکو ہمارے منہ نکل جاؤ۔ ان فقہیہ ایسا ہی کیا اور اُس کی برکتیں ظاہر ہو گئیں اور یہ اُنکے شروع شروع کا قصہ ہے۔ اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب مجاہد بادشاہ کے زمانہ میں عرب میں پھوٹ پڑی اور وادی رمح وغیرہ کی آبادیاں تباہ ہو گئیں فقہاء بنی زیاد کے پاس بہت سی کتابیں تھیں نہ اُن کا منتقل کرنا ممکن تھا اور نہ یہ ہو سکتا تھا کہ خود شہر سے نکلی جائیں اور کتابیں چھوڑ جائیں وہ اُن کی وجہ سے بہت فکر میں تھے اتفاق سے شیخ طلحہ بن عیسیٰ ہنار اپنے شروع شروع زمانہ میں وہاں پھونچ گئے اور شام کو وہیں رہے۔ ان حضرات کا یہ حال دیکھا تو اُن کو بھی فکر ہوا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی فرمایا فقہاء بنی زیاد سے کہدو کہ اپنی کتابیں ضریر کی قبر پر منتقل کرویں وہاں اُنکو کوئی ضرر نہ پھونچے گا۔ جب بیدار ہوئے تو سب کو اطلاع کر دی اُن حضرات نے جلدی جلدی سب کتابیں شیخ کی قبر پر منتقل کر دیں اور یہ کتابیں تقریباً ایک سال وہیں دھوپ اور بارش میں رہیں مگر کوئی نقصان نہیں ہوا اور نہ عرب وغیرہ میں سے کوئی ان میں سے کچھ لے سکا اسکو شرحی رحم نے بیان کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مجھے بعض ثقہ علماء نے حضرت شیخ امام غزالی کو واسطے اُنکے والد شیخ طلحہ سے روایت کر کے یہ قصہ سنایا ہے۔ اور میں نے فقہاء بنی زیاد میں سے فقیہ صالح عتقی بن زیاد سے پوچھا انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں یہ بات مشہور ہے اور ایک سے دوسرے تک نقل ہوتی آئی ہے۔ حضرت فقیہ ضریر نے سن ۷۴۰ میں انتقال کیا ہے اور ان کا مزار اُنکے موضع میں مشہور ہے۔ لوگ اس کی زیارت اور برکت حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں اور ان کا نسب قبیلہ بکر بن وائل بن ربیعہ میں ہے

ابو مدین شعیب اور ان کا نام محمد بن احمد بن عمر بن العیاشی الیمانی ہے۔ ان کا لقب شعیب اس قدر مشہور ہو گیا کہ اسی پہچانے جاتے ہیں۔ بڑے فقیہ عالم بہت اعتکاف کرتے تھے اور گوشت نشین تھے۔ ان کی کرامتیں بہت ہیں ایک یہ بھی ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی اور مقبرہ لگئے تو کوئی موزن کسی وقت کی نماز کے لئے اذان دے رہا تھا تو ان فقیہ کا اٹھانے والوں پر حد سے زیادہ وزن ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ جنازہ لیکر کھڑے رہنے سے عاجز ہو گئے اور نیچر کہہ دیا

جب مؤذن اذان سے فارغ ہو گیا لوگوں نے چارپائی کو حرکت دی تو ویسی ہی ہلکی تھی جیسی پہلے تھی۔ اٹھالیا اور قبر تک لیگے سب لوگوں کو اس سے تعجب تھا متوسلین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ فقیہ مرحوم جب مؤذن کو اذان دیتے سنا کرتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جب تک فارغ ہو اذان کا جواب دیا کرتے تھے شرجی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ۶۰۵ من تو موجود تھے وفات کی تاریخ کی مجھے تحقیق نہیں ہوئی

محمد بن ابی بکر الحکمی - یعنی ہیں موضع عواجہ کے ہیں۔ بڑے شیخ اور مین کے بڑے بڑے صوفیہ مشہور شریح مین سے ہیں۔ اُمّی تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔ ایک دن فقیہ محمد البجلی درس سے غائب تھے یہ اُن کی جگہ بیٹھ گئے اور درس دیدیا۔ ان کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ یہ ایک ایسے مقام پر پھونچے جہاں بہت سے درخت تھے انہوں نے ایک درخت سے فرمایا کہ ٹیڑھا ہو جا تو وہاں کے سب درخت ٹیڑھے ہو گئے اور آپ اُن سے لوگوں کیواسطے کہنتی کے آلات بنانے لگے۔ ان کی کرامتوں میں یہ بھی ہے جو امام یافعی رح کی روایت ہے کہ ایک شخص ان کی خدمت میں رہنے کیواسطے آیا تھا مگر ان کی وفات ہو چکی تھی آپ قبر سے نکلے اور اُسے بیعت کر لیا

۱۰۶

صلیٰ کل ۳۳ سطر

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ کو بعض اولیاء نے بتایا ہے کہ وہ ان کی قبر پر گئے تو یہ قبر سے کمر باندھے ہوئے نکلے۔ کمر باندھنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ہم اب تک طلب میں ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ اُسے وصول ہو گیا وہ جھوٹا ہے کیونکہ وصول تو محدود کی طرف ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حدوں سے پاک ہے اس سب کو مناوی رح نے بیان کیا ہے۔

شرجی رح کہتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ دو بھائی بلادِ حرض سے موضع عواجہ پھونچے جب عواجہ کے قریب آ گئے تو ان کے متعلق بہت غیر معمولی حالات اور بہت سی کرامتیں سنیں مگر سچ نہ سمجھا اور یہ دونوں عواجہ میں اُس وقت تک رہے کہ یہ خبر ملی کہ ان کے باپ بیمار ہیں انہوں نے اپنے شہر جانے کا ارادہ کر دیا اُس وقت شیخ کے پاس آئے کہ آپ کا حقیقی حال معلوم کر لیں جب ان کی خدمت میں پھونچے اپنے والد کے مرض کی اطلاع دی اور یہ کہ دونوں اسوجہ سے اپنے شہر کا ارادہ کر رہے ہیں شیخ نے فرمایا تم دونوں وہاں پھونچو گے تو وہ صحتیاب ہو چکے ہوں گے

اور تیسرا شہر مین داخل ہونا رات کے اخیر مین ہو گا۔ تم اپنے والد کو صبح کی وضو کرتے ہوئے پاؤ گے کہ ایک پاؤں دھو چکے ہو گے۔ دوسرا بھی نہیں دھویا ہو گا وہ دونوں شیخ سے رخصت ہوئے اور چلے گئے تو ان کا اپنے باپ کے پاس داخل ہونا اسی وقت ہوا جو وقت شیخ نے مقرر فرمایا تھا اور اسی حالت پر ہوا جس پر شیخ نے کہا تھا۔ انہوں نے جو کچھ شیخ سے سنا تھا لوگوں سے کہ دیا۔ اُن شہروں مین بھی انکی شہرت ہو گئی اور مسلسل کرامتیں اور برکتیں ظاہر ہونے لگیں۔

ان کی کرامتوں مین وہ قصہ بھی ہے جسکو فقہ حسین ایدل نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ جب شیخ علی الایدل کا انتقال ہوا تو شیخ ابوالغیث بن جمیل ان کی تعزیت کیلئے آئے اور یہ سب لوگ اپنے شیخ علی الایدل مذکور کے گاؤں مین ہی مقیم تھے۔ شیخ علی نے کہ دیا تھا کہ وہ ایسا کرینگے اور وصیت کی تھی کہ وہ اس مقام پر نہیں اسلئے جب تیسرا دن ہوا شیخ محمد الحکمی نے شیخ ابوالغیث سے عرض کیا کہ آج رات آپ اور آپ کے درویشوں مین سے کوئی یہاں نہ بٹھے کیونکہ آپ لوگوں مین سے جو رات کو یہاں رہے گا وہ مرجائے گا۔ شیخ ابوالغیث اور اُن کے اور سب بھائیوں نے توجانیکا ارادہ کر دیا لیکن ایک شخص شیخ محمد حکمی کی بات کو بعید سمجھ کر رہ گیا اور شام کو وہ مین رہا تو صبح کو مرا ہوا پایا گیا، شیخ محمد نے کہا کہ اسی طرح شیخ ابوالغیث کئے جائینگے کہ جب تک مین زندہ ہوں اُنکے واسطے ہمارے مین سکونت نہیں ہے تو شیخ ابوالغیث ہمارے مین بٹھ نہیں سکتے تھے۔ یہاں تک شیخ محمد الحکمی کا انتقال ہو گیا پھر سولہ سال پہاڑوں مین رہے مین اور روایت کیا جاتا ہے کہ شیخ ابوالغیث جب کبھی اترنے کا ارادہ کرتے شیخ محمد حکمی اُنکے حالات پر کچھ تصرف کر دیتے تھے جب شیخ حکمی صاحب کا انتقال ہو گیا تو یہ اپنے پیروں مین سے کوئی چیز بیٹروں کی طرح کہول رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اُسکے اثر ہے جو شیخ محمد حکمی رحمہ اللہ تعالیٰ ہم پر تصرف کیا کرتے تھے۔ آپ کا انتقال ۱۱۷۱ھ مین ہوا ہے

محمد بن حسین النخیر الجلی رحمہ اللہ امام یافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمکو بعض صالح بھائیوں نے بتایا ہے کہ ایک شخص محمد بن حسین موصوف رحمہ اللہ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ میرا ایک بیل چوری چلا گیا۔ فرمایا کیا تم اپنا بیل چاہتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں فرمایا فلاں جگہ چلے جاؤ وہاں تم ایک شیخ کو کہتی کرتے ہوئے دیکھو گے انکو بغیر بیل لئے مت چھوڑنا اور اس سے ان کی مراد خود انکے شیخ مشہور شیخ مین کے مشائخ مین سے بہت بڑے شیخ محمد بن ابی کبر حکمی تھے۔ یہ اُن کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میرا بیل لوٹا دیجئے

اور بہت ہی زیادہ انکے پیچھے پڑا۔ سمجھتا یہ رہا کہ چور ہی ہیں کیونکہ وہ شیخ کو پہچانتا نہ تھا تو شیخ نے پوچھا تم سے یہ کہنے کہہ دیا ہے اُسے کہا محمد بن حسین رحمہ نے۔ پھر اُسے کہا مجھے میرا بیل دیکر چھٹکارا دیجئے اور ایسی باتوں سے معاف کیجئے شیخ کہا کہ مجھے بتاؤ تمہارا بیل کیسا کیسا تھا اُسے کہا خود تو میرا بیل چراتے ہو اور کہتے یہ ہو کہ اُس کی صفیات سے بھی واقف نہیں شیخ نے تبسم فرمایا اور فرمایا فلاں جگہ جاؤ تم اپنے بیل کو ایک درخت سے بندھا ہوا پایاؤ گے اُسے کہول لو اور لیلو وہ اُس جگہ گیا اور جیسے کہ شیخ نے بتایا تھا بیل کو پایا لیا۔ بیل لیلیا اور خوش خوش لوٹ گیا پھر چور آیا کہ بیل لیلے تو اُسے وہاں نہ پایا اور محروم و غمگین بلکہ گناہ کیساتھ لوٹا۔ اور شیخ رحمہ کو ثواب ملا اور یہ حقیقت میں شیخ حکمی کی کرامت ہے اگر میں اُسے اُنکے بیان میں لکھتا تو زیادہ مناسب تھا مگر میں نے یہاں ایک مناسبت کی وجہ سے لکھ دیا ہے

جسے تم دیکھ رہے ہو ص ۱۱۱ کل ۲۸ سطر

شرعی رحمہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ اول اول فقیہ ابراہیم بن زکریا کے پاس پڑھتے تھے اتفاق یہ ہوا کہ بیمار ہو گئے انکے ساتھیوں نے جو پڑھنے میں ساتھ تھے انتظار کیا جب یہ تندرست ہو گئے تو یہ اور ان کو بھائی فقیہ علی جو ان کا پڑھنا سنا کرتے تھے انکے ساتھ ہو لئے تھے شیخ کے شہر کی طرف چلے جب دن گرم ہو گیا تو دونوں ایک درخت کے سایہ میں آگئے اور یہ فقیہ محمد سو گئے ایک پرندہ آیا اور اسنے اپنی چونچ انکے منہ میں ڈالی اور ان کے منہ میں کوئی ایسی چیز ڈالنے لگا جس میں بہت عمدہ خوشبو تھی انکے بھائی دیکھتے رہے جب فقیہ محمد جاگ اُٹھے اپنے بھائی سے کہا کہ لوٹ چلو اور اپنے شہر کو لوٹ گئے پھر لوٹنے کے بعد اتفاق سے فقیہ محمد بیمار ہو گئے تو ان کے پاس انکے شیخ فقیہ ابراہیم مع جماعت طلبہ کے ملاقات کو چھوٹے

..... اور فقیہ ابراہیم نے ان پر متعدد مسائل پیش کئے انہوں نے سب کا شافی جواب دیدیا تو شیخ نے کہا کہ اے فقیہ محمد عیہ سلم جو تم دے گئے ہو پڑھنے سے آنے والا نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر دقائق علوم کی معرفت کہول دی اور ان کی وفات ۱۱۱۱ھ میں واقع ہوئی ہے ان کی قبر

موضع عواجہ میں ان کے پیر شیخ محمد حکمی کی برابر ہے ص ۱۱۱ کل ۸ سطر

محمد بن علی بن محمد الحاکمی رحمہ یہ شیخ اکبر سلطان العارفین سیدی محی الدین بن العربی ہیں اور ہمارے سادات صوفیہ میں سے بہت سے علماء و عارفین کے اماموں نے ان کی بہت بہت تعریفیں

کی ہیں۔ اور ان کے علاوہ مذاہب اربعہ کے بڑے بڑے علماء عالمین نے بھی ان کی تعریفیں کی

صفحہ ۱۲۲

۲۵ ص ۱۱۱ کل ۲ سطر

امام شعرائی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے بھائی شیخ صالح حلج احمد حلبی نے بیان کیا ہے کہ ان کا گھر شیخ محی الدین رحمہ اللہ کے مزار کے قریب تھا متکبرین میں سے ایک شخص عشاء کے بعد آگ لیکر آیا وہ شیخ کے تابوت کو جلانے کا ارادہ کرتا تھا تو وہ مزار مبارک سے نو ہاتھ اس طرف زمین میں دھنس گیا اور غائب ہو گیا۔ میں یہ ماجرا دیکھ رہا تھا اسکے گھر والوں نے اس رات اسکو نہیں پایا تو میں نے انکو قصہ کی خبر کی وہ آئے اور کھودا تو اس کا سر ملا مگر حتنا کھودتے تھے اسقدر نیچے ہوتا اور زمین میں دھنستا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ لوگ عاجز ہو گئے اور اسپر مٹی ڈھکیل دی

صفحہ ۱۲۲ کل ۵ سطر

۱۰۹ ہو سکتا۔ اور اسقدر کراہتیں ہیں کہ حصر میں نہیں آسکتیں۔ آپ کی وفات دمشق الشام میں ہوئی ہے اور موضع صالحہ میں (جو دمشق سے باہر ہے) قاسیون پہاڑ کے دامن میں دفن کئے گئے ہیں آپ کی قبر مبارک مشہور ہے اسپر زیارت کے لئے آمد و رفت رہتی ہے اور اسپر برکت ظاہر ہوتی رہتی ہے اور اسکے قریب آپ کا ایک تکیہ اور ایک جامع مسجد ہے جو شاہ سلیم کی بنائی ہوئی ہے اور مزار مبارک کو بھی شاہ سلیم نے ہی ظاہر کیا ہے پہلے ظاہر نہ تھا اور خود شیخ سے یہ صحیح منقول ہے کہ آپ نے اپنی کسی علم جعفر کی کتاب میں اور میرا خیال یہ ہے کہ شجرہ نعمانیہ میں لکھا ہے۔ عبارت یہ ہے کہ جب بن شین میں داخل ہو گا محی الدین کی قبر ظاہر ہو جائیگی اور سلطان سلیم کا شام میں داخل ہونا ۹۲۳ھ میں ہوا ہے ص ۱۱۱ کل ۵ سطر

صفحہ ۱۲۵

۱۲۵ اور آپ کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی ہے رضی اللہ عنہ ص ۱۱۱ کل ۱ سطر

۱۲۵ محی الدین ہری العجمی رحمہ اللہ شیخ صفی الدین بن ابی منصور نے بیان کیا ہے کہ شیخ کبیر ابو الحسن ابن الدقاق کہتے ہیں کہ ہم ایک دن دمشق میں اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد مذکور الصدر کی صحبت میں تھے اور شیخ کے متوسلین میں وہ لوگ بھی تھے جو حجاز کے تھے اور وہ بھی تھے جو عراق کے تھے

۱۲۵ سیدی وسندی حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی صاحب فضا عفت اللہ تعالیٰ فیوضہم نے بھی اردو میں

التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی تالیف فرمائی ہے میں ان اشکالات کا جواب شیخ پر کئے جاتے ہیں ۱۲ مترجم

لوگوں نے تازہ کھجورون کا ذکر کیا۔ حجاز یونج کہا کہ ہمارے یہاں تازہ کھجور اچھی ہوتی ہے اور عراقیوں نے کہا کہ ہمارے یہاں کی اچھی ہوتی ہے۔ شیخ کا ایک خادم تھا جس کا نام یوسف تھا شیخ نے اسکی طرف دیکھا تو خادم دروازہ سے نکلا کچھ دیر غائب رہا کہ داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک طباق تھا جس میں تازہ تازہ کھجوریں تھیں جیسے کہ درخت سے توڑ کے لایا ہو۔ طباق شیخ کے سامنے رکھ دیا شیخ نے فرمایا اے حجاز یو یہ تو ہماری بلاد کی تازہ کھجوریں ہیں تم اپنے بلاد کی حاضر کرو اور انکی بڑی بڑی کراہتیں ہیں اسکو امام یافعی نے بیان کیا ہے۔

نور الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللاحی رحمہ اللہ سخاوی رح کہتے ہیں کہ ہمکو سید نور الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ سے جو سید عقیف الدین الشریف حسین الحی کے والد ہیں بعض دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے باب میں یہ پوچھا ہے کہ انہوں نے قبر شریف کے اندر سے اپنے سلام کا یہ جواب سنا ہے اللہ لام علیک یا ولدی۔

از سعادت الدارین صلی اللہ علیہ وسلم ۹ سطر

محمد بن علی بن محمد رح شہر باطوالے۔ جو استاد اعظم کے لقب سے مشہور تھے فقیہ اور سب سے آگے بڑھے ہوئے ابو علی کنیت جمال المسلمین والا سلام خطاب ممتاز علمائے اسلام کے بار کے ایک گوہر مشائخ شریعت کے شیخ، طریقت و حقیقت کے اماموں کے امام علوم اور تصوف میں ماہر ہوئے ہیں۔ اور جیسے کہ شیخ عبدالرحمن سقا کا بیان ہے ایک سو بیس دن قطبیت کے مقام میں رہے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ کے خادم نے افریقہ میں ایک طویل سفر کیا اس کے گھر والوں کو اطلاع ملی کہ وہ مر گیا وہ بہت شکستہ دل ہوئے اور استاد رح کے پاس آئے آپ نے کچھ دیر سر جھکایا اور فرمایا وہ افریقہ میں ہے مرا نہیں۔ عرض کیا گیا کہ اس کے مرنے کی اطلاع آئی ہے۔ فرمایا۔ میں نے جنت میں دیکھا تو اسے وہاں نہیں پایا اور میرا درویش دوزخ میں داخل نہیں ہو گا۔ پھر اس کے زندہ ہونے کی خبر آگئی اور ایک عرصہ بعد وہ خود بھی آگیا،

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ اپنے بچپن میں ایک جماعت کے ساتھ تھے اور ان سب نے جس سے جماعت چھوٹ جائے اس پر کچھ جرمانہ مقرر کیا تھا۔ استاد رح دوپہر کو سو گئے اور جب تکبیر ہوئی اس وقت بیدار ہوئے آپ نے ڈول کو اشارہ کیا تو وہ پانی سے بہا ہوا کنوین سے باہر آیا اپنے وضو کیا

اور جماعت کو پالیا۔

آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے متوسلین سے کہا کہ شاید تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قیامت قائم ہے سب اولیاء حاضر ہیں ایک کینے والا کہہ رہا ہے کہ شیخ محمد بن علی کجورون میں مشغول ہو گئے استادہم نے فرمایا کہ کجورین جل جائیں گی بس کجورین سب کی سب جل گئیں تو اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے خواب نہیں دیکھا میں نے تو یہ اس لئے کہا کہ استادہم کجورین مجھے دیدینگے فرمایا سہو اس کی حاجت نہیں جو ہم میں اور ہمارے رب میں حائل ہو۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ عجیب و غریب باتوں کی خبر دیدیا کرتے تھے اور پھر وہ ویسے ہی ہوتی تھیں جیسے آپ فرمادیتے تھے۔ انہی میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے بغداد کے غرق ہونیکے اطلاع دی تو دجلہ اس قدر ہولناک بڑھا کہ شہر پناہ کے اندر پانی آگیا اور وزیر کا محل خلیفہ کا خزانہ اور تین سو تیس مکان گر گئے اور اس گرنے میں بہت مخلوق مر گئی اور بہت سے لوگ غرق ہو گئے یہ واقعہ جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ میں واقع ہوا ہے اور آپ نے مسی نبوی علیہ صاحبہ افضل الصلوٰۃ والسلام میں آگ لگنے کی اطلاع دی تو اسی سال کے رمضان کے شروع میں آگ لگ گئی تھی اور آپ نے اس واقعہ کا تاریخ کی مصیبت کی خبر بھی دیدی تھی جس کے جیسا چرخ گردان کے نیچے واقع ہی نہیں ہوا جو ہر طرح کی قیامت و شناعة پر مشتمل تھا اور خلیفہ بھی صفر ۶۵۶ھ میں قتل کر دیا گیا۔ یہ تینوں واقعے آپ کی وفات کے بعد واقع ہوئے ہیں۔ اور آپ نے ایک سیلاب عظیم کی خبر دی تھی کہ حضرموت میں آبیگا تو بہت سی گھاٹیاں لبریز ہو گئیں بہت سے شہر تباہ ہو گئے اور چار سو سے زائد انسان ہلاک ہو گئے تھے شیخ رحم نے شہر تریم میں ۶۵۳ھ میں وفات پائی ہے۔ ان کی قبر شہر ہور ہے اسکی زیارت کیجاتی ہے اور عمر مبارک اُن اسی سال ہوئی ہے۔ یہ المشرع الردی میں بیان ہے۔

محمد بن عمر ابو بکر بن قوام۔ بڑے عارفین اور ممتاز اولیاء و مقربین میں سے ہیں۔ شیخ شمس الدین خابوری سے روایت ہے اور یہ بھی شیخ محمد کے متوسلین میں سے تھے کہتے ہیں کہ میں شیخ کی زیارت کے

سے یہاں اضاغت مال کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ غافل کہ نبیوالی شے میں اس نحوست سے شر اور شیطان کا اثر ہو جاتا ہے جیسی ظاہری زہر مل جاتا ہے ایسی ہی محنوی زہر مل جاتا ہے اور زہریلی چیز کو فہمی کر دینا چاہئے تاکہ کسی کو فریاد نہ چھوڑ دوسری ممکن ہو غلبہ حال میں ایسا ہوا اور یہ وقت معذوری کا ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہاں ہوا تھا ۱۲ مترجم۔

لے چلا تو میرے دل میں یہ آیا کہ شیخ سے روح کے متعلق پوچھوں نگاہ میں گاہیب سامنے حاضر ہوا تو اُس
ہیئت کی وجہ سے میرے دل میں بیٹھی تھی روح کا سوال کرنا بھول گیا جب میں رخصت ہوا اور سفر کے
واسطے نکلا شیخ نے میرے پیچھے ایک درویش کو بھیجا اُس نے کہا کہ شیخ سے بات کرتے جاؤ میں واپس آگیا
حاضر ہوا تو شیخ نے آواز دی احمد۔ میں نے عرض کیا جی حضرت۔ فرمایا کیا تم قرآن شریف نہیں پڑھتے
عرض کیا حضرت ضرور پڑھتا ہوں۔ فرمایا بیٹا یہ پڑھو دنیسا لونک عن الروح۔ قل الروح من امر سبلی
وما اوتینکم من العلم الا قلیلاً (اور لوگ آپ سے روح کے باب میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیجئے
روح تو میرے پروردگار کا ایک حکم ہے اور تم کو بہت کم علم دیا گیا ہے)

یٹیلہ حیرت میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو نہیں کی ہے ہم کو اُس میں گفتگو کرنا کیسے جائز ہے
شیخ ابراہیم بطاحی رح سے روایت ہے کہ شیخ روح حلب پر کھڑے ہوتے اور ہم بھی ساتھ ہوتے فرمایا
کرتے تھے خدا کی قسم میں ان لوگوں میں سے اہل یمن اور اہل شمال کو پہچانتا ہوں اور اگر میں اُن کا نام
بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں مگر ہم لوگوں کو اس کی اجازت نہیں اور ہم مخلوق میں حق تعالیٰ کے راز کو
ظاہر نہیں کر سکتے۔

۱۱۲

شیخ صالح عابد محمد بن ناصر شہیدی سے روایت ہے کہ میں شیخ محمد روح کے پاس تھا
آپ نے اُس مسجد میں جسمین نماز پڑھا کرتے تھے عصر کی نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ بہت مخلوق نے نماز پڑھی
حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا حضرت مرد متھن کی علامت کیا ہے اور مسجد میں ایک ستون تھا فرمایا
مرد متھن کی علامت یہ ہے کہ اس ستون کی طرف اشارہ کرے تو اُس سے نور کے شعے نکلنے لگیں
لوگوں نے ستون کو دیکھا تو اُس سے نور کے شعے نکل رہے تھے جیسے کہ شیخ نے فرمایا تھا۔

شیخ ابراہیم بن الشیخ ابوطالب بطاحی سے روایت ہے کہ شیخ موصوف سے سوال کیا گیا اور
میں بھی حاضر تھا کہ مقام تمکین والیک کی علامت کیا ہے آپ کے سامنے ایک طباق تھا جسمین کچھ پھل اور
پھلواریاں تھیں فرمایا یہ ہے کہ اگر اس طباق کی طرف اشارہ کرے تو جو کچھ اس میں ہے سب کا سب
وحد کرنے لگے تو طباق میں جو کچھ تھا سب حرکت کرنے لگا اور ہم اُس کو دیکھ رہے تھے،

میں دہنا اور شمال بایان یعنی قیامت میں جنکے اعمال نامہ داھنے ہاتھ میں ہونگے اور جنکے بایں ہاتھ میں ہونگے
میں انکو پہچانتا ہوں یعنی حقیقی نیک و بد کو ۱۲ مترجم عہ مقام تمکین والا ۱۲

(باقی آئندہ)

شیخ شمس الدین خاپوری حلب کی جامع مسجد کے خطیب روایت ہے کہتے ہیں ہم کسی سفر میں شیخ رح کیساتھ تھے آپکو ایک جگہ کی دعوت دی گئی جب اُس جگہ سے قریب ہوئے تو آپکا رنگ متغیر ہو گیا اور بہت مرتبہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ میں نے عرض کیا حضرت کیا بات ہو گئی۔ فرمایا کہ جب ہم اس موضع پر آئے تو مردوں کی روہیں مجھے سلام کرنے آئیں اُن میں ایک نوجوان شخص بھی تھا اُس نے کہا کہ میں ظلم سے قتل کیا گیا ہوں مجھے اس گاؤں کے دو شخصوں نے قتل کیا ہے یہ دونوں بھائی تھے اور میں ان دونوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا انہوں نے ملک الغریز کے زمانہ میں مجھے قتل کر دیا اور اسلئے قتل کیا کہ انہوں نے اپنی ایک لڑکی کیساتھ مجھے تہمت لگائی تھی اور میں اس سے بری تھا شمس الدین موصوف رح کہتے ہیں کہ وہ دونوں شخص جنہوں نے یہ حرکت کی تھی شیخ کی بات سن رہے تھے اور مجھ میں اور ان میں جان پہچان بھی تھی جب میں اُن دونوں کیساتھ الگ حج ہوا تو دونوں نے کہا کہ جو کچھ شیخ نے فرمایا خدا کی قسم بالکل صحیح ہے اور ہم نے ہی اُسکو قتل کیا ہے میں نے کہا تم کو کیا ہوا تھا جو ایسا کیا انہوں نے کہا وہی بات ہوئی تھی جو شیخ نے فرمائی ہے۔ پھر اُن سے کہا گیا کہ یہ حرکت تو کسی اور کی تھی اور وہ بری تھا جیسے کہ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

ص ۱۲۹ کل ایک صفحہ ۶ سطر

شیخ معضاد بن حامد بن خولہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ شیخ رح کیساتھ اُس ہجر کے کھودنے میں تھے جسکو شیخ رح نے بالسر مقام تک نکال دی ہے ایک دن ہمارے ساتھ کام کرنے میں ایک بڑی مخلوق شریک ہو گئی۔ ہم لوگ کام میں ہی تھے کہ سخت کڑک گرج اور بڑے بڑے اوسے آگئے شیخ محمد عقیبی نے اور یہ بھی شیخ کے متوسلین میں سے تھے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت کڑک گرج آگئی ہے اب یہ جماعت کام سے رُک جائیگی شیخ نے فرمایا تم کام کرو اور دل کو مطمئن رکھو۔ پھر جب وہ کڑک گرج ہمارے قریب کو آئی شیخ رح اُسکے سامنے آئے اور ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے۔ دہانے بائیں کو ہو جا وہ ہم سے پھٹ گئی ہم کام کرتے رہے اور ہم پر دہوپ نکلی رہی مگر شہر میں داخل ہوئے تو پانی میں گھس گھس کر داخل ہوئے۔ شیخ صالح عابد اسمعیل بن الحسن معروف بہ ابن کردی رح سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال اپنے والدین کے ساتھ حج کیا جب ہم حجاز کے رقبہ میں پھونچ گئے اور قافلہ رات رہنے سے چل پڑا ہوا تو میرے والدین تو

ہو درج میں تھے اور میں اسکے پیچھے نیچے چل رہا تھا کہ مجھ پر کچھ تو لہج کا اثر ہو گیا۔ میں راستہ سے ایک طرف ہٹ گیا کہ آرام کروں پھر قافلہ میں جا ملوں گا۔ میں سو گیا اور اس وقت تک خبر نہ ہوئی جب تک ہوئی نہ آگئی اب میں نہ سمجھ سکے کہ کس طرح پھونچوں اور اپنے والدین کے باب میں سوچ میں پڑ گیا اور اس فکر میں کہ اُنکے ساتھ میرے سوا نہ کوئی خدمت کو یہ نہ خبر گیری کو پھر اپنے اور اُنکے حال پر رو پڑا میں رو رہا تھا کہ ایک کہنے والے کو کہتے سنا کیا تم شیخ ابو بکر بن قوام کے متوسلین میں سے نہیں ہو میں نے کہا ہاں ہوں اُسے کہا اللہ سے دعا کرو تمہاری دعا قبول ہوگی میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کی تو خدا کی قسم ابھی میری دعا پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ غیب کا آدمی میرے سامنے اُکھڑا ہوا اور اُسے کہا کوئی فکر کی بات نہیں اپنے ہاتھ کو میرے بازو میں دیا اور کچھ تھوڑا سا میرے ساتھ چلا اور کہا یہ تمہارے والدین کا اونٹ ہے تو میں نے اُنکو سنا کہ وہ مجھ پر رو رہے تھے میں نے عرض کیا کہ اب کوئی ڈر کی بات نہیں ہے اور اپنا سارا واقعہ بتا دیا۔

شیخ اسماعیل موصوف سے یہ بھی روایت ہے کہ ہم شیخ رضی اللہ عنہ کے پاس شیخ رافع رضی اللہ عنہ کے مقبرہ میں بیٹھے ہنرفرات کی طرف دیکھ رہے تھے کہ فرات کے کنارہ پر ایک شخص نمودار ہوا شیخ فرمایا تم اس شخص کو دیکھتے ہو جو فرات کے کنارہ پر ہے ہم سب نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ہے اور میرے متوسلین میں سے ہے بلاد ہند سے میری زیارت کیلئے آ رہا ہے اور اُسے عمر اپنے گھر پر بھی تھی اور پھر میری طرف چلا ہے اسکے واسطے زمین لپیٹ دی گئی اسنے اپنے گھر سے فرات کے کنارہ تک تو ایک قدم رکھا اور فرات سے یہاں تک میرے ادب کی وجہ سے ویسے ہی چل رہا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ میں اس جگہ پر ہوں وہ یہاں آجائیکا شہر میں داخل نہ ہو گا جب وہ شخص شہر کے قریب پھونچا تو اُدھر سے ہٹ لیا اور اسی جگہ کی طرف چلا آیا جہاں شیخ تھے اُگیا اور سلام کیا اور عرض کیا کہ آپ مجھے بیعت کر لیں تاکہ میں آپ کے متوسلین میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا میرے معبود کی عزت کی قسم تم تو میرے ہی لوگوں میں سے ہو اُسے کہا الحمد للہ میں اسی لئے آیا تھا۔ پھر شیخ سے اپنے شہر لوٹ جانے کی اجازت چاہی شیخ نے پوچھا آپ کے گھر کے لوگ کہاں ہیں اُسے عرض کیا ہندوستان میں فرمایا تم اُنکے پاس سے کب چلے ہو اُسے عرض کیا عصر کی نماز پڑھی اور آپ کی زیارت کیلئے چل کھڑا ہوا اسپر شیخ نے

کہا تم آج رات ہم سے اہمان ہو تو وہ بھی رات کو شیخ کے پاس پہنچے اور ہم لوگ بھی صبح ہوئی تو اُس نے کہا اب فرہے شیخ اور ان کی حیت میں ہم لوگ بھی اُس کو رخصت کرنے نکلے جب جنگل چھو نچلے اور وہ شیخ کو رخصت کرنے لگا تو شیخ نے اپنا ہاتھ اسکے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور دھکا دیدیا وہ ہم لوگوں سے غائب ہو گیا کہ ہم اُس کو نہیں دیکھ سکے شیخ نے فرمایا کہ معبود تعالیٰ شانہ کی عزت کی قسم اُسے میرے دھکا دینے میں اپنا سر ہندوستان میں اپنے گھر کے دروازہ میں رکھ لیا۔

شیخ صالح عابد اسمعیل کردی رح سے یہ بھی روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے امیر کبیر معروف بہ اختری رح سے سنا ہے یہ گرفتار ہو گئے تھے میرے والد سے بیان کر رہے تھے کہ میں الملک الکامل کیساتھ اس وقت تھا جب اُنہوں نے بلاد مشرق کا قصد کیا ہم لوگ بالس چوچے تو بادشاہ نے فخر الدین عثمان کیساتھ ساتھ شیخ کی زیارت کا بھی قصد کیا اور ہم لوگ ملازمین حکومت کی ایک جماعت کی جماعت ساتھ تھے ہم سب شیخ کے پاس تھے کہ لشکر کا ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ حضرت میرا ایک خچر جس پر پانچ ہزار ذمہ تھے۔ گم ہو گیا ہے اور مجھے جناب کا ہی پتہ بتایا گیا ہے شیخ رح نے فرمایا بیٹھ جاؤ معبود برحق کی قسم اُسکے لینے والے پر زمین تنگ کر دی گئی ہے یہاں تک کہ سوائے اس مکان کے دروازے کے اُسکیلئے اور کوئی راستہ نہیں رہا وہ ابھی ابھی یہاں آجائے گا جب وہ آئیگا اور بیٹھ جائیگا تو میں تمکو اشارہ کروں گا تم اٹھنا اور اپنا خچر اور مال لیلینا۔ یعنی شیخ کی گفتگو سنی تو آپس میں کہا کہ جیتک وہ شخص نہ آجائے ہم بھی یہیں رہیں ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ وہ شخص آگیا۔ شیخ نے اشارہ کیا تو یہ اٹھا اور ہم بھی اٹھے تو دروازہ پر خچر اور مال موجود پایا اور اُسکے مالک نے لیلیا۔

شیخ امام عالم شمس الدین خاوری رح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں شیخ رح کا تذکرہ در سلطانہ علیہ کے فقہاء کے سامنے اکثر کیا کرتا تھا ان حضرات نے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ شیخ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اور اُن سے کچھ فہم اور تفسیر وغیرہ میں پوچھیں گے ہم سب بالس چوچہ شیخ کی زیارت کر نیکا پختہ ارادہ کر لیا۔ ارادہ ہی کر چکے تھے کہ ایک درویش آیا اور کہا کہ تمکو شیخ بلا تے ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں ہیں اُسے جواب دیا کہ شیخ ابو الفتح کے حجرہ میں اور یہ شیخ رضی اللہ عنہ

کے متوسلین میں تھے مین اور وہ فقہاء کی جماعت شیخ کی زیارت کیلئے چلے جب ہم شیخ کے پاس حاضر ہوئے تو مجھے شیخ محمد عقیبی نے کہا کہ ان فقہاء صاحبان کی کیا بات ہے مین نے کہا کہ یہ سب شیخ کی زیارت اور سلام کیلئے آئے ہیں انہوں نے کہا اس وقت ایک عجیب بات ہو گئی ہے مین نے کہا کیا کہنے لگے ان میں سے ہر ایک کا باطن شیخ کے سامنے درندہ کی شکل میں آیا تھا۔ شیخ نے ہر ایک کے لگام دیدیا ہے مجلس بہت دیر کی ہو گئی اور ان میں سے کوئی بھی ٹھیک ٹھیک بات نہ کر سکا تو شیخ نے ان سے کہا تم لوگ کیوں نہیں بولتے کیوں نہیں پوچھتے مگر ان میں سے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ بول سکے تو شیخ نے ان صاحبک جو شیخ کے داہنے پر تھے فرمایا کہ تمہارا تو سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے پھر اور کی طرف خطاب کیا اور پھر اور کی طرف اور ہر ایک کا سوال کرتے اور جواب دیتے رہے یہاں تک کہ آخر والیکامبر بھی آگیا پھر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور استغفار کیا۔

شمس الدین خاوری رحمہ اللہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مجھے ہمارے شہر کے ایک تاجر نے بیان کیا کہ میں ایک شخص کے ساتھ سفر میں جو میرے ہمراہ تھا حلب گیا۔ میں نوجوان تھا تو مجھے میرے گھر کے بعض آدمیوں نے پکڑ لیا گھر لے گئے اور شراب حاضر کی۔ میں نے پینے کیواسطے جام لیلیا تو اچانک شیخ میرے سامنے ہیں۔ میرے سینے میں ہاتھ مارا اور فرمایا کھڑا ہو اور نکل جا۔ میں ایک اونچے مکان میں تھا وہاں سے سر کے بل گر پڑا اور منہ اور سر سے خون بہنے لگا۔ میں اپنے چچا کے یہاں گیا تو مجھ میں سو خون ٹپک رہا تھا انہوں نے پوچھا یہ کس نے کیا ہے۔ میں نے کل ماجرا عرض کیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہو کہ اُس نے اپنے اولیاء کی عنایت اور حمایت تم پر متوجہ کر دی ہے۔

شیخ صالح عابد شیخ اسماعیل بن سالم معروف بہ الکردی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ بکریان تھیں اور ایک چرواہا۔ وہ سب معمول ایک روز بکر یون کو باہر لے گیا تو جو وقت بونے کا تھا اس وقت نہ بونے میں اس کی تلاش میں نکلا تو کوئی خبر نہ ملی سیدھا حضرت شیخ کے پاس حاضر ہوا آپ اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑے تھے مجھے دیکھا تو فرمایا بکریاں چلی گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی حضرت فرمایا انکو بارہ آدمیوں نے پکڑ لیا ہے اور انہوں نے چرواہے کو قتل گھاتی میں باندھ رکھا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ ان پر نیند طاری فرمادین تو اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمادیا ہے تم قتلان جگہ جاؤ انکو سوتا ہوا اور سوائے ایک کے جو کھڑی ہوئی بچہ کو دودھ پلا رہی اور سب بکر یون کو بیٹھا ہوا

پاؤ گے۔ کہتے ہیں کہ میں وہاں جہاں کیلئے شیخ نے فرمایا تھا گیا تو واقعہ ایسا ہی دیکھا۔ ایک بکری کٹری ہوئی اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی میں بکریوں کو ہانک لایا اور شہر آ گیا۔ شیخ ابراہیم البطاحی رحمہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں شیخ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا حضرت رات میرا اونٹ کہیں چلا گیا اور اسپر سامان تھا شیخ نے۔ کوئی جواب نہ دیا تو میں نے عرض کیا حضرت والا یہ شخص اپنے اونٹ کے جاتے رہنے سے پریشان ہے۔ فرمایا ابراہیم جب اس شخص نے کہا کہ میرا اونٹ تو میں نے اس کے ہاتھ میں اُس کی نکیل دیکھی تھی پھر غیب سے ایک تلوار ظاہر ہوئی جس نے اس کے ہاتھ سے اُسکی نکیل چھڑادی اور اس میں اس کا رزق باقی نہیں رہا اب مجھے شرم آتی ہے کہ لوٹا نیکی درخواست کی ساتھ پیش آؤں۔

ان کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک جنازہ حاضر ہوا اور اس میں شہر کے بڑے بڑے لوگوں کی ایک جماعت تھی جب میت کو دفن کرنے کے واسطے بیٹھے تو قاضی اور حاکم شہر اور خطیب ایک جانب بیٹھ گئے اور شیخ اور سب درویش دوسری جانب قاضی اور حاکم شہر اولیاء اللہ کی کرامتوں کے باب میں اور یہ کہ اُن کی کوئی حقیقت نہیں ہے گفتگو کرنے لگے مگر خطیب ایک مرد صالح تھا جب یہ لوگ اُٹھے کہ میت کے گھر والوں کی تعزیت کرائیں۔ شیخ کے سلام کیلئے بھی حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا اے خطیب میں تمہارے اسلام کا جواب نہیں دیتا۔ عرض کیا حضرت کیون۔ فرمایا اس لئے کہ تم نے اولیاء اللہ کی غیبت کو رد نہیں کیا اور ان کی کوئی مدد نہیں کی۔ پھر شیخ قاضی اور حاکم شہر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم دونوں اولیاء اللہ کی کرامتوں کا انکار کرتے ہو تو بتاؤ تمہارے پیروں کے نیچے کیا ہے عرض کیا معلوم نہیں۔ فرمایا تمہارے پیروں کے نیچے ایک گڑھا ہے جس میں پانچ سیڑھیوں سے اُتر جاتا ہے اُس میں ایک شخص اور اُسکی بیوی مدفون ہیں اور وہ مجھ سے گفتگو کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں ان دونوں شہروں کا ایک ہزار سال سے بادشاہ ہوں ایک تخت پر وہ ہے اور ایک تخت پر اُسکی بیوی ہے ہم سب اسی جگہ بٹھیں گے جب تک کہ انکو کھول نہ لیں۔ پھر آپ نے پھاوڑے منگائے جماعت سب کی سب حاضر تھی تو انکو ایسا ہی پایا جیسا کہ شیخ رحمہ نے فرمایا تھا اور وہ گڑھا اب تک کھلا ہوا ہے اور حلق کنارہ پر نظر آتا ہے۔

شیخ صالح عابد متقی علی بن سعید معروف بہ الزریر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے شیخ رحمہ

سے جو انی مین بیعت کی تھی۔ مجھے بیت المقدس کی زیارت کا خیال ہوا۔ میں نے
 شیخ رح سے اس کی اجازت طلب کی فرمایا بیٹا تم نوجوان ہو۔ مجھے تمہارا ڈر ہے۔
 میں نے اصرار کیا تو مجھے اجازت دیدی اور فرمایا کہ میں اپنا باطن لوہے کے پتھر کے کپڑے
 تمہارے اوپر کئے دیتا ہوں اور مجھے فرمایا کہ جب تو دمشق کے دروازہ پر محل کے قریب
 آئے تو گاؤن مین جانا اور وہاں شیخ علی بن جل کو پوچھنا اور ان کی زیارت کرتا۔ وہ
 اولیاء اللہ مین سے ہیں کہتے ہیں جب میں اُس گاؤن مین پھونچا۔ میں نے اُن بزرگ کو پوچھا
 لوگوں نے بتا دیا جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اُنکے گھر والوں مین سے کوئی نکلا اور میرا
 نام لیکر کہا علی اندر جاؤ کیونکہ شیخ نے تمہارے تاکید کی تھی اور فرمایا تھا کہ تمہارے پاس
 ایک درویش آئیگا جس کا نام علی ہے اور وہ شیخ ابو بکر بن قوام کے متوسلین
 مین سے ہے تم اُسکو اندر آنے کی اجازت دیدینا۔ یہاں تک کہ میں آجاؤن مین اندر
 آگیا اور بیٹھا رہا یہاں تک کہ شیخ آگئے۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ سلام عرض کیا۔ آپ نے مرحبا فرمایا
 اور فرمایا رات ہی میرے پاس شیخ آئے تھے اور تمہارے متعلق تاکید کر گئے تھے اب
 تمکو کوئی اندیشہ نہیں کیونکہ شیخ کا باطن لوہے کے پتھر کی طرح تمہارے اوپر ہے مین کچھ
 دیر ان کے پاس رہا پھر بیت المقدس چلا جب وہاں پھونچ گیا تو ایک شخص کو شہر کے
 باہر کھڑا دیکھا حالانکہ گرمی بہت تیر تھی۔ میں نے سلام کیا اُس نے جواب دیا اور کہا بیٹا
 تینے تو آنے مین بہت دیر کر دی۔ میں صبح سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں مجھے اُس
 سے ڈر لگا اور اندیشہ ہوا کہ یہی وہ اندیشہ والے ہونگے۔ انہوں نے فرمایا اے علی درو
 مت شیخ میرے پاس آئے تھے اور تمہارے متعلق مجھے تاکید فرما گئے ہیں میں اُنکے
 ساتھ اُنکے گھر گیا تو انہوں نے میرے کہنا نہ کیا اور فرمایا کھاؤ مین نے کہا لیاجب نماز کا وقت آیا
 تو فرمایا اٹھو تاکہ حرم شریف مین نماز پڑھیں ہم دونوں اُٹھے اور حرم شریف جا پھونچے
 اور پانچون نمازین پڑھیں اور گھر لوٹ آئے پھر جب رات ہو گئی وہ اُٹھے اور صبح تک نماز پڑھتے
 رہے۔ مجھے جاگتا ہوا محسوس کرتے تو بیٹھ جلتے جب میں سو جانا کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے
 میں اُن کے پاس کئی روز رہا پھر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کیلئے چلا وہ بھی

میرے ساتھ شہر سے باہر تک آئے اور مجھے رخصت کر دیا۔ پھر جب میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے قریب پہنچا تو چار ڈاکو نکل آئے جب وہ مجھ سے قریب ہوئے تو یکایک شمشیر رینگے اور میرے پیچھے دیکھنے لگے۔ میں نے بھی دیکھا کہ ایک شخص سفید لباس منہ پر نقاب ڈال کر اپنے اُسے مجھ سے کہا تم اپنے راستہ پر چلتے رہو۔ میں چلتا رہا اور وہ میری ساتھ ساتھ رہا حتیٰ کہ میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ شہر کو دیکھ لیا اور حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا ہوا دعا کرتے دیکھا۔ میں شہر میں داخل ہو گیا اور حضرت کی زیارت کی پھر جب بالاس لوٹ کر آیا سب سے پہلے شیخ کے سلام کیلئے حاضر ہوا میں نے سلام کیا تو شیخ نے وہ تمام باتیں مجھے بتائیں جو مجھے سفر میں پیش آنی تھیں اور فرمایا اگر وہ نقاب پوش نہ ہوتا تو ڈاکو تیرے کپڑے چھین لیتے تب مجھے معلوم ہوا کہ وہ شیخ ہی تھے رضی اللہ عنہ۔

شیخ ابراہیم بطاحی رحمہ سے روایت ہے کہ میں نے شیخ ابوبکر بن قوام رحمہ کی زیارت کا قصیدہ توحید جماعتوں کا راستہ میں ساتھ ہو گیا ان لوگوں نے شراب اور اس کی مجلس و آلات کی باتیں کیں جب میں شیخ رحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا یہ کیا حالت ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت کیا؟ فرمایا تمہارے سامنے شراب اور آلات شراب تھے۔ میں نے عرض کیا حضرت میں ایسی جماعتوں کیساتھ ہو گیا تھا جو شراب کی باتیں کرتے تھے مجھ پر اسی نے یہ اثر کر دیا ہے۔ فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ نیک لوگوں کے ساتھ رہا کرو اور بدوں سے پرہیز کر لیا کرو۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ مع اپنے متوسلین کے دمشق میں تشریف رکھتے تھے یکایک تواضعاً اللہ آپ کی گردن جھک گئی۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی نے بغداد کی مجلس وعظ میں فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے تو مشرق سے مغرب تک اللہ کے ہر ولی کی گردن جھک گئی۔ لوگوں نے اس تاریخ کو یاد کر لیا تو کچھ روز کے بعد بہت کثرت سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی یہ خبریں آئیں کہ آپ نے اس تاریخ میں یہ فرمایا تھا۔ اسکو تحفۃ الانام میں بیان کیا ہے،

مناوی رح کہتے ہیں کہ ابو بکر بن قوام امام نجم الدین صالحي باسی جنکا نام محمد بن عمر ہے تمام میں شیخ المشائخ تھے۔ ان کی کرامتیں بہت ہیں اپنے متعلق خود بیان فرماتے ہیں کہ ابتداء ابتداء میں ان پر بہت حالات طاری ہوتے تھے یہ اپنے شیخ سے عرض کرتے تو وہ انکو بولنے سے جھڑک دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم ان کی طرف التفات ہی نہ کرو حتیٰ کہ ایک دن یہ اپنی والدہ کی زیارت کیواسطے چلے تو آسمان سے ایک آواز سنی سر اٹھایا تو ایک نور ہے گویا وہ ایک زنجیر ہے کہ اسکا بعض حصہ بعض میں جڑا ہوا ہے پھر وہ ان کی کمر کے اوپر جمجھو گئی انہوں نے اس کی ٹھنڈک اپنی پشت میں محسوس کی شیخ سے اطلاع کی تو فرمایا اب بولنے کی اجازت ہے پھر اسکے بعد یہ بڑے آدمی ہوئے ان کا شہرہ دور دور تک ہو گیا اور ان کا حال بہت عظیم ہو گیا خود فرماتے تھے کہ مجھے وہ حال عطا فرمایا گیا ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ بغداد مرا کش کی جگہ ہو جائے یا اس کا عکس تو البیاب ہی ہو جائے اور آپ نے ایک جماعت سے جو انکے ہمراہ تھی فرمایا میں عرش کے ستون ایسے ہی دیکھ رہا ہوں جیسے تمہارے چہرے دیکھ رہا ہوں۔ آپ کی وفات ۵۸۵ھ میں موضع علم میں ہوئی اور وہیں ایک تابوت میں دفن کر دئے گئے تھے پھر ۵۸۶ھ میں دمشق منتقل کئے گئے اور قاسیون پہاڑ کے دامن میں دفن کئے گئے آپ کی قبر شہر ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ ص ۲۸ صفحہ ۲۸ سطر ۱۲۰

کتبی رح نے ابن خلکان کے حاشیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور بہت بہت تعریفیں لکھی ہیں آخر میں کہا ہے کہ ان کی وفات موضع علم میں ہوئی ہے اور وہیں دفن کئے گئے ہیں آپنے وصیت کی تھی کہ تابوت میں دفن کیا جائے اور اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ بیٹا ضرور ہے کہ میں کسی مقدس زمین کی طرف منتقل کیا جاؤں گا۔ پھر آپ دمشق منتقل کئے گئے اور اس کے ایک گوشہ میں دمر گھائی ہوئی نیچے کو دفن کئے گئے۔ ص ۳۳ سطر ۱۲۱

محمد بن عبد اللہ بن الاستاذ الاعظم رح جو نقیضی شہر تھے بڑے علماء اور سادات اولیاء میں تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کی ہمیشہ فاطمہ کے پاس ایک گائے تھی حاکم شہر نے اسکو چھین لیا تھا آپنے سنا تو اس مکان کی دیوار کے پاس جہاں وہ گائے تھی تشریف لائے اور کچھ کلمات کہے وہ دیوار گر گئی اور گائے اپنی مالکہ کو پاس لوٹ آئی۔

اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت علوی رحمہ کی اولاد کو جماعت الصبراء کی جانب سے ان کی وفات کے بعد کچھ اذیتیں پہنچیں تو ان کے بعض متوسلین نے خواب میں حضرت نقیطنی رحمہ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ میں نقیطنی ہوں اور یہ شخص انکو حیات میں بھیجتا تھا پھر چار جگہ اللہ اکبر کہا جب صبح ہوئی تو مشائخ صبراء میں چار کو ایسا پایا کہ ہر ایک اللہ اکبر کہنے کی جگہوں میں سے ایک ایک جگہ میں قتل کیا ہوا پڑا ہے اسکو المشرع الرہدی میں بیان کیا ہے۔

۱۳۳

صفحہ ۱۳۳ کل ۶ سطر

ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ المعروف بابی شعبۃ الحضرمی رحمہ فقیہ عالم صالح اور صالحیت میں مشہور تھے۔ ممتاز علماء کی ایک جماعت سے فقہ حاصل کیا اور خود ان سے بھی اور لوگوں نے فقہ حاصل کیا۔ شہر عدن میں ایک طویل عرصہ تک ایک مسجد میں محض لوجہ اللہ تعالیٰ رہے ہیں جنکو مسجد تو بہ کہا جاتا تھا مگر جب ان کا قیام طویل ہوا وہ انہی کی طرف منسوب کی جانے لگی اور مسجد انی شعبۃ سے مشہور ہو گئی آپ سے لوگوں کو بہت اعتقاد تھا آپ کی زیارت کا ارادہ کر کے آتے تھے اور برکت حاصل کرتے تھے اور آپ بہت کرامتیں روایت کیا کرتے تھے۔

۱۲۱

۱۳۳

صفحہ ۱۳۳ کل ۴ سطر

آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ شمس الدین بلیقانی رحمہ جو بڑا دولت مند تھا اسکو کوئی سخت مرض پیش آیا۔ یہاں تک کہ یاس کی حالت ہو گئی وہ صبح صبح اندھیرے سے اٹھا اور اپنے گھر والوں اور دوستوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ فقیہ ابو شعبۃ کی زیارت کیلئے جاؤں پھر بعض ان لوگوں کے سہارے سے جو اس کے پاس تھے فوراً اٹھا اور ان کے پاس آگیا۔ فقیہ ابو شعبۃ رحمہ نے حال پوچھا تو اسنے عرض کیا کہ حضرت مجھے آپ کی برکت سے صحت ہو گئی ہے اور یہ اس طرح کہ میں موت کے قریب ہو گیا تھا اور زندگی سے بالکل مایوس ہو چکا تھا آج رات اپنے چچا زاد بھائی کو جو ایک عرصہ ہوا انتقال کر چکا ہے خواب میں دیکھا اسنے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو لے کر ہم دونوں آپ کی اس مسجد کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ میں نے کہا ذرا مجھے چھوڑو کہ میں اندر جاؤں اور حضرت فقیہ کو سلام کر آؤں اور تمہاری ساتھ جہان کا تم ارادہ کر رہے ہو ملا جلا میں اندر آیا اور آپ کو سلام کیا اپنے بھائی کی بات عرض کی اور یہ کہ وہ میرا انتظار کر رہا ہے

اس کھڑکی سے اُسے جھانکا اور اُس نے مسجد کی ایک کھڑکی کی طرف اشارہ کیا اور اُس سے فرمایا اے فلاں آ جاؤ تمہارا بھائی اس وقت تمہارا رشتہ نہیں جائیگا پھر مین بیدار ہو گیا تو اپنی فوری صحت دیکھ لی۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت یہ آپ کی ہی برکت سے ہے ان فقیہ رحمہ کی وفات ۶۷۰ھ میں ہوئی ہے اسکو شرحی رحمہ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن ابی الجراح رحمہ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ ایک روز ممالک محروسہ کے شہر بیرہ کے قلعہ میں جامع مسجد میں بیٹھے تھے آپ ایک جماعت نے کسی ایسی کرامت کی فرمائش کی جس سے قلوب کو اطمینان حاصل ہو جائے آپ نے ایک خالی صراحی لی اور اُس فرات سے پھر لیا حالانکہ ان کے اور فرات کے درمیان دو بلند قلعوں کی اونچائی کے برابر فصل تھا آپ نے ایک جماعت نے کسی خاص سبب سے کرامت طلب کی تو آپ نے جامع مسجد مذکور کی جالی سے اپنا ایک پاؤں فرات کی طرف لٹکا دیا اور پانی سے بھیگا ہوا اٹھالیا، اور ان شیخ محمد رحمہ کی خدمت میں شہر بیرہ کا فرمان نویس رہا ہے اور وہ مشرف بہ اسلام ہو چکا تھا ایک دن فرات کے کنارے کنارے شیخ کی ہمراہ جارہا تھا عرض کیا کہ حضرت میں مسلمان تو ہو گیا ہوں مگر مجھے کوئی دلیل معلوم ہوئی نہ کوئی اطمینان کرنے والی بات دیکھی آپ مقام تملیں کے بزرگوں میں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی کرامت دکھا دیں جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے فرمایا کیا یہ کوئی ضروری بات ہے عرض کیا جی ہاں تو آپ فرات کے عرض کے نصف تک پانی کے اوپر اوپر چلے گئے اور پھر لوٹ آئے اور اس کی مسافت تقریباً تین سو قدم تھی پھر جو نہ نکال کر جھاڑا تو اُس سے غبار اڑا یہ فرمان نویس شیخ کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دے لگا اور عرض کیا کہ اب میرا دل مطمئن ہو گیا اور اللہ رب العالمین کیلئے اسلام لے آیا یہ شیخ محمد رحمہ نے بہت بڑے لوگوں بہت ممتاز اولیاء اور سربراہوں کے دکان طریق میں سے ہیں۔ مضافات حلب سے شہر بیرہ میں آ رہے تھے اور کوئی تین ماہ قیام کیا بہت کرامتیں دکھائیں اور ایک قوم کی قوم نے آپ کے ہدایت پائی ہے پھر اسی شہر میں ۶۷۰ھ میں آپ کی وفات ہو گئی اور عید گاہ میں شیخ عمر شیرازی کی قبر مبارک کی شمالی جانب دفن کئے گئے اسکو سراج رحمہ نے بیان کیا ہے

ابو عبد اللہ محمد بن عباس الشعمی۔ ان کی اصل اشعوبیہ میں سے ہے جو دملوہ کے ایک گوشہ کے مشہور پہاڑ شامع پر رہتے تھے۔ فقیہ عالم۔ عامل متقی زاہد تھے۔ بڑے بڑے علماء سے فقہ حاصل کیا اور خود ان سے بھی بڑے بڑوں نے فقہ حاصل کیا ہے اور ایک تئ تک شہر نغز میں قاضی رہے ہیں پھر تقویٰ کی وجہ سے یہ عہدہ چھوڑ دیا تھا۔ آپ کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ فرماتے ہیں میں شہر جند کی مسجد میں آیا جایا کرتا تھا اور وہاں جماعت نماز پڑھتا تھا کیونکہ مجھے اُس مسجد کی فضیلت کی خبریں ملی تھیں تو جب امام اللہ اکبر کہتا تھا میں اوپر ہوا میں ایک جماعت کے تکبیر کہنے کی آواز سنتا تھا اور وہ امام کی نماز کیسا تھا نماز پڑھا کرتے تھے آپ کی وفات ۸۷۸ھ میں ہوئی ہے اسکو شرجی رح نے بیان کیا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن حسین بن ابی السعد ہمدانی۔ فقیہ عالم فاضل صالح عامل قراءت اور روایتوں والے ہیں۔ ان پر عبادت بہت ہی غالب تھی اور زہد و تقویٰ کیساتھ ساتھ سب لوگوں سے زیادہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے آپ کے رہنے کا مقام موضع فراوی تھا آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو غسل دینے والوں میں فقیہ ابو بکر تباعی بھی تھے ان کی آنکھیں آشوب سے صحتیاب ہو رہی تھیں۔ ان بزرگ کی ناف میں جو یانی جمع ہو گیا تھا انہوں نے اُسکو اپنی آنکھوں پر لگا لیا تو اسکے بعد کبھی ان کی آنکھیں نہیں دکھیں ان فقیہ رح کی وفات ۸۷۸ھ میں ہوئی ہے اسکو شرجی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد الحلیق اور تری زبان میں طلق محمد رح۔ آپ بابا طلق کہلاتے تھے مار دین قلعہ کے مواضعات میں سے ہر خابور کے اخیر پر رہتے تھے آپ کے شاگردوں اور معتقدین کی ایک بڑی جماعت تھی۔ ۱۳۵۱ھ کل ۱۲ سطر ۱۳۵

سروج رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم سے روایت کی گئی ہے کہ محمد حلیق رح نے ایک جماعت کو فرمایا کہ یہ تاتاری ہیں اور ضرور ہے کہ یہ اسلام لے آئیں گے اور شاش لباس پہنیں گے اور سب ہر ایک ہو جائیں گے جسوقت انہوں نے فرمایا تھا وہ لوگ اُسوقت کفر اور طرح طرح کی گمراہیوں میں بہت

ذوالشعبین۔ حسان بن سہل شاہ جمر کی اولاد مصر و عرب میں اشعوب شام میں شعبا۔ نبین۔ کوفہ میں شعبین اور بنی آل ذی الشعبین کہلاتی ہے ۱۲ مترجم ۱۳۵۱ھ اس زمانہ میں خاص وضع ہو گئی ۱۲ مترجم

شدت سے مبتلا تھے۔ مگر پھر جیسے انہوں نے کہا تھا ہو کر رہا۔ ص ۱۳۵ کل ۲ سطر ۱۲۵
اور آپ اکثر پتھر کہا کرتے تھے۔ سراج ر دہکتے ہیں کہ بعض سچے لوگوں نے بیان کیا ہے انہوں نے
آپ سے عرض کیا کہ آپ کو خدا کی قسم مجھے بھی اس میں سے کہلائے جو آپ کہا کرتے ہیں آپ نے انکو بھی
ایک پتھر دیدیا انہوں نے کہا یا تو بہتر سے بہتر حلو تھا اور ہم جانتے ہیں کہ شیخ اس سے بہت زیادہ
تھے ص ۱۳۵ کل ۲ سطر ۱۳۵

ابو عبد اللہ محمد بن اسعد بن علی بن فضل الصبغی معروف بہ جیم۔ فقیہ عالم متقی۔ صالح تھے
آپ کا درس بابرکت تھا اور صاحب افادات و کرامات تھے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ آپ کے پاس
ایک جماعت تفسیر نقاش پڑھتی تھی ایک ان لوگوں کے پاس علم نحو کا ایک سوال آیا جس میں سب کی
سب جماعت حیران رہ گئی۔ ان فقیہ ر دہ سے جواب کی فرمائش نہیں کر سکتے تھے اور خود معلوم نہیں کر سکی
کیونکہ جانتے تھے کہ فقیہ ر دہ کو علم نحو میں دستگاہ نہیں ہے اس لئے اس سائل کو سوال کا جواب نہ دے سکے
اور حل کی کوئی تدبیر نہ ہو سکی تو فقیہ ر دہ کی خدمت میں پیش کیا مگر خیال یہ تھا کہ جب آپ اسکو دیکھیں گے
انہی میں سے کسی ایک کو اشارہ فرمائیں گے کہ وہ جواب دیدے مگر آپ نے دیکھا تو قلم اٹھایا اور ایسا
کافی شافی جواب جیسے علماء نحو میں سے کوئی ماہر فن لکھ سکتا تھا لکھ دیا اور جماعت کو دیدیا۔
جماعت نے غور کیا تو بہت پسند کیا اور بہت تعجب کیا اور اسکو حضرت فقیہ ر دہ کی کرامت قرار دیا
آپ کی کرامتوں وہ بھی ہے جسکو جندی ر دہ نے فقیہ صالح بن عمر سے روایت کیا ہے۔ کہتے ہیں
کہ کتاب مذکور کا سبق میں تو پڑھا کرتا تھا اور سب بنا کرتے تھے اور فقیہ ر دہ اثنائے درس میں کہی کہی
ٹول جاتے تھے۔ یہاں تک کہ غالب گمان یہ ہوتا تھا کہ آپ سن نہیں رہے ہیں۔ میں نے ایک روز یہ
ارادہ کیا کہ پڑھنا بند کر دوں تو یکایک دیکھتا ہوں کہ فقیہ ر دہ کی جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں صالح پڑھو میں پڑھنے لگا پھر فقیہ ر دہ نے اسکو بعد انکہ میں کھول
دین اور صرف میری طرف متوجہ ہو کر تبسم فرمایا۔ حضرت فقیہ کی کرامتیں اور آپ کی بزرگی کی علامتیں
بہت ہیں۔ آپ کی وفات موضع سہ ہفتہ میں ۶۹۲ھ میں واقع ہوئی ہے اسکو شری ر دہ نے
بیان کیا ہے۔

محمد بن ابی حیرہ ر دہ رفیع المرتبہ عظیم الشان صوفی تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

زیارت بیداری میں کیا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے اسپر انکار کیا ایک مجلس منہ و قد کی اور شیخ کو
اذیت دی تو آپ گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور دس سال تک سوائے جمعہ کے اور کسی
وقت نہیں نکلتے تھے۔ آپ کی وفات ساتویں صدی میں ہوئی ہے اسکو مناوی نے
بیان کیا ہے۔

محمد ابن الشیخ ابی بکر العروک بڑے ممتاز اور طلق کے سربر آوردہ لوگوں میں ہیں سراج
کہتے ہیں اہل منہج وغیرہ کی ایک جماعت سے روایت کی گئی ہے وہ سب کہتے ہیں کہ یہ لوگ
سنہ ۱۸۰ھ میں تاتاریوں سے بھاگ کر اپنے گھر والوں کے پاس سلمیہ مقام کے ایک پہاڑ پر پھونچ
جو محض سے ایک منزل ہے تو جب بدھ کے روز عصر کا بعد ہوا شیخ محمد موصوف نے لڑائی کی
سی تیاری کی کمر باندھی اور اپنے خیمہ کا ایک بانس یا کوئی اور ایسی چیز لی اور ہوا میں مدہوش
ہو کر کھلم کھلا لڑنے لگے آپ کے چاروں طرف جماعت تھی جانتی تھی کہ آپ اس وقت کسی اہم کام میں
ہیں اور اگلے دن جمعرات کے روز اس وقت تک ایسا کرتے رہے پھر مردے کی طرح گر پڑے
اور جو چیز ان کے بدن پر تھی وہ اور تمام بدن اور کمری سب خون میں لٹھڑا ہوا تھا پھر کچھ دیر
بعد افاقہ ہوا تو لوگ آپ کے گرد تھے اور رو رہے تھے۔ سب نے آپ کے ہاتھوں پیروں کو بوسہ دیا
اور ماجرا دریافت کیا۔ اپنے بتایا کہ آپ نے تاتاریوں کے افسروں سے لڑائی کی ہے اور ان میں
کے بڑے افسر کو قتل کر دیا ہے اور وہ آج شکست کھا جائینگے اور پھر معلوم ہوا کہ تاتاریوں
کو اسی جمعرات ۱۸۰ھ میں شکست ہو گئی ہے۔ شیخ موصوف الصدر نے سنہ
۱۸۰ھ میں شہید ہو کر وفات پائی ہے۔ تاتاریوں میں سے ایک شخص نے آپ کو شہید کر دیا تھا اور
آپ نے ایسا ہونے سے پہلے اس کی اطلاع کر دی آپ مسیح کے قریب قاطر کے اوپر دفن ہوئے
ہیں اور قاطر منہج سے قبلہ کی جانب تین گھنٹہ کے راستہ پر ایک کشادہ مقام ہے۔

۱۳۵

۱۳۵ کل ۲۵ سطر

ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن احمد بن شیبہ رحمہ۔ آپ فقیہ عالم اور عارف کامل تھے اور
اسکے ساتھ ساتھ آپ کی بہت سی مشہور کرامتیں اور معروف اشارات ہیں ۱۳۵ کل ۲۵ سطر
۱۳۵۔ خود اپنی سے نقل کیا جاتا ہے کہ اُنکے والد صاحب

انکو شیخ ابو الفیث بن جلیل کے پاس دعا و برکت حاصل کرانیکے لئے لیکئے تھے یہ اسوقت تک
 ہی تھے انکو مکشوف ہوا کہ شیخ ابو الفیث رحمہ کے دو آنکھیں اور بین جن سے وہ تیسرے کو دیکھ
 لیتے ہیں انہوں نے اپنے والد صاحب سے اور انہوں نے شیخ رحمہ سے عرض کر دیا تو فرمایا کہ خدا کی قسم
 بیٹا تمہارے سوا انہیں کوئی نہیں دیکھ سکا پھر شیخ نے ان کے نام اور عظمت کے بلند ہو کر
 ظاہر کیا تو ایسا ہی ہوا جیسا شیخ نے فرمایا تھا آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک
 شخص نے ان سے زیادہ مشہور کسی کو نہ دیکھا تو وادی زبیدیہ ان کے مکان تک
 ان کی ملاقات کے قہرے چلا اور ایک زبردست مرض کی شکایت کی جو اس کے پیر میں ہو گیا تھا اور
 اس کے علاج سے طبیب عاجز ہو گئے تھے شیخ نے اپنی انگلی سے ہی داغ دیدیا آگ نہیں
 ملی بلکہ انگلی سے کچھ خطوط سے کھینچنے اور فرمایا اب انشاء اللہ تعالیٰ تم کو یہ شکایت ہوگی
 اس کا ورد اس وقت جاتا رہا پھر سات روز بعد ان خطوط کی جگہ سے کچھ داغ دینے کا سا
 نشان پھٹ کر نکلا یا اور پھر اس کو یہ مرض کہی نہیں ہوا ص ۳۱ کل ۷ سطر ص ۳۱
 آپ کی وفات ۸۱۷ھ میں آپ کی ہی آبادی میں ہوئی ہے جو یمن میں بیت حسین شہر
 کے قریب بیت الفقیہ نام سے انہی کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہے آپ کی اور آپ کی اولاد
 اہلیہ کی قبریں بھی وہیں ہیں آپ کی قبر پر زیارت و برکت کے واسطے قصد کر کے لوگ
 آتے رہتے ہیں اور وہ مشہور ہے اس کو امام شری زبیدی نے بیان کیا ہے اور یہ اولاد
 جشیہ ایک نیک خاندان ہے کوئی زمانہ ایسا خالی نہیں جاتا کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی
 ولایت کیسا تھ مشہور نہ ہو۔

۱۲۶

محمد بن محمد بن محمد رحمہ الدوعنی صوفی یمنی عالی مرتبہ مشہور الذکر صاحب احوال و کرامات
 شیخ یمن امام یافعی رحمتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کسی جنگل میں فوکش
 ہوتے تو وہاں نہر میں پھوٹ پڑتی تھیں لوگ منتقل ہو کر وہاں آجاتے اور اس میں
 درخت لگانے اور کہتی کرنے لگتے جب وہ سرسبز ہو جاتی پھل پھول آجاتے اور اہل
 دنیا جناب شیخ اور ان کے متوسلین کیسا تھ غلط ملط کرنے لگتے تو پھر کسی اور جگہ جنگل میں منتقل
 ہو جاتے پھر وہ بھی بنجاتا تھا اور ایسے ہی ہوتا رہتا تھا دنیا آپ کو ڈھونڈتی پھرتی تھی

اور آپ س سے بھاگتے رہتے تھے آپ کی وفات سن ۲۸۰ھ میں ہوئی ہے اسکو مناوی رح نے ذکر کیا ہے پھر میں نے اس بیان کو زبیدی رح کی طبقات الخواص میں دیکھا ہے مگر انہوں نے تاریخ وفات نہیں لکھی ہاں یہ لکھا ہے کہ ان کے ایک لڑکے تھے جنکا نام محمد اور لقب غزالی تھا جو اپنے والد کی حیات ہی میں انتقال کر گئے تھے اور حب شیخ کی وفات ہوئی تو ایک یوتان مذکور الصدر صاحب زادے کا بیٹا اور ایک اور صاحب زادہ جن کا نام عبداللہ تھا اور وہ فقیہ و فاضل تھے رہے تھے اور ان کی جگہ اور ریاضین اچھے جانشین رہے یہاں تک کہ سن ۲۸۰ھ میں انتقال کر گئے تو اب تم دیکھو کہ زبیدی رح نے یہ تاریخ ان عبداللہ کی بیان کی ہے نہ کہ خود شیخ محمد بن معبد کی جیسے کہ مناوی رح نے بیان کی ہے واللہ اعلم ص ۱۳۸ کل ۱۱ سطر ۱۳۹

۱۲۷ ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب بن الکحیت بن سود بن الکحیت معروف بہ ابی حریرہ رح ان کا لقب ابو حریرہ یعنی نیزہ والا اسلئے ہوا تھا کہ انہوں نے ایک ظالم کی طرف انگلی سے نیزہ کی طرح سے اشارہ کر دیا تھا تو اسے مار ڈالا تھا اسکے بعد واقعی طور سے یا مذاق میں بھی کسی کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے تو انگلی کو اس کی طرف سے موڑ کر کرتے تھے اور یہ حضرت اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے نفع پھونچائیں ابتداء حالات میں فقیہ ہو گئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرما رہے ہیں اے محمد لوگوں کی حاجتوں میں اٹھ کھڑے ہو اور تمہارا واسطے گرم لباس بقدر کفایت روزی اور تکمیل حوائج ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ علم میں مشغول رہوں حضور نے دوبارہ پھر وہی ارشاد فرمایا اور پھر تیسری بار بھی فرمایا اور یہ بھی عرض کرتے رہے حضور نے فرمایا تم کو کیا ہو گیا ہے کہ مخالفت کرتے ہو۔ یہ فقیہ رح کہتے ہیں میں جب بھی کسی حاجت کیلئے اٹھا آسمان میں لکھا ہوا دیکھ لیتا تھا کہ یہ پوری کی جائیگی یا نہیں کیجائیگی اور چل یا مت چل اور میں جب چلتا تھا تو ایک نور کا علم زمین سے آسمان تک جسکو قدرت الہیہ ہی اٹھائے ہوئے ہوتی تھی جہاں بھی میں جاتا میرے آگے آگے ہوتا تھا اور

ان فقیہ رح کی کرامتیں بہت ہیں جو مشہور ہیں ص ۱۳۹ کل ۱۱ سطر ۱۳۹

۲۹ جن میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ ایک بہت بڑے قافلہ کیسا تھوڑ جج کیا جبشکی کے راستہ میں مقام محرم میں پھونچے تو جو کنواں وہاں تھا اُسکو بند اور دفن پایا اور پانی نہ ملا سب لوگ بہت

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن ابی الحجاز المرثدی رحابین بطوطہ نے اپنے سفر ناموں
میں لکھا ہے کہ میں نے اسکندریہ کے قیام کے زمانہ میں شیخ صالح عابد مخلوق کی عیادت
کے لیے کربلا والے ابو عبد اللہ المرثدی کو جو بڑے اہل یاد اللہ اور صاحب کشف بزرگوں
میں سے تھا کہ وہ مقام غیتہ بنی المرثدین کو شمشین میں اور وہاں ان کا ایک حجرہ
بسمین وہ تھا میں نہ کوئی خادم ہے نہ کوئی ساتھی، اُمراء و وزراء اُن کی خدمت میں حاضر
ہوتے ہیں پھر روز متفرق لوگوں کی جماعتیں ان کے پاس آتی ہیں وہ سب کو کہانا کھلاتے ہیں
۱۵ یعنی دعا کر دیتے کہ حق تعالیٰ ان کو ابھی اور زندہ رکھیں ۱۲ مترجم

۵۔ یعنی دعا کر دیتے کہ حق تعالیٰ انکو ایچی اور زہرہ کہیں ۱۲ مترجم

(باج آئندہ)

اور ہر شخص یہ نیت رکھتا ہے کہ اُن کے یہاں کچھ کھانا یا پھل یا مٹھائی کہائے یہ ہر ایک کو دہی دیتے ہیں جسکی وہ نیت رکھتا ہے اور بسا اوقات یہ چیزیں غیر موسم میں ہوتی ہیں۔ فقہاء و قرمان حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں تو یہ تقرر و معزونی کرتے ہیں اور اُن کے یہ سب حالات شائع اور متواتر ہیں۔ ملک النہر نے بھی کئی بار اُن کی خدمت میں حاضری دی ہے۔ میں بھی اسکندریہ سے ان شیخ نفعنا اللہ بہ کی زیارت کیلئے چلا۔ ابن بطوطہ نے بیان کا سلسلہ یہاں تک پھونچا یا کہ میں ان شیخ کے حجرہ پر نماز عصر سے پہلے پھونچ گیا اور سلام عرض کیا جب اندر پھونچا تو آپ کہڑے ہو گئے۔ معاف کیا اور نماز کی امامت کیلئے مجھے آگے بڑھا دیا۔ پھر جب میں نے سونے کا قصد کیا تو شیخ نے فرمایا کہ حجرہ کی چھت پر چڑھ جاؤ میں پڑھ گیا زمانہ گری کا تھا وہیں سو گیا۔ میں حجرہ کی چھت پر سو رہا تھا کہ خواب دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے پرندہ کے پر کے اوپر ہوں اور وہ مجھے قبلہ کی سمت میں اڑائے لے جا رہا ہے۔ دائیں طرف کو جا رہا ہے پھر مشرق میں چلا پھر جنوب کے گوشہ کو جا رہا ہے پھر مشرق کے گوشہ میں دور تک جا رہا ہے پھر ایک سایہ دار سرسبز زمین پر اتر پڑتا ہے اور مجھے وہاں چھوڑ دیتا ہے۔ میں اس خواب سے متعجب ہوا اور میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر شیخ کو میری خواب کا کشف ہو گیا تو شیخ ویسے ہی ہیں جیسا بیان کیا جاتا ہے۔ میں صبح کی نماز کیلئے حاضر ہوا تو مجھے شیخ نے امامت کیلئے بڑھا دیا پھر بلایا اور خواب کے بیان کرنے کو فرمایا۔ میں نے سب خواب بیان کر دیا۔ فرمایا تم عنقریب حج کرو گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے حاضر ہو گے پھر بلادِ مین و عراق اور بلادِ ترک و بلادِ ہندوستان کی سیاحت کرو گے اور وہاں ایک طویل مدت تک رہو گے تم وہاں ہمارے بھائی دلشاد ہندی سے بھی ملو گے وہ تمہیں ایک مصیبت سے نجات دلائینگے جس میں تم پھنس جاؤ گے پھر مجھے کچھ روغنی ٹکیاں اور چند درہم عطا فرمائے ہیں۔ میں نے اُنکو الوداع کہا اور واپس آ گیا۔ جب سے میں اُن سے جدا ہوا ہوں اپنے سفروں میں ہمیشہ بہتری ہی بہتری دیکھتا رہتا ہوں اور مجھے یہ اُن کی بہت برکتیں ظاہر ہوتی ہیں پھر میں جن جن حضرات سے ملا ہوں سوائے سیدی مولم دلی کے جو ہندوستان میں تھے اور کوئی اُن جیسا نہیں ملا۔ ابن بطوطہ کا کلام ختم ہو گیا۔

مناوی کہتے ہیں کہ یہ بزرگ تمام دیار مصر کے مقتدا اور بہت خرچ کرنے والے تھے اور کسی

کچھ قبول نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے تین رات میں ایک ہزار سے زائد اشرفیاء خرچ کی ہیں اور جو شخص بھی ان کے حال کا انکار کرتا تھا۔ جب ان کے پاس بھونچ جاتا اس کا خیال بدل جاتا تھا۔

ابن سید الناس وغیرہ ایسے ہی لوگوں میں تھے اور جب کوئی ان کے حجرہ پر آتا اور نماز کا وقت آ جاتا تو جو اذان دیا کرتا ہے اُسکو اذان دینے کا اور جو امامت کیا کرتا ہے اُسکو امامت کا اور جو خطبہ دیا کرتا ہے اُسکو خطبہ دینے کا بغیر اس کے کہ ان میں سے کسی کو بھی پہچانتے ہوں اشارہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ حسین شکل نورانی صورت جمیل ہمایات خوش خلق اور بہت تلاوت کرنے والے تھے۔ دلون کی باتوں پر بھی گفتگو کیا کرتے تھے جو کبھی غلط نہیں ہوتی تھی مجذوبانہ بات بہت کہتے تھے آپھے عقائد تھے حکومت میں بھی بہت بڑی عزت تھی اور جو جو حالات ان کے نقل کئے گئے ہیں ایسے حالات اگلے زمانہ میں بھی نہیں سنے گئے۔

آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ ہر شخص کے واسطے وہ چیز حاضر فرما دیتے تھے جو وہ چاہتا تھا بلکہ ایسی چیزیں بھی جو قاہرہ اور دمشق میں ہی ملتی ہیں، اور آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ تندرست اور بالکل چھ تھے۔ اس پاس کی بستی والوں کو بلایا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں جب سب آ گئے آپ تنہا اپنے حجرہ کے خلوت خانہ میں چلے گئے اور بہت دیر لگا دی لوگوں نے تلاش کیا تو مردہ پائے گئے آپ کے پاس کہاں بہت ہوتے تھے اور کچھ معلوم نہیں کہاں سے لائے جاتے تھے کسی سے کچھ قبول بھی نہیں فرماتے تھے قرآن شریف حفظ فرماتے تھے اور صالح رج کو سنایا بھی ہے۔

پھر میں نے نفع الطیب میں دیکھا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں کہ محمد بن مرزوق بلمسانی خطیب رج نے اپنے کسی حاشیہ میں لکھا ہے کہ میرے والد کے پیروں میں سے سیدی محمد المرشدی بھی ہیں والد صاحب نے ان سے مشرق کے سفر میں ملاقات کی تھی اُس وقت مجھے بھی ساتھ لیا تھا اور میں نے اس سال کا تھا بم شیع کے پاس اترے تو نماز جمعہ کا وقت تھا اور شیخ رج کی عادت یہ تھی کہ مسجد میں ہی سے امام بنا دیتے تھے اور اُس روز بڑے بڑے فقہاء میں سے اس قدر جمع تھے کہ ایسے لوگوں کا اُس مجلس کے علاوہ اور کہیں جمع ہونا بھی مشکل تھا۔ کہتے ہیں کہ نماز کا وقت قریب آ گیا تو فقہاء اور خطیبوں میں سے جو حضرات تشریف رکھتے تھے آگے بڑھائے جانے کا انتظار کرنے لگے

شیخ باہر تشریف لے آئے اور داہنے بائیں دیکھا۔ میں اپنے والد صاحب کے پیچھے بیٹھا تھا مجھ پر نظر پڑ گئی تو فرمایا محمد آؤ میں ان کے ساتھ اٹھ گیا اور خلوت کی جگہ پھونچ گیا تو شیخ مجھ سے فرضوں شرطوں اور سنتوں کے باب میں بحث فرمائی۔ میں نے وضو کیا اور خوب خلوص نیت سے کیا۔ شیخ کو میرا وضو پسند آیا میری ساتھ مسجد میں تشریف لے آئے اور مجھے ممبر کی طرف کھینچا اور فرمایا محمد ممبر پر چڑھ جاؤ میں نے عرض کیا حضرت خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں گا فرمایا چڑھ جاؤ اور مجھے وہ تلوار دیدی جس پر سہارا لیکر وہاں خطیب خطبہ دیا کرتا تھا۔ میں بیٹھا ہوا سوچتا رہا کہ جب اذان دینے والے فارغ ہو جائینگے تو کیا کہوں گا جب اذان دینے والے فارغ ہو گئے شیخ نے خود بخود آواز دی اور فرمایا محمد اٹھو اور کہو بسم اللہ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور میری زبان ایسی چلی کہ مجھ کو معلوم نہیں کیا کیا ہوا یا یہ بات تھی کہ میں لوگوں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ میری طرف رہے ہیں اور میری تقریر سے رقت میں رہیں خطبہ ختم کر لیا اور اتر آیا تو فرمایا محمد تم نے بہت اچھا خطبہ دیا۔ ہمارے نزدیک تمہاری میزبانی یہ ہے کہ ہم تم کو خطیب مقرر کر دیں اور جب تک تم اس منصب پر رہو اور زندہ رہو دوسرے کا خطبہ نہ پڑھنا پھر جتنے سفر شروع کر دیا اور حج کیا۔ والد صاحب تو وہیں رہنے کا ارادہ فرمایا اور مجھے لوٹ جانے کا حکم دیا تاکہ چچا صاحب اور تلمسان میں کے دوسرے رشتہ داروں کیلئے باعث انس بنارہا ہوں اور مجھے حضرت مرشدی صاحب کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ میں آپ کی خدمت میں رہا۔ آپ نے والد صاحب کے متعلق دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا وہ آپ کی دست بوسی کرتے اور سلام عرض فرماتے تھے پھر مجھے فرمایا آگے آ اور اس کچور کے درخت سے لگ جا کیونکہ جناب شعیب یعنی ابو مدین رحمہ نے اس کے قریب تین سال تک عبادت کی ہے پھر آپ دیر تک کیلئے خلوت خانہ میں تشریف لیگئے پھر باہر تشریف لائے اور مجھے سامنے بیٹھے رہنے کا حکم فرمایا اور فرمایا محمد تیرے والد ہمارے دوستوں اور ہمارے بھائیوں میں سے ہیں مگر تو اے محمد؟ مگر تو اے محمد؟ یہ اس کی طرف اشارہ تھا جس میں میں مبتلا تھا یعنی اہل دنیا کے میل جول اور شرکت وغیرہ میں۔ پھر فرمایا تو اپنے والد کی طرف سے تشویش میں ہے خیال کرتا ہے کہ وہ بیمار ہیں اور اپنے شیر کی طرف سے بھی تیری والد تو خیر و عافیت سے ہیں اور وہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر کی داہنی

جانب میں اُن کی داھنی جانب خلیل مالکی اور بائیں جانب احمد قاضی مکہ مکرمہ میں رہا۔
 تمہارا شہر پھر آپ کے بسم اللہ پڑھی اور زمین پر ایک دائرہ کھینچا پھر کھڑے ہو گئے اور ایک
 ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر پکڑا اور انکو اپنی پشت کی طرف کر لیا پھر دائرہ کے چاروں طرف پھرنے
 لگے اور تلمسان تلمسان فرمانے لگے۔ کئی بار دائرہ کا چکر کاٹا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُس کے
 بارہ مین حاجت پوری کر دی۔ مین نے عرض کیا حضرت کیسے۔ فرمایا اللہ اللہ اللہ تعالیٰ
 اُن بچوں اور عورتوں کی جو اُس مین ہیں پردہ پوشی فرمادینگے اور یہ شخص جس نے محضرہ
 کر رکھا ہے اُس کا مالک ہو جائیگا یعنی سلطان ابوالحسن اور اُنکے واسطے ہی بہتر ہے پھر
 بیٹھ گئے اور مین بھی سامنے بیٹھ گیا تو فرمایا اے خطیب مین نے عرض کیا حضرت آپ کا خادم
 اور علام فرمایا میرا خطیب بنجا تو تو خطیب ہی ہے اور مجھے کچھ باتوں کی خبر دی اور فرمایا ضروری
 کہ تو غریب جامع مسجد مین خطبہ دیگا پھر مجھے چند چھوٹی چھوٹی روغنی ٹکیاں عطا فرمائی اور یہ
 زاد راہ دیکر سفر کا حکم فرمادیا اور تلمسان کا حال یہ ہوا کہ جیسے شیخ نے فرمایا تھا اُس مین مرنی
 (سلطان ابوالحسن) داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے بچوں اور عورتوں کی پردہ پوشی فرمادی
 اور یہ حضرت مرشدی صاحب ولایت مین تصرف فرمایا کرتے تھے جیسے کہ حضرت ابوالعباس
 سبکی تصرف فرماتے تھے خدا تعالیٰ ہم سب کو ان دونوں سے نفع پہنچائیں۔
 مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ کی وفات رمضان ۷۳۷ھ میں ہوئی ہے اور اپنے حجر میں منیۃ المرشد
 مین بلاد مصر مین فوت کے قریب مدفون ہوئے ہیں،

محمد بن عبد اللہ بن علوی استاذ اعظم کے صاحبزادے ۱۲ عارفین کے اماموں
 اور بڑے علمائے باعمل مین سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ متوسلین مین سے کسی
 کے پاس بیٹھے تھے کہ جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر لوٹے تو آپ کے کپڑوں مین سے پانی
 ٹپک رہا تھا ان صاحب نے اُٹھنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میرے متوسلین مین سے بعض کا جہاز
 پھٹ گیا تھا انہوں نے مجھ سے مدد مانگی تو مین نے اُس مین اپنا کپڑا لگا دیا حتیٰ کہ اُن لوگوں
 نے اُس پھٹن کو درست کر لیا اور جہاز جیسا تھا ویسا ہو گیا

۱۵ یعنی میری برکت سے مرد چاہی ۱۲ حضرت اقدس۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والے لوگوں میں مہمان ہوا انہوں نے کسی خاص کہانیکا انتہام نہیں کیا۔ معمولی کہانے سے اُس کی میزبانی کی اور یہ کہا کہ ہمارے سوائے اُس گہی کے جسکی ہمتی حضرت محمد بن عبداللہ کیلئے منت مان رہی ہے اور کچھ نہیں ہے اُس نے کہا میں خود اپنے ہاتھ سے اُس میں سے لیلو لگا۔ اُس نے ہاتھ بڑھایا تو ایک سانپ تھا جو اُس کی طرف بڑھ رہا تھا، اُس شخص نے اپنی حرکت سے توبہ کی تو پھر سانپ کا گہی بن گیا جب یہ ترمیم پھونچا جہان حضرت سید صاحب سیم تھے آپ کے پاس سلام کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے اُس کے بولنے سے پہلے ہی کشف سے سب ماجرا بتا دیا۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کے چچا زاد بھائیوں میں سے کسی نے آپ کے واسطے اپنے دل میں پانچ اشرفیوں کی منت مانی تھی جب وہ آپ کے پاس آئے آپ نے اشرفیاں طلب فرمائیں انہوں نے عرض کیا میں نے کب پیش کرنے کا قصد کیا تھا آپ نے فرمایا کہ فلاں روز جبکہ تم فلاں کشتی میں تھے تو انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ کسی نے آپ کے لئے ایک خاص مینڈھے کی نذر کی تھی پھر وہ دوسرا مینڈھا لایا تو آپ نے واپس فرما دیا اور فرمایا کہ میرا والا مینڈھا تو ایسا ایسا تھا آپ کی وفات ترمیم میں حضور موت میں سلسلہ میں ہوئی اور زنبیل کے مقبرہ میں دفن ہوئے ہیں۔ اسکو شلی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن موسیٰ النہاری رح یہ اپنے ایک دادا کی طرف منسوب ہیں جنکا نام بہار تھا عالم و عمل کے اعتبار سے اپنے اہل زمانہ میں یکتا تھے صاحب کرامات و مکاشفات تھے جب کوئی حاضر ہوتا آپ اُس کا اُسکے باپ دادا اور شہر کا نام لیکر اُس سے بات کہا کرتے تھے اور یہ تو اتر کے درجہ کو بھونچ گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ واقعہ بھی ہے کہ آپ کے پاس ایک جماعت آئی جب وہ لوگ قریب آگئے تو ایک شخص نے اپنے کپڑے ایک درخت کے نیچے رکھ دیئے۔ حاضر ہوا تو عرض کیا کہ میں نگاہوں مجھے کپڑا عطا فرمائے۔ فرمایا یہ کیا حال ہے تم جھوٹ کہتے ہو۔ تمہارے کپڑے اس درخت کے نیچے ہیں۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ عرب کے مشائخ میں سے کسی نے ان کے کسی درویش کو

یعنی ہمتی اللہ کیلئے یہ عزت مان رکھی ہے کہ یہ حضرت سید کبریا دیہ دینگے ۱۲ حضرت اقدس۔
عے یعنی اس قدر کثرت سے بیان کیا گیا ہے کہ عقل جھوٹ ہونے کو محال سمجھتی ہے ۱۲ مترجم

تکلیف دی تو آپ نے اُنکو دھکی لپی اور لکھا تم نہیں جانتے کہ تم سورہ نخل کے اول اور سورہ ص کے آخر میں ہو یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَلاَ تَسْتَعِیْزُہُ (اللہ کا حکم آکھو بچا ہے اب تم اسے جلدی نہ چاہو) اور لتعلمن نبأہ بعد حین (اور تم لوگ اس کی خبر کچھ بعد ضرور جان لو گے) تو یہ شخص چند دن بعد مر گیا ان شیخ رح کی وفات ۷۷۱ھ میں ہوئی ہے اسکو مناوی رح نے بیان کیا ہے ص ۲۱۱ کل ۲ صفحہ ۲ سطر

محمد بن محمد وفا السکندری رح سکندری الاصل پھر مغربی پھر مصری شاذلی ہیں بڑے مشہور صوفی اور حضرت علی وفا کے والد تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنا پٹک ابرازی زیور بنانے والے کو عطا کیا اور فرمایا یہ تمہارے پاس امانت ہے تاکہ تم اسکو میرے لڑکے علی کو دیدو تو جن دنوں ان کے پاس یہ پٹک رہا انہوں نے عمدہ عمدہ زیور بنائے یہاں تک کہ حضرت علی بڑے ہو گئے اور انہوں نے وہ انکو دیدیا تو پھر یہ کوئی زیور نہ بنا سکے،

شعر لہنی رح کہتے ہیں کہ ان کا لقب وفا اس وجہ سے ہوا ہے کہ دریائے نیل ٹھک گیا تھا اور زیادہ ہونیکے وقت بڑھتا نہ تھا اہل مصر نے وہاں سے کوچ کر جانیکا قصد کیا تو شیخ دریائے نیل پر آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ جاوہ اُسی دن شتر ہاتھ بڑھ گیا اور پورا ہو گیا تو لوگوں نے ان کا لقب وفا (پورے پورے) رکھ دیا اور مناوی رح کہتے ہیں کہ ان شیخ رضی اللہ عنہ نے کئی کتابیں تالیف فرمادی ہیں حالانکہ بالکل امی اور سات سال کے تھے ان کی وفات ۷۷۱ھ میں ہوئی ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ امام احمد بن موسیٰ بن عجل کے صاحبزادے رح
یہ فقیہ عالم صالح صاحب کرامات و مکاشفات تھے ان کے کشف و کرامت میں یہ بھی ہے کہ ایک ذی اقتدار شخص ان کا مرید تھا اُسکی بیوی مر گئی وہ اس سے بہت محبت کیا کرتا تھا اسلئے بہت سخت رنج ہوا۔ یہ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پھونچا اور اپنی حالت کی شکایت پیش کی اور عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ اُسے دیکھ لوں اور جان لوں کہ اُسپر کیا گزری ہے فقیہ رح نے عذر کیا۔ مگر اُسے نہ مانا اور عرض کیا کہ جب تک میری حاجت پوری نہ ہوگی میں نہیں جاؤں گا

فقیر کے یہاں اُس کی قدر و منزلت بہت تھی آپ نے اُس سے تین دن کی مہلت مانگی پھر اسکو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ یہ اندر گیا تو اُسکو اچھی حالت اور اچھے لباس میں پایا۔ حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ یہی بہتر حالت ہے اسکو بہت مسرت ہوئی اور خوش خوش ہمشاش لبشاش حضرت فقیر کے پاس باہر آگیا اور جس قدر رنج و غم تھا اُس سے سکون ہو گیا، حضرت فقیر رحمہ اللہ کی کرامتیں ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰۷۰ھ میں ہوئی ہے اسکو شرحی رحمہ نے بیان کیا ہے،

محمد الششینی رح مجذوبانہ باتیں کرنے والوں میں سے ہیں۔ ان کی کرامتیں بھی بہن جنمیں یہ بھی ہے کہ جو شخص ان کے ساتھ بُرائی سے پیش آتا تھا ہلاک ہو جاتا تھا۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے امیر الکاشف کے یہاں کسی کی سفارش کی اُس نے قبول نہ کی اور یہ کہا اگر تم شیخ ہو تو مجھ پر کچھ بھونک کر واپس لے جاؤ اللہ پڑھی اور اُس کے چہرہ پر بھونک دی تو اُس کو نفخ رہنے لگا اور چلا آتا پھر نے لگا اُس نے عذر معذرت کی استغفار کیا تو شیخ نے اپنا ہاتھ اُس کے پیٹ پر پھیر دیا تو نفخ جاتا رہا اور جب تک وہ زندہ رہا شیخ کا مرید رہا شیخ رح نے آٹھویں صدی میں وفات پائی اُس کو مناوی رح نے بیان کیا ہے ۔

محمد بن علوی بن احمد رح استاذ اعظم کے صاحبزادے۔ علمائے عالمین کے
امام اور اولیاء عارفین کے شیخ تھے۔ آپ کی کرامتیں بہت ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ شیخ فضل بن
عبد اللہ حنظلچون کیسا تھا شہر سے باہر بیر یون سے گئے ہوئے پیر چن رہے تھے۔
سید محمد موصوف نے اُن کو دیکھا تو آواز دی اور ان کا کان ایسا موڑا کہ اُس میں تکلیف ہونے
لگی اور فرمایا یہ تمہارے مناسب نہیں تم اُس کام کی تیاری کرو جو تم سے مطلوب ہے یا اس قسم کا اور
کوئی لفظ کہا شیخ فضل کہتے ہیں کہ اس بات نے میرے دل میں بہت اثر کیا اور میں نے تحصیل
علوم میں کوشش شروع کر دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر علم کا دروازہ کھول دیا۔ انہی شیخ
فضل نے حضرت محدوح سے وسوسہ کی شکایت کی تو فرمایا اب نہ ہو گا تو وسوسہ آتا جاتا رہا
آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کے خادموں میں سے کسی کی کوئی چیز چوری ہو گئی سردی کا
موسم تھا وہ ان کے گہرا آیا تو معلوم ہوا کہ وہ حسب عادت فجر کیلئے علی الصباح جامع مسجد گئے تھے

یہ ان کے پاس پھونچا تو اُسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا اسے کہ لوٹ کر جاؤ جو رہے تمہاری
لوٹا دی ہے۔ واقعہ ایسا ہی نکلا جیسا انہوں نے فرمایا۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی لوقہ و دق جنگلی میں جا پھونچا
اور اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اُسے ان سے امداد چاہی اور چلا گیا تو ایک شخص کو محسوس کیا جو کہ
رہا ہے کہ یہ رہا راستہ تو یہ راستہ پر پھونچ گیا۔ ان بزرگ کی وفات ۶۶۷ھ میں شہر ترمین
حضرت میں ہوئی ہے اور زہل کے مقبرہ میں دفن کئے گئے ہیں آپ کی قبر مشہور ہے اور اس
کی زیارت کی جاتی ہے اسکو شلی رحم نے بیان کیا ہے

محمد بن ابراہیم بن دحمان رحم عالم باعمل صالح فاضل خفی صاحب کرامات تھے ان کی کرامتوں
میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا داماد حکومت میں ملازم تھا بادشاہ نے اُسے قید کر دیا اور شیخ رحم
نہ تو لوگوں سے واقف تھے نہ میل جول رکھتے تھے اسی اثنا میں عید آگئی اور وہ قید میں رہا۔
اُس کی بیوی اور بچے رونے لگے۔ یہ ارکان دولت میں سے کسی سے واقف نہ تھے بادشاہ کے
دروازہ کی طرف چلے اتفاق سے ان کے جانے کے وقت ہی بادشاہ بھی عید کیلئے نکل رہا تھا
سامنا ہوا تو فقیہ رحم نے اپنا سر کھول دیا اور گھوڑا بادشاہ کو لیکر کھڑا ہو گیا کہ ایک قدم بھی نہ چل سکا
لوگ دوسرا گھوڑا لائے پھر تیسرا چوتھا لائے مگر یہی حال رہا۔ بادشاہ نے لوگوں سے کہا دیکھو
تو کیا بات ہے لوگوں نے دیکھا تو فقیہ رحم سر کھولے ہوئے تھے پوچھا یہ کیا حال ہے فرمایا میرا
داماد قید میں ہے بادشاہ نے اُسکو رہا کر دیا تو فوراً گھوڑا چلنے لگا۔ ان کی وفات ۶۶۹ھ
میں ہوئی ہے اسکو مناوی رحم نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبد اللہ الصوفی رحم یہ شیخ بہاء الدین کا زرونی ہیں اپنے وطن سے تصوف کی تکمیل
کے بعد مصر آ رہے تھے لوگ ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ یہیں رہ پڑے اور اہل و عیال کو
چھوڑ بیٹھتے تھے۔ مناوی رحم کہتے ہیں ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ ان عجیب باتوں میں سے جو ان کیلئے
واقع ہوئی ہیں۔ یہی ہے جسکو نجم بالسی رحم نے بیان کیا ہے کہ ہم ان کے جنازہ پر حاضر تھے جب انکو
قبر میں اتار کیا پھر وہ شخص جسے انکو لحد میں داخل کیا تھا نکلا تو نہایت حسین و جمیل ہو گیا تھا
تمام حاضرین اُسکے دیکھنے میں اور شیخ رحم کی اس کرامت سے تعجب میں از خود رفتہ ہو گئے ان شیخ کی وفات ۶۷۲ھ
میں ہوئی اسکو مناوی رحم نے بیان کیا ہے

ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن محمد الزودی - امام عالم فاضل صاحب اتقان و اتقان
تھے علم ادب اور خاص کر علم لغت کی سرکردگی ان پر ختم تھی خوش خلق سلیم القلب اور
خیر و صلاحیت سے مشہور تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی
تو ارشاد فرمایا جو تم سے بڑھ لیکا جنت میں جائیگا اور اسی خواب کی وجہ سے ان سے
بہت علماء نے علم حاصل کیا ہے جن میں سے الشیخ الشریف عبد الرحمن بن ابی النخیر فارشی
بھی ہیں۔ یہ فقیہ رحمہ اللہ عمر میں مکہ مکرمہ رہنے لگے تھے اور وہاں والوں کو ان سے بہت
عقیدت تھی، فقیر سلیمان علوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ہمارے دوست عبد اللہ بن
محمد کی رح نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ان کو دستوں کا مرض ہو گیا خون آنے لگا اور بہت زیادہ
بڑھ گیا یہاں تک کہ دن رات میں ساٹھ ساٹھ مرتبہ اٹھتے تھے ان کے والد حضرت شیخ
محمد زودی رح کو ان کے پاس لائے کہ صحت کے واسطے دعا فرمائیں کیونکہ ان لوگوں کے
یہاں مکہ مکرمہ میں آپ ہی مشہور بزرگ تھے۔ آپ تشریف لے آئے دعا کی اور ان سے
فرمایا اپنا پیٹ کھول دیا تو آپ نے بھی اپنا پیٹ کھولا اور اسکو ان کے پیٹ
سے ملایا اور چلے گئے اس کا اثر فوراً ہی ظاہر ہونے لگا کہ خون آنا کم ہو گیا اور وہ بہت
جلد شفا یاب ہو گئے۔ شریف عبد الرحمن بن ابی النخیر فارشی مکی کہتے ہیں کہ جب مجھ کو
ان شیخ زودی رح کا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا اور حضور کا ارشاد
فرمانا کہ جو تم سے بڑھ لیکا جنت میں داخل ہوگا معلوم ہوا تو میں نے ان کے پاس پڑھنے
کے واسطے جانیکا پختہ ارادہ کر لیا تھا مگر شیخ خود ہی میرے موضع میں تشریف لے آئے اور
میں نے وہیں پڑھ لیا۔ اور ان کی کرامتیں اسی قسم کی اور بھی ہیں آپ کی وفات ۸۲۰ھ میں مکہ
مکرمہ میں ہوئی ہے اور جنت المعلّٰۃ میں حضرت ام المؤمنین سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا
کے قریب دفن کئے گئے ہیں اسکو شرح رح نے بیان کیا ہے

ابو عبد اللہ محمد بن عیسیٰ الزبلی رح زہد و عبادت اور کامل تقویٰ کیساتھ ساتھ
خارق عادت کرامات اور سچے مکاشفات والے بزرگ تھے۔ ان پر ایک نور اور ہیبت تھی
ان کے دادا فقیر محمد بن عمر زبلی نے کہد یا تھا کہ میرے بیٹے عیسیٰ کے ایک لڑکا ہو گا

سلسلہ
زہد و عبادت
بابہ ماہ رجب
۱۳۶۱ھ

جس کا نام محمد ہو گا اُس کی ابتدا میری انتہا جیسی ہو گی۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کا ایک جوان لڑکا تھایہ لڑکا کچھ لوگوں کیساتھ ایک مجمع میں تلوار کا کھیل کر رہا تھا جیسا کہ عام مواضع کے اہل عرب کی عادت ہے۔ اتفاق سے ایک شخص کی آنکھ میں تلوار لگی اور آنکھ نکل گئی حضرت فقیرؒ کو جب یہ معلوم ہوا اُس شخص کو بلایا اور آنکھ کو اُس کی جگہ لگا کر اسیر لعاب مبارک لگا دیا تو آنکھ جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب آپ نے وہ مسجد جو ان کی آبادی میں ہے بنائی تو اتفاق سے ایک شخص ایک اونچی جگہ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی وہ حضرت فقیرؒ کے پاس لایا گیا آپ نے اُس کی گردن پر ہاتھ پھیرا اور لعاب مبارک لگایا تو اُس کی گردن ٹھیک ہو گئی کہ گویا اُس میں کچھ ہوا ہی نہیں اور اسی وقت سب کی ساتھ کھڑا ہو کر تعمیر کرنے لگا۔ اسی مسجد کی تعمیر کے زمانہ میں آپ کی جو کرامت بہت مشہور تھی یہ تھی کہ آپ غیب سے خرچ کرتے ہیں اور یہ اسلئے کہ آپ کے پاس ظاہر میں نہ کوئی مال تھا نہ تجارت نہ زراعت نہ ان کے علاوہ کوئی اور سلسلہ بلکہ آپ فقیر محض تھے اور اسکے باوجود ایک بہت وسیع عمارت بنادی اور اُس میں بہت مال خرچ کر دیا۔

۱۳۸

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ بارش کے باب میں جب لوگ آپ کے سر ہو جاتے تھے فوراً پانی آجاتا اور حق تعالیٰ اُسی وقت ان پر بارش نازل فرما دیتے تھے آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ الملک المجاہد کی ایک باندی جسکو اُن کی والدہ نے شیخ کے پاس بھیجا تھا حاضر ہوئی اور اپنے آقا کی رہائی کے بارہ میں شیخ کے سر ہو گئی اُن دنوں جبکہ اُن کو مکہ مکرمہ سے گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا تھا آپ نے فرمایا وہ ابھی رہا کر دئے گئے اُسے اس وقت کی تاریخ یاد کر لی جب رہائی کے بعد مجاہد آگئے تو انہوں نے بتایا کہ اُن کی رہائی اُسی وقت ہوئی تھی جس وقت میں شیخ نے ان کی رہائی کی خبر دی تھی۔ آپ کی وفات ۷۸۵ھ میں ہوئی ہے۔ اسکو شریحؒ نے بیان کیا ہے۔

محمد ہمدان الدین شاہ نقشبندؒ بخاری تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ اعظم اور بڑے بڑے ائمہ صوفیہ کے پیشرو تھے طریقت کو شیخ محمد بابا السہاسیؒ اور شیخ

سید امیر کلال سے حاصل کیا ہے سلسلہ میں بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر قصر الحار فان
 آبادی میں تو گدھے ہیں ^{۳۳} کل ایک صفحہ ۳۰ سطر ^{۳۳} ^{۳۳}
 آپ کی بڑی کرامتوں میں سے ایک ہے آپ نے فرمایا ہے کہ ایک دن میں اور محمد زاہد جنگل گئے اور
 یہ سچے عاشق تھے اور ہماری ساتھ کہدا لیں تھیں ہم بھی ان کا شغل کر رہے تھے کہ ہم پر ایک
 ایسی حالت طاری ہوئی کہ جسے مجبور کر دیا کہ ہم کہدا لیں پھنیکدین اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ
 کریں۔ اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر چھوٹا تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجہ پر
 ہوتی ہے کہ اگر مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مر جا تو وہ فوراً مر جائے پھر یہ ہوا کہ
 میں نے ان سے کہدیا تم مر جاؤ وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک
 غرہ ہی رہے گرمی کا وقت تھا اسلئے میں کہہ اگیا اور بہت حیران ہوا میں قریب ہی ایک
 سایہ کی جگہ چھوٹ گیا اور سخت حیرت میں ہا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی
 زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی اسی وقت میرے دل میں یہ اتفاق
 کیا گیا کہ ان سے کہو اے محمد زندہ ہو جاؤ میں نے تین مرتبہ ان کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی تھوڑی ۱۳۵
 حیات سرایت کرنے لگی اور میں ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ یہ پہلی سی حالت پر لوٹ
 آئے میں سید کلال کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا جب میں نے یہ عرض
 کیا کہ وہ مر گئے اور میں اُس کی وجہ سے حیران ہو گیا تو فرمایا بیٹا تم نے ان سے کیوں نہ کہدیا کہ
 زندہ ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہدیا اور وہ زندہ
 ہو گئے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے نو اسے شیخ حسن عطار کو جبکہ وہ بچہ ہی
 تھے دیکھا کہ ایک پتھر پر سوار ہیں اور چاروں طرف اورتھے ہیں فرمایا قریب ہے کہ یہ
 سوار ہوگا اور بادشاہ اور امراء اس کے آگے آگے ہونگے پھر ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا
 کہ یہ بالغ ہونے کے بعد خراسان آگئے وہاں کے بادشاہ مرزا شاہ رخ رحمہ اللہ سے
 بارغ زافان میں ملاقات ہوئی۔ بادشاہ نے ان کیلئے اپنا خیر پیش کیا جب انہوں نے سوار
 ہونے کا ارادہ کیا تو بادشاہ نے اُس کی باگ پکڑی اور آگے آگے چلا یہاں تک کہ خیر کی
 شوخی جاتی رہی پھر شیخ حسن پیدل ہوئے اور اپنے راستہ پر بخارا کو چلے گئے

شرف ر نے ان کے نانا صاحب قدس سرہ کی روحانیت کیلئے تواضع اور شہوت و حضور
 میں سر جھکا لیا پھر بادشاہ سے ان کی بشارت اور کرامت کے واقع ہو جانیکا تذکرہ کیا
 تو بادشاہ اور اسکے سب ساتھیوں کی ان کے ساتھ عقیدت بڑھ گئی۔ اہل اہل اسطر ۱۲۹
 آپ کے متوسلین میں سے کسی سے روایت ہے کہ آپ شہر مرو میں تھے اور میں خدمت
 میں حاضر تھا مجھے اپنے گہرواؤں کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا جو بخارا میں تھے اور خبر یہ
 پھونچی تھی کہ میرے بھائی شمس الدین کا انتقال ہو گیا ہے مجھے اجازت لینے کی جرات نہ
 ہوئی تو میں نے امیر حسین سے جو اس وقت شیخ رہے ساتھ تھے استدعا کی کہ مجھے اجازت
 لے دین شیخ ایک روز جمعہ کی نماز کے واسطے تشریف لیکے تو ایسی میں امیر صاحب میرے
 بھائی کے انتقال کا ذکر کیا تو فرمایا یہ کیسی خبر ہے وہ تو زندہ ہے اور یہ اس کی خوشبو بھیل
 رہی بلکہ میں اس کی خوشبو کو بہت ہی قریب پاتا ہوں۔ ان کی باتیں ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھیں
 کہ میرے بھائی بخارا سے آگے وہ آئے اور شیخ کو سلام کیا تو فرمایا امیر حسین یہ ہے
 شمس الدین تو حاضرین پر ایک زبردست حال طاری ہو گیا۔

۱۲۰

شیخ علاء الدین عطار کہتے ہیں کہ حضرت قدس سرہ بخارا میں تھے اور آپ کے ایک
 مرید کے عزیز مولانا عارف خوارزم میں تھے حضرت ایک دن اپنے متوسلین سے صفت
 بصر پر گفتگو فرما رہے تھے اثنائے کلام میں فرمایا کہ مولانا عارف اس وقت خوارزم سے
 سرائے کی طرف چلے ہیں۔ اور سرائے کے راستہ میں فلان جگہ تک پھونچ گئے ہیں پھر
 کچھ دیر بعد فرمایا کہ مولانا عارف کے دل میں یہ خیال آ رہا ہے کہ وہ سرائے نہ جائیں اور
 وہ خوارزم کی طرف لوٹ گئے حاضرین نے اس واقعہ کو یقیناً تاریخ لکھ لیا پھر ایک مدت
 کے بعد مولانا عارف خوارزم سے بخارا آئے تو جو کچھ شیخ قدس سرہ نے فرمایا تھا انکو
 سنایا انہوں نے کہا کہ بعینہ یہی بات مجھے پیش آئی تھی سب کو اس بات سے بہت زیادہ
 تعجب ہوا۔

شیخ عبد اللہ خوجندی کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ کی خدمت میں میرے رہ پڑنے کا

۱۵ بینائی یعنی اس امر پر کہ اہل سرود کی چیزوں کو ایسے دیکھ لیتے ہیں جیسے قریب کی چیزوں کو ۱۲ مترجم

سبب یہ ہوا ہے کہ اس سے کئی سال پہلے میں خود میں ہی تھا کہ دل میں عشق کی آگ لگ چکی تھی۔ میرا قرار سب کر دیا تھا میں طریق میں داخل ہونیکا سخت پیاسا تھا آخر خود خود سے حیران و پریشان نکل کھڑا ہوا یہاں تک کہ ترمذ پھونچا اور انتہائی بیقراری کی حالت میں عارف کبیر ابو محمد بن علی الحکیم الترمذی قدس اللہ سرہ کے مزار مبارک کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ پھر ہر جھون کے کنارہ پر مسجد میں گیا اور وہاں سو گیا تو خواب میں دور عذاب والے بزرگوں کو دیکھا ان میں سے ایک صاحب مجھ سے فرمایا تم ہم کو پہچانتے ہو۔ میں تو محمد بن علی الترمذی ہوں اور یہ حضر علیہ السلام ہیں تم خود کو مشقت میں نہ ڈالو بیقرار نہ ہو کیونکہ ابھی اس کام کا جس کا تم ارادہ کر رہے ہو وقت نہیں آیا لیکن اس درجہ پر بارہ سال کے بعد بخارا میں شیخ بہاء الدین شاہ نقشبند کے ہاتھ پر جو اس وقت قطب زمانہ میں مقصود کو پھونچ جاؤ گے پھر مجھے افاقہ ہوا تو وہ سوزش سکون پا گئی اور میں خود بند لوٹ آیا پھر ایک دن میں بازار میں جا رہا تھا کہ دو ترکہ شخص مسجد میں داخل ہوتے ہوئے ملے میں بھی ان کے پیچھے پھونچ گیا وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے میں نے ان کی باتوں پر کان لگایا تو سنا کہ وہ اس طریق کے حالات پر گفتگو کر رہے ہیں میرے دل میں ان کی طرف میلان پیدا ہوا میں جلدی سے اٹھا اور ان کے واسطے کہا نا لیکر آیا ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص میں عشق کی سوزش معلوم ہوتی ہے مناسب یہ ہے کہ یہ ہمارے بادشاہ شیخ اسحق کے صاحبزادہ کی خدمت میں رہے جب میں نے سنا تو ان سے ان شیخ کے حالات پوچھے انہوں نے کہا کہ یہ لواحق خود بند ہی میں ہیں میں اس وقت ان کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے بہت ہی زیادہ ہر باقی فرمائی۔ ان کے ایک لڑکے نے جس پر خلوص و شرافت کے آثار تھے میرے متعلق کہا کہ یہ مرید تو صاحب انکسار ہے مناسب ہے کہ جناب اسکو انتخاب فرمالین اور داخل سلسلہ کر لین تو شیخ روپڑے اور فرمایا بیٹا یہ تو شیخ بہاء الدین کی اولاد میں ہے میرا اس پر کوئی حکم نہیں چلتا اسکے بعد میں خود بند لوٹ آیا اور اس اشارہ کے ظہور کے زمانہ کا انتظار کرنے لگا کچھ ہی مدت گزری ہو گی کہ میں نے اپنے دل کو دیکھا کہ بخارا کی جانب کھینچا جا رہا ہے اور مجھے اس کی قدرت نہ رہی کہ ایک منٹ کی بھی دیر کر سکوں تو میں نے

بخارا کی طرف سفر شروع کر دیا جب میں بخوج گیا سیدہ شیح قدس اللہ سرہ کی بارگاہ کا ارادہ کیا۔ آپ کے دیدار سے مشرف ہوا تو فرمایا عبد اللہ جو جندی تھے دیکھ لیائے کہ بارہ سال کی مدت کے پورا ہونے میں تین دن باقی رہے ہیں پھر اس اشارہ سے ایک عجیب حالت طاری ہو گئی اور شیخ کی محبت کی صبح سعادت افق دل میں طلوع کرا لی حاضرین اس اشارہ کو نہ سمجھ سکے تو مجھ سے پوچھا جب میں نے ان لوگوں کو اس کی حقیقت کا واقعہ چکھایا تو کیف و سرور سے چھو لے نہ سمائے پھر شیخ مجھ پر پوری پوری عنایت سے متوجہ ہوئے اور خدمت میں قبول فرمایا قدس اللہ سرہ۔

شیخ علاء الدین نے بیان کیا ہے کہ میں ایک ابرو والے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا آپ فرمایا کیا ظہر کا وقت آگیا میں نے عرض کیا نہیں فرمایا آسمان کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو کوئی حجاب نہ پایا اور آسمان کے تمام فرشتوں کو ظہر کی نماز میں مشغول دیکھا فرمایا تم کیا کہتے ہو کیا ظہر کا وقت آگیا۔ میں اس حرکت پر جو مجھ سے صادر ہو گئی تھی شرمندہ ہوا استفادہ کیا اور ایک مدت تک اس حالت میں رہا کہ اپنے دل میں اس کی وجہ سے بہت بڑا بار محسوس کرتا رہا۔

۱۲۲۰

صلی اللہ علیہ وسلم شیخ علاء الدین عطار رحمتہ
بیان کیا ہے کہ شیخ تاج الدین صاحب کو جو بارگاہ بہائیبہ کے متوسلین میں تھے جب شیخ کسی ضرورت سے قصر العارفان سے بخارا بھیجتے تھے تو یہ ذرا سی دیر میں لوٹ آیا کرتے تھے اور یہ اسلئے کہ جب یہ مریدین کی نظر سے غائب ہوتے ہو یا میں اڑنے لگتے تھے ایک دن شیخ نے مجھے کسی کام سے بخارا بھیجا میں بھی اسی طرح گیا راستہ میں شیخ کو دیکھا اور شیخ رحمتہ نے مجھے اس حالت پر دیکھ لیا مجھ سے اس حال کو سلب کر لیا اسکے بعد پھر میں ایسا کر لینے پر کبھی قادر نہیں ہو سکا۔ شیخ خسرو رحمتہ نے جو حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ کے بڑے خاص لوگوں میں تھے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک روز شیخ کی زیارت کا ارادہ کیا تو حضرت اقدس کو باغ میں حوض کے کنارہ کھڑا ہوا ایک شخص سے جسکو میں جانتا نہ تھا باتیں کرنے پایا جب میں نے سلام عرض کیا تو یہ شخص باغ کے کسی گوشہ میں چلا گیا۔ حضرت قدس اللہ سرہ نے مجھ سے دوبار یہ فرمایا کہ یہ خضر علیہ السلام تھے مگر میں کچھ نہیں بولا خاموش رہا اور حق تعالیٰ کی

مرد سے میں نے اپنے دل میں ان کی جانب ظاہری و باطنی کو ٹیلیاں نہیں پایا پھر دو یا تین دن بعد میں نے اُن کو خانقاہ کے باغ میں دیکھا کہ حضرت قدس الدسرہ کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔ اور دو ماہ بعد بخارا کے ایک بازار میں خود مجھے بھی ملاقات ہو گئی تو تبسم فرمایا۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے معاف کیا خوش طبعی کی باتیں کیں اور میرے حالات پوچھے جب میں قصر العارفانہ لوٹ آیا اور حضرت شیخ قدس الدسرہ کے آستانہ پر حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا تم بخارا کے بازار میں خضر سے ملکر آئے ہو ما

ایک عالم نے حضرت شیخ کے مریدوں کی ایک جماعت کی ساتھ عراق تک سفر کیا وہ کہتے ہیں کہ جب ہم سمنان پھونچے تو سنا کہ یہاں شیخ کے مخلصین میں سے ایک بزرگ ہیں جن کا اسم شریف سید محمود ہے ہم لوگ اُن کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور اُن سے حضرت شیخ کے سلسلہ میں داخل ہونیکا سبب پوچھا۔ اُنہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی حضور ایک نہایت خوبصورت مکان میں تھے حضور کی برابر ایک بارعب شخص تھے۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یا اُن بزرگ کی خدمت میں ادب و تواضع کی ساتھ عرض کیا کہ میں آپ کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا اسکا اور آپ کے زمانہ اور آپ کی صحبت کی برکتوں میں حاضر نہ تھا اسلئے یہ سعادت مجھے حاصل نہیں ہو سکی تو میں کیا کروں۔ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میری برکت اور میرے دیکھنے کی فضیلت حاصل کرو تو شیخ بہاء الدین کی پیروی اپنے لئے ضروری کرو اور ان بزرگ کی طرف اشارہ فرمایا جو حضور کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ میں نے شیخ رحمہ کو اس سے پہلے کہی دیکھا نہ تھا جب ہوش میں آیا تو میں نے ان بزرگ کا نام اور اُن کا حلیہ ایک کتاب کی پشت پر لکھ لیا۔ پھر ایک مدت کے بعد میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس پر بہت تورا اور ہیبت و رعب تھا وہ آیا اور دکان پر بیٹھ گیا جب میں نے اُن کا چہرہ مبارک دیکھا تو مجھے وہ حلیہ یاد آ گیا اور مجھ پر ایک زبردست حالت طاری ہو گئی جب وہ حالت ارفع ہوئی تو میں نے درخواست کی کہ میرے گھر کو بھی مشرف فرمائیں آپ نے قبول فرمایا اور کہڑے ہو گئے آپ آگے آگے تشریف لے چل رہے تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے اپنے

مطر کر بھی نہیں دیکھا اور سید ہے میرے مکان پر تشریف لے آئے یہ سب پہلی کرامت ہے جو میں نے آپ کی کرامتوں میں دیکھی کیونکہ آپ نے میرا گھر بالکل نہیں دیکھا تھا جب کہ اندر تشریف لے آئے تو خاص میرے حجرہ پر تشریف لیگے اس میں میرا کتب خانہ تھا، آپ نے دست مبارک بڑھایا اور ان میں سے ایک کتاب نکال کر مجھے دی اور فرمایا تم نے اس کی پشت پر کیا لکھا ہے تو یہ وہی کتاب جس کی پشت پر میں نے وہ خواب اور اس کی تاریخ لکھ رکھی تھی اور اسکو سات سال ہو گئے تھے مجھ پر اس کی اطلاع سے ایک حالت پہلی حالت سے بھی زبردست طاری ہو گئی جب مجھ سے وہ حالت جو میں محسوس کر رہا تھا رفع ہو گئی تو حضرت نے بہت ہربانی سے بائیں فرمائیں اور اسکو کہ میں سلسلہ میں داخل ہو جاؤں قبول فرمایا اور خدمت آستانہ کی سعادت سے مشرف فرما دیا ص ۲۵ اکل ۲۵ ص ۱۵
 آپ کے متوسلین میں سے ایک صاحب روایت ہے کہ میں شیخ قدس الدرہ ایک روز میرے یہاں تشریف لائے تو مجھے اس وجہ سے کہ اس وقت میرے یہاں آٹا بھی نہ تھا بہت زیادہ شرمندگی ہوئی پھر میں آٹے کا ایک پلہ لے آیا شیخ رحم نے فرمایا تم اسی آٹے میں سے پکاتے رہنا اور کسی کو اس کے کم زیادہ ہونیکے خبر نہ کرنا۔ شیخ رحم نے میرے پاس دس ماہ قیام فرمایا شیخ کی زیارت کیلئے مریدین واجب گھر پر آتے رہتے تھے اور ہم ان کیواسطے اسی آٹے میں سے پکاتے رہتے تھے یہ سب تھا مگر آٹا بدستور تھا پھر اسکے بعد میں نے اپنی بیوی کو یہ بتا دیا اور شیخ کے حکم کے خلاف کر بیٹھا تو برکت جاتی رہی اور آٹا بہت ہی جلد ختم ہو گیا۔ میرے لئے آپ کے کمال ولایت اور زبردست بزرگی کی قوی عقیدت کا سب سے بڑا سبب یہ ہوا تھا۔

شیخ محمد زاہد کہتے ہیں کہ میں زمانہ سلوک میں شیخ قدس الدرہ کے پاس بیٹھا تھا وقت فصل ربیع کا تھا میرے دل میں خربوزہ کی خواہش ہوئی تو میں نے شیخ رحم سے فرمائش کی تو قریب میں ایک جاری پانی تھا آپ نے فرمایا اس پانی پر جائیں گیا تو وہاں ایک خربوزہ اسی وقت کا سا ٹوٹا ہوا پایا مجھے اس سے حضرت اقدس کا نہایت کامل اعتقاد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے ہم سب کو نفع پھونچائیں۔

اپنے متوسلین میں سے کسی سے نقل ہے کہتے ہیں جب میں شیخ قدس سرہ کی صحبت سے
مشترف ہوا تو شیخ شادی رح جو حضرت کے متوسلین میں سے خاص آدمی تھے مجھے نصیحت کیا
کرتے تہذیب دینی اور اصلاح فرمایا کرتے تھے جن جن باتوں کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا ان میں
ایک یہ بھی ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص اس طرف پاؤں نہ پھیلائے جس طرف شیخ ہوں۔ میں
ایک روز شیخ کی زیارت کیلئے سخت گرمی کے وقت غزوت سے قہر العارفان چھوٹا راستہ
میں ایک درخت کے سایہ کی پناہ لی اور لیٹ گیا ایک جانور آیا اور میرے پیر میں دو دفعہ
کاٹا۔ مجھے اس سے بہت ہی سخت تکلیف ہوئی تو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر لیٹ گیا تو اس نے پھر
تیسری مرتبہ ایسا ہی کاٹا میں بیٹھ گیا اور دیر تک اس کی وجہ سوچتا رہا آخر شیخ شادی رح
کی نصیحت یاد آئی اور دیکھا کہ میں نے قہر العارفان کے کنارہ کی طرف پیر پھیلا لئے تھے اور
حضرت شیخ اس وقت اسی جگہ تھے تو معلوم ہو گیا کہ یہ میری اس حرکت پر تنبیہ ہے۔ شیخ
علاء الدین رح نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ رح نے امیر حسین کو حکم دیا کہ بہت سی لکڑیاں جمع
کر لو۔ اور یہ موسم سرما میں تھا جب ارشاد کی تعمیل ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اگلے دن بہت برف
گرایا ایسے کہ چالیس مرتبہ برف گر پھر شیخ رح نے اسی وقت خوارزم کا سفر اختیار کیا شیخ شادی
رح بھی آپ کی خدمت میں تھے جب ہر حرام پر پھونچے آپ نے ان کو حکم دیا کہ پانی کے اوپر کو
چلے جائیں مگر شیخ شادی کو درمحلوم ہوا آپ نے کئی دفعہ فرمایا مگر وہ ایسا نہ کر سکے پھر آپ نے
ان کی طرف بہت تیز نظر سے دیکھا جس سے وہ دیر تک بے ہوش و حواس رہے جب ہوش
بجا ہوئے پانی پر قدم رکھا اور چلنے لگے۔ پیچھے شیخ بھی تشریف لیچے جب عبور فرما گئے
تو فرمایا دیکھنا کیا تمہارے موزہ کا کوئی حصہ بھیکا ہے دیکھا تو اس میں حق تعالیٰ کو فضل
و قدرت سے تری بھی نہ پائی۔

شیخ رح کے متوسلین میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضرت قدس اللہ سرہ سے
میری محبت اور حاضری خدمت کا سبب یہ ہوا تھا کہ میں بخارا کے بازار میں اپنی دکان پر
تھا آپ تشریف آور دکان پر بیٹھ گئے اور حضرت بایزید رح کے کچھ اوصاف بیان کرنے
شروع فرمائے یہاں تک کہ آپ فرمایا کہ اے ان اوصاف میں سے جو ذکر کئے گئے ہیں یہ بھی ہے

کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے کپڑے کا کنارہ کسیکو چھو جائے تو وہ میرا محبت کرے والا اور شیدا بن جائے اور پیچھے پیچھے ہو لے اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں اپنی آستین کو حرکت دے دوں تو تمام اہل بخارا چھوٹے بڑے سب کو ایسا کر دوں کہ میرے غید اہوں میری محبت میں کشتہ ہو جائیں گہ اور کانین چھوڑ بیٹھیں اور میرے پیچھے ہو لیں اور دست مبارک آستین پر رکھا اس وقت میری نظر آپ کی آستین پر پڑ گئی تو مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے اور بہت وقت تک میں اسی حال میں رہا جب افاقہ ہوا تو ان کی محبت کی سلطنت چھپر قابو پا چکی تھی آخر گھر اور دکان کو چھوڑ چھاڑ کر ان کی خدمت میں آ پڑا۔

مفتو سکین ہی میں سے ایک صاحب روایت ہے کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت قدس سرہ سے درخواست کی کہ میرے واسطے دعا فرماویں کہ میرے لڑکا ہو جائے آپنے دعا فرمائی اور آپ کی دعا کی برکت سے میرے یہاں لڑکا تو لد ہو گیا مگر پھر مر گیا۔ میں نے حضرت سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا تم نے تو ہم سے یہ درخواست کی تھی کہ تمہارے لڑکا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمادیا اور پھر اسے لیلیا لیکن میں امید ہے کہ درویشوں کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ تم کو دو لڑکے دینگے جنکی عمر دراز ہوگی کچھ دن بعد میرے یہاں دو لڑکے پیدا ہو گئے پھر ان میں سے ایک بیمار ہوا تو میں نے حضرت شیخ سے عرض کیا فرمایا وہ میرا بچہ ہے تم کو اس کی کیا فکر وہ بہت مرتبہ بیمار ہو گا اور پھر تندرست ہو جائیگا۔ پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا رضی اللہ عنہ۔

۱۴۶

شیخ عارف و بکرانی سے جو حضرت سید امیر کلال قدس سرہ کے بڑے خلفاء میں ہیں روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم ایک دن شیخ بہاء الدین کی زیارت کیلئے قصر العارفان گئے جب بخارا کو واپس آئے تو ہماری ساتھ وہاں کے درویشوں کی ایک جماعت تھی ان میں سے ایک شخص نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے خلاف کچھ کہنا چاہا مگر اسکو روک دیا اور اس سے کہا کہ تم انکو پہچانتے ہی نہیں ہو تم کو جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی شان میں بے ادبی اور بدگمانی کرو مگر وہ باز نہ آیا تو اسی وقت ایک بھرن آئی اسکے منہ میں گھس گئی اور کاٹ لیا اسکو اسقہ تکلیف ہوئی کہ صبر نہ کر سکا میں نے کہا کہ یہ حضرت شیخ کیساتھ بے ادبی کی وجہ سے

تو وہ بہت رویا پھر تو بہ کی اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع ہوا تو اُسی وقت اچھا ہو گیا۔ صحراؤ
 قیحا کے لشکر نے بخارا شہر کا محاصرہ کر لیا اور ایک مدت تک محاصرہ قائم رہا۔ تو اہل شہر پر بڑی
 مصیبت ہو گئی اور بہت مخلوق ہلاک ہو گئی وہاں کے امیر نے حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی
 خدمت میں اپنے چند خاص لوگوں کو بھیجا کہ حضرت ہم تو دشمنوں کے مقابلہ سے بالکل ہی
 عاجز آچکے ہیں اور ہماری تمام تدبیریں خاک میں مل چکی ہیں اور تمام ذرائع ختم ہو گئے ہیں اب
 ہمارے واسطے کوئی پناہ کی جگہ نہیں کہ ہم ان ظالموں سے پناہ لے سکیں سوائے آپ کے
 تو آپ اللہ تعالیٰ سے بیقراری کیسا تھو دعا فرمائیں کہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں سے نجات
 دیں یہی وقت امداد اور دستگیری کا ہے آپ نے فرمایا ہم آج رات دعا کریں گے اور دیکھیں ربُّ
 العزت جل جلالہ کیا کرتے ہیں جب صبح صادق ہو گئی تو آپ نے ان لوگوں کو اطلاع دی کہ مجھ کو چھ
 روز کے بعد مصیبت کے دور ہو جائیگی بشارت دی گئی ہے ان لوگوں نے امیر کو اس کی بشارت
 دیدی اور تمام اہل بخارا اس سے بہت خوش ہوئے اور ایسا ہی ہوا چھ روز کے بعد دشمن کے لشکر
 نے شہر سے محاصرہ اٹھالیا اور سب کے سب چلے گئے۔

شیخ شادی رہتے ہیں کہ جب مجھ کو شیخ قدس اللہ سرہ کی محبت کی سعادت نصیب ہو گئی
 تو مجھ پر خرچ کرنا اور ایثار کرنا سہل ہو گئے میرے پاس ایک دن تئو اشرفیہاں جمع ہو گئیں
 میرے گھر کے لوگ ان کو جمع رکھنے کے باب میں مجھ سے کہنے آئے اور میں نے یقین کے
 ضعف کی وجہ سے ان کی موافقت کر لی پھر میں بخارا گیا اور کیمخت کا موزہ وغیرہ خریدا پھر
 حضرت قدس اللہ سرہ کی زیارت کیلئے قصر العارفان پہنچا جب آپ کے سامنے حاضر ہوا تو
 فرمایا تم بخارا کیوں گئے تھے میں نے عرض کیا وہاں ایک کام پیش آگیا تھا فرمایا یہ کیمخت
 کا موزہ مجھے دو اور باقی جو کچھ خریدا کر لائے ہو وہ بھی دو میں نے جلدی سے سب
 حاضر کر دیا۔ فرمایا اور ان تئو اشرفیہاں سے حسب قدر باقی ہے وہ بھی حاضر کرو۔ میں وہ
 بھی لے آیا تو پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا اگر میں چاہوں تو تمہارے اس پہاڑ کو اللہ کی
 قوت و قدرت کے طفیل سونا بنا دوں لیکن ہم لوگوں کو اس عالم فنا میں ایسی ایسی چیزوں
 کی طرف التفات ہی نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس گروہ کی نظر تو اس عالم سے پرے ہے اور

تم کیسے جمع کرنا چاہتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ جو ہمارے واسطے ہے اس میں سے کچھ بھی نہ کیا جائیگا۔ میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسی باتوں کی طرف پھر عود نہ کرنا۔
مولانا محمد مسکین جو آپ کے متوسلین میں سے بڑے شخص تھے کہتے ہیں کہ بخاری میں ایک بزرگ کا انتقال ہو گیا تو حضرت شیخ قدس الدسرہ اس کے گہرا دل کو صبر کی تلقین کیلئے تشریف لیگئے۔ ان لوگوں نے خود بھی اور ان کے متعلقین نے بھی بہت رنج و غم اور جزع فزع ظاہر کیا اور ایسے افعال بھی کر گزرے جنکو سب حاضرین نے ناگوار سمجھا لوگوں نے روکا اور طعن بھی کیا تو شیخ رحمہ نے فرمایا جب میری موت آئے گی تو میں درویشوں کو بتا دوں گا کہ کیسے مرتے ہیں آپ کی یہ بات میرے دماغ میں محفوظ رہی حتیٰ کہ شیخ رحمہ آخری مرض میں بیمار ہوئے تو خالقہ تشریف لائے اور خلوت خانہ میں داخل ہو گئے۔ متوسلین آپ کے پاس آتے رہے اور بیٹھتے رہے آپ ہر ایک کو اس کے مناسب وصیت فرماتے رہے پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے دعا کی اور ہاتھ منہ پر پھیر لئے بس پھر وصال ہو گیا۔

۱۴۸

شیخ علی داماد جو حضرت شیخ قدس الدسرہ کے خدام میں ہیں کہتے ہیں کہ حضرت نے مجھے اپنی قبر شریف کے کھودنے کا حکم دیا جب میں نے اسے پورا کر لیا تو دل میں یہ سوچ آیا کہ آپ کے بعد آپ کی جماعت میں جانشین کون ہوگا آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اب تک وہی بات جو مجھے حجاز کے راستہ میں کہی تھی کہ جو میری پیروی کرنا چاہتا ہے وہ محمد یارسا کی پیروی کرے پھر افسوس دوسرے روز آپ کا انتقال ہو گیا۔

شیخ علاء الدین عطار رحمہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت شیخ قدس الدسرہ کی نزع کی حالت میں سو رہے تھے پڑھ رہے تھے جب نصف پڑ پھونچے تو انوار بلند ہونے لگے ہم سب کلمہ طیبہ میں مشغول ہو گئے اور شیخ قدس الدسرہ رحلت فرما گئے اور وفات شب دوشنبہ ۳ رجب الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی ہے اور اپنے باغ میں اسی جگہ جہاں حکم فرمایا تھا دفن کئے گئے پھر آپ کے متوسلین نے قبر شریف پر بڑا سابقہ بنا دیا ہے اور باغ کو کاٹ کے وہاں ایک بڑی سی مسجد بنا دی ہے۔ مسلمان بادشاہوں نے اُس پر بہت اوقاف کر دی ہیں اور بہت زیادہ اہتمام شان کیا ہے رضی اللہ عنہ۔ اس سب کو خانی رحمہ نے

الحقائق الوردیہ میں ذکر کیا ہے **صفحہ ۲۵** کل ایک صفحہ ۲۵ سطر **۱۵۲**
 ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابی بکر بن یوسف المکدشی رح بڑے بزرگوں میں سے
 تھے صاحب احوال طاہرہ و کرامات فاخرہ تھے۔ ات کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک
 شخص کسی اور شہر سے آپ کی زیارت کیلئے آیا اسکو راستہ میں ڈاکو مل گئے اور انہوں نے
 اسے کپڑے اور جو کچھ درہم اسکے پاس تھے چھین لئے۔ یہ فقیہ محمد رح کے پاس حاضر ہوا سب
 قصہ عرض کیا اور کہا کہ میں اس وقت تک آپ کا کہنا نہیں کہاؤں گا جب تک آپ میرا حق واپس
 نہ کر دینگے وہ اس شخص کو لیکر اپنے دادا شیخ یوسف کی قبر پر گئے اور عادت شریفہ یہ تھی کہ
 جب کسی ضرورت میں کوئی آپ کے سر ہو جاتا تھا آپ اپنے دادا صاحب کی قبر پر آ جاتے تھے
 تاکہ اپنی کرامت دوسرے کی معرفت ظاہر کر دیں اور اپنا حال چھپا رکھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ
 کچھ دیر قبر کے پاس بیٹھے تو آپ نے فرمایا تم قبر کے پیچھے کیا دیکھتے ہو۔ میں اٹھا کہ دیکھو تو میرے
 کپڑے اور ان میں وہ درہم سب موجود ہیں۔ کوئی چیز کم نہ ہوئی تھی۔

۱۴۹

آپ کی کرامتوں میں سے وہ بھی ہے جسکو شیخ احمد صوفی نے بیان کیا ہے اور یہ بزرگ آپ کے
 خاص لوگوں میں سے تھے کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور حضرت ممدوح خبگل میں تھے میں نے عرض کیا
 حضرت کیا اولیاء کے یہاں کوئی حالت خطوہ (ایک قدم میں طویل میلون کی مسافت طے کر جانا)
 سے بھی زیادہ خاص ہے فرمایا ہاں تجز (یعنی جگہ بدلنے کے طریقہ پر حرکت کر کے طویل ترین مسافت
 قطع کر دنیا) میں نے عرض کیا یہ کس طرح ہوتا ہے فرمایا اس طرح اور آپ نے اپنی جگہ سے حرکت کی تو
 ہم کسی ایسے ملک میں تھے جسے ہم پہچانتے نہیں پھر مجھے فرمایا احمد ہم میں اور اس جگہ میں جہاں
 ہم تھے دو مہینے کے سفر کا فاصلہ ہے پھر آپ نے دوبارہ حرکت کی تو ہم اسی اپنی جگہ پر تھے آپ
 کی وفات ۸۷۹ھ میں ہوئی اور شریف احمد دینی نے غسل دیا اسکو شرجی رح نے بیان کیا ہے
 اور مناوی رح کہتے ہیں کہ آپ کی وفات ۸۷۹ھ میں ہوئی ہے لیکن ظاہر ہے کہ دونوں میں سے
 کسی ایک تاریخ میں تحریف ہو گئی ہے **۱۵۲** کل ۱۱ سطر **۱۵۳**

جلد اول میں یہاں تک تو حضرت اقدس مدظلہم العالی کی تلخیص تھی الحمد للہ ۲۷ شوال ۱۳۵۹ھ کی شب میں اس کا
 ترجمہ مکمل ہو گیا۔ آگے حضرت کے ارشاد فرمودہ معیار پیرا حق کی تلخیص ۱۲

محمد بن ابراہیم الکرووی - بیت المقدس کے پھر کاہرہ اور پھر مکہ معظمہ کے باشندہ
شافعی اور بڑے عارف ہیں رات بھر لیٹے نہ تھے ہتھ پڑھتے اور ساری رات عبادت
کیا کرتے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ پورے ایک ہفتہ تک کا روزہ بلا درمیا
میں افطار کئے بے تکلف رکھتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی اصل یہ ہے کہ انہوں نے
ایک بار شب کا کھانا والدین کے ساتھ کھایا تو صبح سے کھانے کی خواہش نہ ہوئی ایک ہفتہ
تک ایسے ہی رہے اور ایک وضو پر چار روز تک رہے اور مصر سے دمیا ط تک ایک ہی
وضو کیساتھ سفر کیا۔ دمیا ط میں کسی نے دعوت کی تو ایک لقمہ تناول کیا پھر وہاں سے رملہ
تک کچھ نہیں کھایا پھر رملہ کے بعد سے بیت المقدس تک کچھ نہیں کھایا آپ کی کرامتیں زہر
اور حالات سب بہت عجیب غریب ہیں سلامہ میں انتقال فرمایا اسکو مناوی رحمہ نے بیان
کیا ہے ص ۱۵۳ کل ۶ سطر

۱۵۳

محمد بابا السماسی - نقشبندیہ طریقہ کے مشائخ میں سے بڑے شیخ ہیں۔ آپ کی کرامتوں
میں یہ ہے کہ آپ نے شیخ محمد بہا والدین شاہ نقشبند کے ظہور کی خبر ان کی ولادت سے پہلے
دیدی تھی قصہ یہ تھا کہ جب یہ اُن کے وطن پر جو (جیسے کہ آگے آئیں گے) قصر العارفان ہے
گزرتے تو ساتھیوں سے فرماتے کہ میں اس زمین سے ایک عارف کی بومحسوس کرتا ہوں
یہاں تک کہ ایک بار گزرے تو فرمایا میں محسوس کر رہا ہوں کہ وہ خوشبو اب زیادہ ہو گئی ہے
اور یہ واقعہ اُن کی ولادت سے تین روز بعد کا ہے کچھ ہی دیر ہوئی کہ شاہ بہا والدین کے
دادا اُن کو آپ کے پاس لے آئے دیکھا تو فرمایا یہ میرا بیٹا ہے پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب
اور فرمایا یہ ہے وہ عارف جس کی طرف میں تلو بار بار اشارہ کیا کرتا تھا کہ میں اس آبادی سے
اُس کی خوشبو محسوس کرتا ہوں اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ساری مخلوق کا مقصد ہو گا اور سید
امیر کلال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس کی تربیت میں کوئی کمی نہ رکھنا اور اگر تنہ
کوئی کمی باقی رہی تو تم جھکو کہی اپنے سے راضی نہ پاؤ گے سید صاحب نے سہروردہ کھڑے ہو کر
عرض کیا میں نے لبس و چشم اس خدمت کو قبول کیا انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تربیت میں کوئی کوتاہی نہیں
کروں گا۔ ایک بار حضرت محدوج مع اپنی جماعت کے سید امیر کلال کے اکھڑے پر گزرے

۱۵۰

سید صاحب زور کرنے میں مشغول تھے آپ ان کے قریب کھڑے ہو گئے تو ساتھیوں میں سے کسی کے دل میں خیال آیا کہ شیخ ایسی بدعت والوں کے پاس کیوں کھڑے ہیں شیخ کو یہ دیکھ کر مکشوف ہو گیا۔ فوراً ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان لوگوں میں ایک شخص ایسا ہے کہ اس کی برکت و صحبت سے بہت لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بڑے بڑے مدارج حاصل ہوں گے میں اسکو شکار کرنا چاہتا ہوں۔ دفعۃً سید امیر کلال کی نظر حضرت شیخ محمد بابا پر پڑی نظر کا پڑنا تھا کہ ہاتھوں سے دل نکل گیا۔ شیخ واپس ہوئے تو سید امیر کلال بھی پیچھے پیچھے ہوئے آپ اپنے گھر آ گئے اور ان کو بھی اندر بلا لیا پھر ذکر کی تلقین فرمائی اور طریقہ عالیہ کے اصول سکھائے اور فرمایا اب تم میرے بیٹے ہو۔ پھر سید امیر کلال بیس سال تک آپ کی صحبت میں ذکر و فکر و عبادات میں مشغول رہے یہاں تک کہ وہ ہو گئے جو ہو گئے اور آپ کے خلیفہ اعظم بن گئے۔ اس کو خاتمی نے بیان کیا ہے۔

محمد یار۔ بخاری بن شاہ نقشبند کے خلیفہ اور نقشبندیہ طریقہ کے ایک امام اور حضرات متحقق صوفیہ میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ حضرت شیخ امام محمد بن محمد شمس الدین الجزری امام القراءات ماوراء النہر کے محدثین کی اسنادوں کی تصحیح کے واسطے سفر قدس تشریف لائے کسی شہر پر حاسد نے ان سے کہہ دیا کہ شیخ محمد یار ایسی حدیثیں بیان کیا کرتے ہیں جن کی سند کو کوئی نہیں پہچانتا اگر آپ ان کو درست کر دینگے تو بڑا کار ثواب ہو گا آپ نے بادشاہ سے ان کے آجانے کی فرمائش کی یہ بھونچ گئے تو ایک زیر دست جلد منعقد کیا جو اس وقت کے شیخ الاسلام شیخ عصام الدین مشہور نحوی اور دوسرے علماء پر مشتمل تھا اور آپ ایک حدیث کے متعلق سوال کیا آپ نے مع سند کے سنادی۔ امام جزری نے فرمایا کہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں تو شک نہیں لیکن یہ سند میرے نزدیک ثابت نہیں اس واقعہ سے ان کے حاسدین بہت خوش ہوئے پھر شیخ نے اس حدیث کی دوسری سند بیان فرمائی امام جزری نے پھر وہی پہلا جواب دیا تو شیخ نے سمجھ لیا کہ وہ جو سند بھی نقل کرینگے جزری وہ اسکو قبول نہ کریں گے آپ نے ملا عصام کی طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ کیا فلاں سند تمہارے نزدیک صحیح ہے اور اس کی اسناد میں قابل اعتماد ہیں۔ ملا عصام نے کہا

جی ہاں یہ کتاب محدثین کے یہاں معتبر ہے اور ان کی اسنادوں میں کسی نے کلام نہیں کیا
 اگر آپ کی اسناد اسکے اندر ہو گی تو ہم کو کوئی اعتراض نہ رہے گا حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ
 تمہارے کتب خانہ میں فلان جگہ اور فلان کتاب کے نیچے ہے اس کا حجم اتنا ہے اور جلد ایسی ہے اور
 یہ حدیث حبکوین نے اس وقت بیان کیا ہے اسی سند سے اس میں فلان صفحہ پر موجود ہے
 تلاش کر لو۔ ملا عصام خود مترود تھے کہ ان کے کتب خانہ میں یہ کتاب موجود بھی ہے یا نہیں۔
 جب کتاب حاضر کی گئی تو یہ حدیث اسی سند سے اس میں مل گئی تمام حاضرین کو بہت ہی تعجب ہوا
 خصوصاً ملا عصام الدین صاحب کو کیونکہ شیخ نے کہا ہی ان کے گہرائے تھے نہ ان کی کتابیں دیکھی تھیں
 سب لوگ شرمندہ ہو گئے۔ یہ خیر بادشاہ کو بھی پھونچی تو بادشاہ کو آپ کو تکلیف دینے پر
 بہت ندامت ہوئی آپ کی شہرت اور علماء کے اعتقاد اور زبان بندی کا سبب یہ واقعہ ہوا
 آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۳۲۰ھ میں ہوئی اور حجت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبر کے قریب
 مدفون ہوئے اسکو خانی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ الدہمی - دہنہ بکسر دال میں کے ایک قبیلہ کی طرف منسوب ہے۔ برطی
 شان والے صوفی ہیں فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم پر سخت قحط واقع ہوا سب گہرا دیہات
 کے کنارہ پھونچ گئے تو ہم ایک تاجر کے پاس گئے اور اس سے کچھ (قرض) مانگا اسنے انکار کر دیا
 مجھے ایک حدیث یاد آئی جو میں نے سنی تھی کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
 کہ طلوع صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان ایک ساعت ہے جو سات گزشت و مشاہدہ
 اس میں دعاؤں نہیں کی جاتی۔ میں نے بچوں اور گھر والوں سے کہا کہ سب لوگ اس ساعت میں
 دعاؤں میں لگ جاؤ ہم سب سات دن تک دعاؤں کی ساتویں روز میں ایک دیوار کے قریب غسل کرنے
 گیا تو دیوار کے شکاف میں سے بہت سی اشرفیاء چمکی تھیں میں نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور
 عرض کیا اے پروردگار میں یہ نہیں چاہتا میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں جس سے فاقہ نہ رہی پھر جو منہ کہو لا تو
 اشرفیاء چھپ گئیں تھیں اسکے بعد وہ تاجر ہمارے یہاں آیا ایک ہزار درہم لایا اور کہنے لگا میں حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہوں فرمایا اے انکو ایک ہزار قرض دید و فقیہ احمد بن موسیٰ عجلی کہتے ہیں
 میں نے یہ حدیث تلاش کی تو اربعین اجر یہ میں ملی اسکو مذاوی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن علی بن یوسف الاشکل منی - بڑے اولیا اور صوفیہ صافیہ میں سے ہیں روایت ہے

کہ ان کے والد ماجد جناب علی نے ابلیس لعنہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اُس نے ان سے کہا ای فقیر تمہارے بیٹے محمد پر میرا قابو نہیں ہے بلکہ میں اُس مجلس میں بھی نہیں جاسکتا جہاں وہ ہوں ایک مرتبہ فصل خریف میں بارش کو بہت دیر ہو گئی تو لوگ ان حضرت محمد بن علی کے سر ہو گئے فرمایا نہ خریف میں نہ سردی میں مگر بیچ میں ایک بارش ہو گی اور کچھ تھوڑا سا گر پڑے گا پھر ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا، محمد بن اسمعیل المکدش نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے میں نے اولیا میں فقیر محمد بن علی الاشکل جیسا کوئی نہیں دیکھا اور ان کے بھائی ابو بکر المکدش سے روایت ہے کہ میں نے ان میں نے فقیر محمد بن علی الاشکل سے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ مجھے کوئی کرامت دکھادیں فرمایا دیکھو میں نے دیکھا تو آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی اٹھا رکھی تھی ایک میں سے آگ بھڑک رہی تھی اور دوسری میں سے پانی ابل رہا تھا فرمایا ابو بکر دیکھو لی عرض کیا جی ہاں پھر آپ نے انگلیاں بند کر لیں اسکو شرحی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عمر مشہور بہ صاحب المصنف - اکابر اولیاء ائمہ علماء سادات یا علویہ میں سے ہیں

آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ جب اس نواح کے بادشاہ نے بعض تاجروں پر ٹیکس مقرر کیا تو ان بزرگ نے سفارش فرمائی اُسے قبول نہیں کی فرمایا بیل قتل ہو جائیگا پھر ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا اور اسکے سر کو گلیوں اور پھاڑوں میں گشت کرایا گیا، آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا خادم اندھیری رات میں چراغ لایا چراغ گل ہو گیا اور وہ راستہ نہ دیکھ سکا آپ نے اُس میں پھونک ماری تو پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گیا آپ کی وفات ۸۲۲ھ میں ہوئی ہے جب آپ کا نزع کا وقت ہوا تھا غیب سے اس آیت کی تلاوت کی آواز سنی گئی بیشی ہرما بھر برحمتہ منہ درضوان و جنات سے اجر عظیم تک (یعنی انکو ان کے پروردگار اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضا اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتے ہیں کہ ان کیلئے ان میں دائمی نعمت ہو گی ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے) جب آپ کی روح نکلی تمام مکان نور سے اس قدر جگمگا اٹھا کہ چراغ کی روشنی مانند پڑ گئی آپ کے مرید محمد بن حسن جبل اللیل نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتارا اور انکو یہ کہتے سنا یا ساعۃ العون یا ابا الحسن (یعنی اے نصرت حق کی گہری اے حل مشکلات) اور یہ ایسا کلمہ ہے

سفر کیا تو ایک شخص رہ گیا تھا اُسے کوشش کی کہ کوئی اُسکو قافلہ تک پھونچا دے مگر کوئی نہ ملا وہ بہت پریشان ہوا آخر ان بزرگ کے پاس آیا اور اپنے حال کی روداد عرض کی اور یہ کہ اگر قافلہ سے پیچے رہ گیا تو اس کی تمام مصلحتیں فوت ہو جائیں گی آپ نے اُسکو قافلہ تک پھونچ جانے کی بشارت دی اس درمیان میں آپ کے پاس دو شخص جھگڑے ہوئے آئے آپ نے ان میں صلح کرائی اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اس شخص کو سوار کر کے قافلہ تک پھونچاؤ۔ ظافرا اور حضرت موت کے درمیان ایک ایسا خوفناک جنگل تھا جس میں ہو کر گزرنا قافلہ ہی کا کام تھا وہ شخص اسکو لے گیا اور قافلہ میں پھونچا دیا۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک بار آپ مع اپنے گہرواؤں کے سفر کر رہے تھے پانی ختم ہو گیا پانی کا مقام دور تھا۔ اہل و عیال پیاس سے بیتاب ہو گئے شترباں نے کہا مجھے یہاں کہیں پانی معلوم نہیں ہے آپ نے ایک مشیر لیا اور کچھ دیر کیلئے غائب ہو گئے اور پھر پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ لے آئے۔ وفات کے بعد آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا جواب دیا مجھے وہ وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کی کوئی نہایت نہیں اور نہ کہیں میرے دل میں ان کا خیال تک گذرا عرض کیا گیا یہ آپ کو کس صلہ میں عطا ہوئیں۔ فرمایا کثرت ذکر اللہ سے اسکو شلی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبد الرحمن اسحاق۔ یہ باعلوی ہیں بڑے اماموں میں سے ہیں ان کے مکاشفات بہت ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ مقام ترمیم علاقہ حضرت موت میں رہتے ہوئے کعبہ مکرمہ کو دیکھ لیتے تھے اور ایک شخص ایک دفعہ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہوا۔ آپ نے اُسکو نکلوا دیا وہ پھر لوٹ آیا آپ نے پھر نکلوا دیا اس شخص سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ میں حالت جنابت میں تھا ایک عورت نے آپ کی دعوت کی آپ نے تھوڑا سا کہا یا اور سے کر دی اور فرمایا کہ یہ چوری کا ہے۔ عورت سے پوچھا گیا تو اُس نے اقرار کیا کہ واقعی میں نے اپنے خاوند کے مال میں سے اس کی چوری کر لی تھی بیان کیا گیا ہے کہ ترمیم کے حکمران نے آپ سے دریافت کیا کہ آئندہ کیا واقعہ پیش آئے والا ہے فرمایا اپنی کوٹھار کو غلہ سے پُر کر لو ورنہ چمڑے تک کھا ڈالو گے۔ مگر اُس نے آپ کی بات کی طرف التفات نہ کیا کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ایک دشمن آپ پر اور اس نے ترمیم کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ چمڑہ تک کھانا پڑا۔ اسکو شلی رح نے بیان کیا ہے۔

محمد بن احمد بن عبد الرحمن باعلوی مشہور بہ لقبی مرباط کے مرید۔ مقام نقعہ علاقہ
حضرموت کے رہنے والے ہونیکلی وجہ سے لقبی کہلاتے تھے بڑے اولیاء صالحین اور بڑے پایہ کے
بزرگوں میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک لیمون کا درخت لگا رکھا تھا آپ
اسیر سے ایک ہزار لیمون توڑا کرتے اور ان کی قیمت کو جن لوگوں کی خورو پوشش آپ کے ذمہ تھی ان پر
خرچ کیا کرتے تھے اور لوگ ان کو بہت گران خرید کرتے تھے ایک بار یہ واقعہ پیش آیا کہ کچھ لوگ رات
کو آئے اور لیمون توڑ لئے جب لوٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انکی آنکھوں کو اندھا کر دیا کہ انکو راستہ
نظر نہ آیا یہاں تک حضرت والا آ پھونچے ان لوگوں نے معذرت کی استغفار اور توبہ کی تو ان سے
عہد لیا کہ پھر ایسی حرکت نہ کریں گے انہوں نے عہد کیا اور لوٹ گئے اسکو شلی رحم نے بیان کیا ہے۔

محمد بن حسن بن عبد اللہ بن ہارون باعلوی جبل اللیل۔ عباد اللہ صالحین اور

اولیاء عارفین میں سے ہیں۔ حجت لقب سے مشہور ہیں کیونکہ حجت کی دعائیں بہت کیا کرتے تھے
زبلیج میں سید لیل محمد الشاطری کے بچوں کو پڑھایا کرتے تھے ایک روز محمد شاطری ان کے پاس آئے تو
دیکھا کہ رو رہے ہیں پوچھا آپ کیون رو رہے ہیں فرمایا میرے دادا عبد اللہ بن ہارون کا انتقال ہو گیا

۱۵۶

ہے پھر تحقیق سے ان کا انتقال اسی تاریخ میں معلوم ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ عبد اللہ بن ہارون
شہر ترم علاقہ حضرموت میں تھے اسکو شلی رحم نے بیان کیا ہے ص ۱۵۵ — ص ۱۵۶

شیخ محمد جو سانپ کہانے والے مشہور تھے۔ شیخ کامل اور بزرگ تھے سانپ کنسلانی

وغیرہ وغیرہ حشرات الارض کہانے میں مشہور تھے اور کنسلانی کو کشمش اور سانپ کو گڑی

پاتے تھے اور اس طرح دوسرے جانوروں کو بڑے بزرگوں میں اور ایسے لوگوں میں سے تھے

جنکے لئے ماہیتیں بدل جاتی ہیں ان سے کشف و کرامات بہت ظاہر ہوئے ہیں بیان کیا گیا ہے

کہ یہ جبل عرفات پر حاجیوں کیساتھ دیکھے جاتے تھے اور بقر عید کے دن صبح کو بیت المقدس

میں ہوتے تھے آپ کا انتقال ۸۳۲ھ میں ہوا اور باب الرحمت پر دفن ہوئے ہیں اسکو الانس

الجلیل میں بیان کیا ہے۔

شمس الدین محمد بن علی الحسینی البخاری۔ کتاب وسنت کے عالم اور عارف باللہ تھے

زاید متورع اور زبردست جذبہ کے بزرگ تھے۔ تصوف میں قدم راسخ حاصل تھا۔ بخاری

میں ولادت ہوئی ہے آپ بہت کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ روایت کیا گیا ہے کہ جب امیر تیمور نے شہر بروسا پر چڑھائی کی اور تاتاریوں نے شہر میں فساد برپا کیا لوگ ان کی خدمت میں فریاد لیکر آئے اور ظالموں کے دفعیہ کیلئے گریہ وزاری کی آپ نے فرمایا اُسکے لشکر میں جاؤ اور تلاش کرو ایک خستہ حال شخص ہے جو جانوروں کے نعل بناتا ہے اور پھراُسکی ہیئت و شکل بیان کی اور فرمایا جب تم اُسکو پاؤ تو میرا سلام کہو اور میری طرف سے پیام دو کہ وہ اب یہاں سے چلے جائیگی فراموش کرتا ہے۔ لوگوں نے اُسکو تلاش کیا جیسا جیسا حضرت نے بتایا تھا ویسا پایا اور اُسکو حضرت والا کا پیام بھونچا دیا اُسنے کہا میں بشر و چشم تعیل کروں گا اور انشاء اللہ کل ہم لوگ یہاں سے کوچ کر جائینگے تو اگلے روز امیر تیمور مع اپنے لشکر کے وہاں سے کوچ کر گیا اور اس طرح کہ اگلے دن نے پھلوں کا انتظار بھی نہیں کیا آپ کی وفات شہر بروسا میں ۱۳۳۳ھ میں ہوئی ہے وہیں مدفون ہوئے ہیں اور آپ کی قبر مشہور ہے اُس کی زیارت کی جاتی ہے اُسکو شقائق نعمانیہ میں بیان کیا ہے

۱۵۶ **محمد بن حسن المعلم باعلوی**۔ صاحب کرامات اکابر اولیاء میں سے ہیں شہر ترمیم علاقہ حرموت میں مشہور ہیں تولد ہوئے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ مستجاب الدعوات تھے آپ نے اپنے متوسلین کی ایک جماعت کیواسطے دینی و دنیوی امور کی دعا فرمائی جنکو ان لوگوں نے حاصل کر لیا۔ سید عبداللہ بن علوی بن محمد جو قبیلہ دویلیہ کے آزاد کردہ غلام تھے عبادات و ریاضات میں بہت مجاہدے کیا کرتے اور فتوحات غیبیہ کا انتظار رکھتے تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ اخیر عمر میں حق تعالیٰ تمکو فتوحات غیبیہ سے نوازیں گے پھر ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے کہا تھا بیان کیا گیا ہے کہ ایک چور نے آپ کے کچور کے درختوں پر سے کچھ پھل چوری کر لیا تھا تو اُسکے بدن میں زخم ہو گئے اور اسقدر تکلیف کہ نیند حرام کر دی صبح ہوئی وہ حضرت شیخ کی خدمت میں معذرت کیلئے حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ فلاں صاحب کی قبر پر جاؤ اور اُس قبر کی مٹی اپنے زخم پر لگا لو اُسے ایسا کیا اور اچھا ہو گیا، مشہور ہے کہ شیطان نے انکو کچھ اذیت دینا چاہی تو آپ نے اُسکو پکڑ لیا اور اُس سے اپنے کاموں میں خدمت لی یہاں تک اُس نے کچور کے درخت لگائے اور انکو پانی سے

۱۵۷ اس سے مالی فتوحات مراد نہیں کہ وہ قابل اعتناء چیز نہیں یہ علوم و معرفت کی فتوحات ہیں جن کا انتظار رہو عیب نہیں بلکہ مستحسن تھا ۱۲ ج ۱۵۷ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا نام اپنی کرامت کو چھپانیکے لئے دیا گیا

بعض بزرگ ایسا کرتے تھے درمیان میں کہ وہ کرامت صاحب قبر بزرگ کی ہوگی ۱۲ ج

سینچا۔ اور ان حضرت کو اہل توحید کے حالات کی بھی اطلاع رہتی تھی اور ان میں کی ایک جماعت ملتے تھے
آپ کی وفات شہر ترمذ علاقہ حضرت موت میں ۵۸۰ھ میں ہوئی اور مقبرہ زبیل میں دفن ہوئے ایک قسطنطنیہ
ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اسکو شہر نے بیان کیا ہے

محمد شمس الدین حنفی مصری و شاذلی بن مصر کے جلیل القدر مشائخ سادات عارفین طریق کے
ارکان اور اتادوں کے صدر اکابر المذہب دست علماء میں سے ہیں منجملہ ان بزرگوں کے ہیں جنکو
الدرتخائے عالم وجود میں ظاہر فرما کر عالم تکوین میں نصرت عطا فرمایا معجزات سے گویا کیا۔
خرق عادات اور قلب مہیات دیا اور ان کے ہاتھوں پر عجائب کو ظاہر فرمایا۔ لوگوں نے ان کے حالات
میں مستقل تالیفین کی ہیں ص ۱۸۷ کل ۲۵ سطر

۱۵۷
میں ان میں سے صرف ان کرامتوں کو لیتا ہوں جنکو امام شہرانی نے لیا ہے فرماتے ہیں کہ سیدی
شمس الدین کا یہ واقعہ ہے کہ وہ مع اپنی جماعت کے مصر سے روضہ تک پاتری پر چلتے ہوئے عبور کرتے
تھے اور یہ بزرگ لوگوں کے دلوں کے خیالات پر گفتگو فرمایا کرتے اور ہر شخص سے اس کے حال کے
مواحق خطاب فرمایا کرتے تھے آپ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ ہمکو شیخ عبدالقادر گیلانی رضی
یہ بھی بخلا ہے کہ انہوں نے اپنے متوسلین کیلئے ایک دن سکوت کا مقرر فرمایا تھا۔ اس سے یہ عرض

ہے کہ آپ ہمارے واسطے ایسا کر دین فرمایا اللہ تعالیٰ کل کریم کے پھر آپ کرسی پر تشریف فرما ہوئے
اور بغیر آواز اور حروف کے سہری طریقہ سے تکلم فرمایا۔ حاضرین میں سے ہر شخص نے اپنا حصہ لیا اور
ہر ایک کہنے لگا کہ میرے دل میں یہ یہ الفاظ فرما دیا اور شیخ فرماتے تھے ٹھیک کہتے ہو اور ہر شخص
کو نصیحت حاصل ہوتی تھی۔ یہ واقعہ آپ کی بڑی کرامتوں میں سے شمار کیا گیا ہے اور جب منکرین کوئی
شخص اس مقررہ دن میں حاضر ہوتا بیقرار ہو جاتا کپڑے پھاڑنے لگتا اور زمین پر پوٹے لگتا اور
کہتا خدا کی قسم یہ معمولی نہیں ہیں اور آپ کے سلسلہ میں داخل ہو جاتا تھا یہ بزرگ قیمتی اور فاخرہ لباس
پہنتے تھے۔ ایک شخص نے جسکو اولیاء حالات کی شناخت نہیں تھی دعا مانگا اعتراض کیا اور کہا کہ یہ
بجید ہے کہ اولیاء اللہ ایسا لباس پہنیں جو بادشاہوں کے قابل ہے۔ پھر کہنے لگا اگر شیخ ولی ہیں

۱۵۸
اولیاء کرام کی ایک قسم ہے جو ہر زمانہ میں صرف چار ہوتے ہیں۔ مشرق۔ مغرب۔ شمال۔ جنوب کی حفاظت
دولایت ایک ایک کے سپرد ہوتی ہے اور یہ جہت کعبہ مکرمہ سے شمار ہوتی ہے بعض عورتیں بھی اس مقام کو چھوئی ہیں

تو مجھ کو یہ جہہ دیدین تاکہ میں اُسکو فروخت کر کے اپنے اہل و عیال پر خرچ کروں جب شیخ اُس مقررہ وقت سے فارغ ہوئے اُسکو اُتار دیا اور فرمایا کہ یہ فلاں شخص کو دیدو کہ اسکو فروخت کر کے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے اُس شخص نے وہ لیلیا اور فروخت کر دیا اور کہنے لگا اللہ واسطے میری امداد ہوئی ہے۔ پھر جب دوسری بار وہ وقت آیا تو پھر وہ جب شیخ کے جسم مبارک پر دیکھا گیا مجبین میں سے کسی صاحب نے خرید لیا تھا اور کہا کہ یہ تو شیخ ہی کے لائق ہے اور ہدیہ کر دیا۔ شیخ ابوالعباس سرسری کہتے ہیں جب شیخ محمد حنفی مدرسہ فارغ ہو کر نکلے تو بازار میں بیٹھ کر کتابیں فروخت کرنے لگے کوئی بزرگ ان پر گذرے تو فرمایا محمد تم دنیا کیلئے نہیں پیدا کئے گئے آپ دکان سے اُتر کھڑے ہوئے اور جو کچھ نقد اور کتابیں تھیں چھوڑ دیں اور پھر کبھی اُن کے متعلق کچھ بھی نہیں پوچھا بھی نہیں پوچھا پلو خلوت پسند ہوئی سات سال خلوت میں رہے اور خلوت خانہ سے جو زمین کے نیچے تھا باہر نہ آئے۔ خلوت خانہ میں جب داخل ہوئے تو آپ کی عمر چودہ سال کی تھی۔ شیخ ابوالعباس مذکور کہتے ہیں کہ جب میں اُن کو پاس آتا اور یہ خلوت میں ہوتے تو دروازہ پر کھڑا ہو جاتا تھا اگر فرماتے آ جاؤ تو اندر آتا اور اگر خاموش رہتے تو لوٹ جاتا ایک دن میں بلا اجازت لئے چلا گیا تو میری نظر ایک بڑے زبردست شیر پر پڑی میں بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو میں نے بلا اجازت داخل ہونے سے استغفار کیا یہی شیخ ابوالعباس کہتے ہیں کہ یہ شیخ خلوت خانہ سے اُس وقت تک باہر نہیں آئے جب تک ہاتھ نے تین بار یہ نہیں کہہ دیا کہ محمد نکلو اور لوگوں کو فائدہ پہنچاؤ۔ اور تیسری بار میں کہا اگر نہ نکلے تو پھر دوری سے شیخ نے سمجھ لیا کہ دوری کے بعد پھر بے تعلقی ہے۔ فرماتے ہیں میں اُٹھا اور حجرہ کی طرف نکل آیا تو حوض پر ایک جماعت کو وضو کرتے دیکھا کسی کے سر پر زرد عمامہ ہے کسی کے سر پر نیلا کسی کا تہرہ بنڈر کا کسی کا سورا کا اور کسی کا چاند سلسہ تو میں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان لوگوں کے انجاموں پر مطلع فرمایا ہے۔ میں پچھلے پاؤں لوٹ گیا اور حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا یعنی دعا کی کہ یہ کشف زائل ہو جائے حق تعالیٰ نے جو لوگوں کے حالات مجھ پر منکشف فرما دئے تھے مستور کر دیے اور میں بھی اور لوگوں کی طرح ہو گیا، شیخ کے خلوت خانہ میں ایک توت کا درخت بویا ہوا تھا فرماتے ہیں کہ کالمین نے کشف سے براہت ہی طلب کی ہے اسلئے نہ اسکو کمال کہا جاسکتا ہے نہ لوازم کمال میں کہا جاسکتا ہے بعض بزرگوں نے کشف عیوب اختیاری اور ایقاع غیر اختیاری کو گناہ قرار دیا ہے ۱۲

میرے دل میں آیا کہ اس سے باتیں کروں۔ میں نے اُس سے کہا اے توت کوئی بات بیان کر اُس نے بلند آواز سے کہا کہ لوگوں نے مجھے بویا پھر پانی دیا جب پانی چڑ پکڑ گیا جب چڑ پکڑ گیا تو شاخدار ہو گیا جب شاخیں آگئیں تو پتے نکل آئے جب پتے نکل آئے تو پھل دار ہو گیا جب پھل آگیا تو لوگوں کو کھلانے لگا شیخ فرماتے ہیں اس کی بات میرے سلوک کا درس ہو گئی اور جو کچھ توت نے کہا تھا الحمد للہ مجھے حاصل ہو گیا (یعنی خلوت میں بیٹھے ذکر و شغل کیا آثار و الزار پیدا ہوئے تجلیات ہوئیں نسبت کی تکمیل ہوئی اور سوخ ہوا تو پھر خدمت خلق ہونی چاہئے اسلئے خدمت خلق کا وقت آگیا اور محمد الشریعہ کی تکمیل ہو گئی) آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ سید علی بن وفا ایک دن ایک ولیمہ میں تھے لوگوں نے کہا ولیمہ کی تکمیل جب ہوگی کہ شیخ محمد حنفی بھی تشریف لائیں صاحب ولیمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا یہاں مشائخ میں سے کون کون ہیں۔ صاحب ولیمہ نے عرض کیا کہ حضرت سید علی بن وفا اور ان کی جماعت ہے۔ فرمایا جاؤ اور ان سے میرے حاضر ہونے کی اجازت لو کیونکہ فقر کا ادب یہ ہے کہ جب وہاں کوئی بڑا شخص ہوتا ہے تو بغیر اُس کی اجازت کے نہیں آتے۔ سید علی صاحب نے اجازت دیدی اور ان کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے اور اپنے پاس بٹھایا باہم گفتگو ہونے لگی۔ سید علی صاحب نے ان سے کہا تم اُس شخص کے باب میں کیا کہتے ہو جسکے ہاتھ میں عالم وجود کی چکی ہو کہ جس طرح چاہے اُسے گھمائے شیخ محمد حنفی نے کہا کہ آپ اُس شخص کے باب میں کیا کہتے ہیں کہ جو اُس چکی پر ہاتھ رکھ دے اور اُسکو گھومنے سے روک دے سید علی صاحب نے فرمایا خدا کی قسم ہم اُسکو تمہارے لئے چھوڑ دینگے اور اُس سے چلے جائیں گے شیخ محمد نے سید علی صاحب کی جماعت سے کہا تم لوگ اپنے شیخ کو رخصت کر لو کیونکہ وہ عنقریب اللہ تعالیٰ کی طرف انتقال فرما جائیں گے پھر واقعہ الیسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا اور شیخ محمد نے رات میں ایک ہاتھ کو کہتے سنا محمد نے سنے تمکو اُس کا بھی حاکم بنا دیا جو علی بن وفا کے قبضہ میں تھا اور یہ اسپر اور زیادہ ہے جو تمہارے قبضہ میں تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے فقراء میں سے ایک شخص کو بھیجا کہ محلہ عبدالباسط میں سید علی صاحب کا مکان دریافت کرے اُس نے وہاں ایک رومے والے کو پایا جس نے کہا کہ ان کی وفات ہو گئی شیخ شمس الدین بن کتیلہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی شہرت جس سے شیخ محمد حنفی مشہور ہو گئے یہ تھی کہ شاہ فرج بن برقوق لوگوں پر تیر چلا رہا تھا اور شیخ اُن کو روک دیتے تھے

اُسے شیخ کے پیچھے آدمی بھیجا اور سخت وسست کہا کہ کہا کہ ملک میرا ہے
 شیخ نے کہا نہ میرا نہ تمہارا۔ ملک اللہ واحد و قہار کا ہے پھر شیخ بددلی ہو کر
 کھڑے ہوئے اسکے بعد بادشاہ کے آنتوں میں ورم ہو گیا اور قریب ہلاکت ہو
 گیا۔ طبیعوں سے دور و دھوپ کرائی سب عاجز ہوئے تو خواص میں سے کسی دانشمند سے
 کہا کہ یہ حضرت شیخ کی بددلی کو جس سے بادشاہ نے کہا کہ اُن کی خدمت میں کیونکہ
 کہ اُن کا دل خوش کرے۔ امراء دربار اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ کو مصر سے باہر
 عطریہ کے نواح میں پایا بادشاہ کے یاد کرنے کی اطلاع پیش کی مگر اپنے ملنا منظور نہ فرمایا
 لوگ اُن کے اور بادشاہ کے درمیان پیامات بھونچاتے رہے حتیٰ کہ آپ کو رجم آ گیا
 اور بادشاہ کے واسطے ایک روٹی زیتون کے تیل میں مالیدہ کی ہوئی بھیری اور ان لوگوں
 سے فرمایا کہ بادشاہ سے کہدو کہ یہ کہا لے اچھا ہو جائیگا اور پھر بے ادبی نہ کرنا ورنہ تمہاری
 گوشمالی کی جائیگی تو اس روز سے شیخ کی یہ بات مشہور ہو گئی اور یہ حالت ہو گئی کہ جب کوئی
 شخص کسیکو ایسے کام پر ملامت کرتا جسکو اُس نے نہیں کیا تو وہ کہتا کہ شیخ حنفی غصہ ہو جائیگا
 اور یہ کلمہ لوگوں میں اتنا رائج ہے ایک بار ان کے پاس امیر بلیق نے روپوں کا ایک ٹھیر
 کا ڈھیر بھیر یا آپ کرسی پر بیٹھے تھے اُس میں سے مٹھیاں بھر کر لوگوں کی طرف پھینکنے لگے
 اور اُسے کل کو قاصد کے سامنے ہی ختم کر دیا گویا اسکو دکھلا دیا کہ فقراء اس سے مستغنی ہیں
 اور یہ کہ اگر یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے تو تمام لوگوں سے بڑھ کر ان کو یہ درجہ حاصل نہ ہو تا جب
 امیر کو یہ واقعہ بھونچا وہ حاضر ہوا اور دست بوسی کی شیخ نے فرمایا اس کنوین پر جاؤ اور یہ
 حوض پانی سے بہرو اس کا ثواب قیامت تک تمہارے نامہ اعمال میں درج ہوگا امیر نے
 اچکن وغیرہ اتار دی اور ڈول بھرا تو بہت بھاری تھا بڑی مشقت سے اوپر تک لایا تو اشرفیوں
 سے لبریز پایا حضرت شیخ سے ماجرا عرض کیا تو فرمایا اسکو کنوین میں الٹ دو اور پھر بہرو
 اُسے دوبارہ دوسرے بارہ بھرا تو ایسے ہی ہوا فرمایا کنوین سے کہدو کہ ہم کو تو پانی ہی کی ضرورت
 ہے تب ان امیر کی نظر میں وہ مال حقیر ہوا جو انہوں نے شیخ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ فقراء نے
 آپ سے وضو کیلئے ہضمی نالی کی درخواست کی آپ نے اپنی لکڑی زمین میں گاڑ دی اور فرمایا یہ ہضمی

نالی ہے تو اس میں اب تک وضو کا پانی اُتر جاتا ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں جاتا ہے
ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک مالکی قاضی امتحان کے واسطے آئے تو کون نے حضرت شیخ سے
عرض کیا کہ یہ قاضی صاحب امتحان کیلئے آرہے ہیں فرمایا اگر وہ مجھ سے کچھ پوچھ سکا تو میں سجادہ
فقر پر بیٹھنا چھوڑ دوں گا جب قاضی صاحب آ گئے تو پوچھنے لگے آپ کیا فرماتے ہیں اس میں
اور خاموش ہو گئے شیخ نے فرمایا جی پھر کہا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس میں اور خاموش ہو گئے
شیخ نے فرمایا جی۔ پھر یہی کہا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس میں اور خاموش ہو گئے شیخ نے فرمایا
جی۔ عرض کئی دفعہ ایسے ہی کہا اور آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ پھر قاضی صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک سوال
کرنا چاہتا تھا مگر اب بھول گیا۔ پھر اپنا سر کہولا استغفار کیا اور عہد کیا کہ فقر اوپر انکار و اعتراض
نہ کیا کریں گے اور ان بزرگ کی یہ حالت تھی کہ جب آپ قاہرہ میں سے کسی مرید کو جو ریف کے مشہور
ہوتا پکارتے تھے وہ جواب دیتا تھا پھر اگر فرماتے آؤ تو آ جاتا تھا یا فرماتے تھے یہ کرو تو وہ کر لیتا تھا
ایک روز آپ نے غری علاقہ کے قطور کے شہر وں میں سے کسی شہر میں ابوطاہرہ کو آواز دی اُس نے
آپ کی آواز سن لی اور قاہرہ حاضر ہو گیا آپ کی خدمت میں ہوا میں اُڑنے والے بزرگ حاضر
ہوا کرتے تھے آپ اُس کو ادب کہاتے تھے اور پھر ہوا میں اُڑ جاتے تھے اور لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے
تھے حتیٰ کہ وہ نظر سے اوجھل ہو جاتے تھے آپ دنیا ئی لوگوں سے بھی ملاقات کرتے تھے کپڑوں
سمیت سمندر میں گھس جاتے تھے بہت دیر تک وہاں رہتے اور نکل آتے تھے مگر کپڑے نہ بھیکتے
تھے آپ کی خالقاہ کے امام کو یہ واقعہ پیش آیا کہ جب وہ نماز کو چلے راستہ میں ایک عورت
نفریڑی انہوں نے اُسے دیکھ لیا جب خالقاہ پھونچے تو شیخ نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے
کا حکم دیا پھر جب دوسری نماز کا وقت آیا پھر دوسرے شخص کو فرما دیا پانچ نمازوں تک ایسا ہی
کیا جب ان کو تنبیہ ہوا اللہ تعالیٰ نے شیخ کو ان کی بدنگاہی پر مطلع فرما دیا ہے انہوں نے
استغفار کیا تو یہ کی تو شیخ نے فرمایا بکرے کی مان کب تک خیر منائے گی۔ ایک بار مصر میں ایک
بزرگ جو ادلیا میں سے تھے حضرت شیخ سے اجازت حاصل کئے بغیر داخل ہو گئے آپ نے اُن کے
حالات سلب کر لئے انہوں نے استغفار کیا اور شیخ کے پاس معذرت کیلئے آئے
تب شیخ نے حالات و ایس فرمائے اور یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ اُن کے پاس ایک تو مباح تھا

جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی وہ اس میں ہاتھ ڈالتے اور وہی چیز اس میں سے نکال لیا کرتے تھے ایک جب ہاتھ ڈالتے تھے کچھ نہ ملتا تھا اور آپ بعض اوقات مختلف بیابا تین بدل لیتے تھے یہاں تک کہ کبھی اتنے بڑھتے کہ سارے حجرہ کو اپنے اعضا سے پُر کر دیتے تھے اور کبھی چھوٹے ہوتے ہوتے اپنی اصلی... حالت پر آ جاتے لوگوں کو اس حالت کا علم ہو گیا تو آپ کے درویشوں دان جو حجرہ میں تھا بند کر دیا اور جب کسی سے بگڑتے تھے اُسکو بالکل تباہ کر ڈالتے تھے اگرچہ وہ کسی بڑے سے بڑے ولی اللہ سے وابستہ ہوتا اسپر جو بلا نازل ہوتی اُسے کوئی دفع نہیں کر سکتا جیسے ابن تمار وغیرہ کا واقعہ ہوا کہ انہوں نے شیخ کو کسی سفارش کے قہقہہ میں بُرا کہا اور یہ ایک شیخ سے وابستہ تھے جو بڑے اولیاء میں سے تھے اور بطامی کہلاتے تھے۔ شیخ محمد حنفی نے فرمایا سمجھئے ابن التمار کو تباہ کر ڈالا چاہے اُسکے ساتھ ایک ہزار سلطان کیوں نہ ہوں پھر بادشاہ نے آدمی بھیجے اور ابن التمار کا گھر گمراہ کر دیا جو اس وقت تک ویران پڑا ہوا ہے ایک امیر نے حضرت شیخ کیساتھ بُرائی کا قصد کیا کہ آپ کے سامنے ایک زہریلے برتن میں کہاں نار کہا اور پیش کر دیا اور آپ کے برتن میں کسیکو سا تھ کر ہانے کی جرأت نہ ہوتی تھی آپ نے اس میں سے کچھ پھوڑا سنا تناول کیا پھر اٹھ کر خالقہ شریف لیگئے برتن مل جل گئے ان امیر کے دولٹ کے آئے انہوں نے شیخ دلائے برتن کو صاف کیا یہ تو دونوں مر گئے اور شیخ کو زہر نے کچھ نقصان نہ پہنچایا

۱۶۳

۱۵۹

۱۵۹ کل ۲ صفحہ ۷ سطر

آپ نے ایک امیر کے پاس جیکوٹکر باز کہا جاتا تھا ایک سفارش کی اس امیر کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس سے ٹکڑتا تھا یہ اُس کا سر توڑ دیتا تھا اور شاہ ملک الاشرف پر سبائی کے دربار میں غلاموں سے ٹکڑا کرتا تھا اُسے قاصد سے یہ کہا کہ اپنے شیخ سے کہدینا کہ خالقہ میں بیٹھے رہیں اور اس سے مدد پھر نہ کریں ورنہ وہ ایسے ٹکڑا لگا لگا کہ آپ کا سر توڑ دیگا قاصد بے آکر شیخ سے عرض کر دیا آپ نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا جب رات ہوئی تو اس امیر نے سر کہولا اور دیواروں میں ٹکڑا کر مارنا مارتا کر گیا۔ بادشاہ کو خبر پھونچی تو کہنے لگا اسکو شیخ حنفی رضی اللہ عنہ نے قتل کر ڈالا آپ کے ۱۵۹ اولیاء کو بُرا کہنے سے غیرت و غضب حق جوش میں آ جاتا ہے تو وہ کوئی دنیوی سزا دیتے یا بددعا کرتے ہیں تاکہ آخرت کی سزائے عظیم مل جائے اور دنیا کی ہلکی سزا کافی ہو جائے اسلئے ایسے حال آئندہ کی شفقت ہوتے ہیں ۱۶۴

کہاں ایک نیک سی باندی تھی اُس کا نام برکت تھا آپ نے اُس کو آزاد کر دیا اور آزادی نامہ لکھ کر دیدیا اور
 فرمایا اس کی کسی کو خبر نہ کرنا اُس نے گہر والوں کو اس کی خبر کر دی تو آپ نے فرمایا جا اور ظان جگہ بیٹھ جا وہ
 نہ سمجھی کہ شیخ کا مقصد کیا ہے۔ گئی اور بیٹھ گئی جب وہاں سے اُٹھنا چاہا تو اُٹھ نہ سکی اُس نے
 شیخ سے درخواست کی کہ اُسے اُٹھ سکے اجازت دیدین تو پھر اُٹھ تو کھڑی ہوئی مگر چل پھر نہ سکی
 پھر اُسے دوسرے لوگوں سے کہا کہ تم شیخ سے چلنے پھرنے کی اجازت لیدو۔ فرمایا اُس نے صرف اُٹھ
 کھڑے ہونے کی درخواست کی تھی اور تیر جب کمان سے نکل جاتا ہے پھر نہیں اُٹھتا پھر وہ مرنے تک ایسا ہی
 رہی رہی۔ آپ جنوں کو حنفی مذہب کا درس دیا کرتے تھے ایک روز کسی کام کی وجہ سے مشغولی ہو گئی
 تو آپ نے اپنے داماد سید عمر کو بھیج دیا اُس دن سید عمر نے انکو شیخ کے گہر میں پڑھایا یہ سید عمر
 کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک جن عورت نے شادی کرنا چاہی میں نے سید محمد رضی اللہ عنہ سے مشورہ
 کیا آپ نے فرمایا ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں ہے جب میں اس کے ساتھ زمین کے نیچے گیا تو اُس نے
 اپنے بادشاہ کے سامنے یہ قصہ پیش کیا بادشاہ نے کہا کہ جو سید محمد نے کہا ہے میں اُس پر اعتراض
 نہیں کر سکتا پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ شیخ کے داماد سے اس ہاتھ سے مصافحہ کرو جس ہاتھ
 سے تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا تاکہ پھر یہ اس ہاتھ سے سید محمد سے مصافحہ کر لیں
 اور اُن کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصافحہ کے وقت کے درمیان آٹھ سو سال کا فصل ہو جائے پھر
 اُس جن عورت سے کہا کہ اُنکو اسی جگہ بھونچا آؤ جہاں سے لائی ہو۔ آپ کو کاتب السرا (پراسٹو سکریٹری)
 ابن البارزی نے ایک دن دیکھا کہ آپ گہوڑے پر سوار ہیں اور امرا کی ایک جماعت جلو میں ہے
 اُسے اسپر انکار کیا اور کہا کہ یہ اولیا کا طریقہ نہیں ناظر خاص نے اُس سے کہا اعتراض نہ کرو کیونکہ اولیاء
 کے حالات مختلف ہوتے ہیں ابن البارزی نے کہا کہ میں ضرور کیس کو بھیج کر یہ کہلاؤنگا جب قاصد
 حاضر ہوا اور حضرت کو یہ پیام بھونچا فرمایا آپ نے آقا سے کہا کہ تم ہمیشہ کیلئے معزول کر دے
 گئے شاہ مؤید باللہ نے اُس کے پاس قاصد بھیجا اور فرمان دیا کہ تم اپنے گہر بیٹھو اور پھر وہ معزول ہی
 رہا یہاں تک کہ اسی بادشاہ نے اُس کو قتل کر دیا۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں بزرگوں کے انکار سے

صفحہ ۱۶ کل ۱۹ سطر

ابن کتیلہ نے محلہ کے اکابرین سے کسی کے پاس سفارش بھیجی تھی اُس نے جواب دیا اگر ابن کتیلہ

فقرادین سے ہیں تو حکام سے سروکار نہ رکھیں اور اگر ابن کتیلہ باز نہ آئے تو میں انکے پیٹ میں کی
آنتین کاٹ ڈالوں گا۔ ابن کتیلہ کو اس سے رنج ہوا اور کہلا بھیجا کہ میں حضرت شیخ محمد سے
عرض کروں گا اُس نے کہا اُنکے بھی پیٹ کی آنتین کٹ جائیگی شیخ محمد رضی اللہ عنہ نے اُسکے واسطے
فقراد کی ایک جماعت کو بھیجا اور فرمایا جب محلہ میں پھونچیں تو اُس ظالم کے گھر پر بھی گذرین اور ذکر
کی آواز بلند کریں ان صاحبوں نے ایسا ہی کیا تو اُس شخص کو قے ہوتے لگی اور آنتین ٹکڑے ٹکڑے
ہو کر نکلنے لگیں اور آخر مر گیا۔ آپ خربزہ کا کچھ حصہ لیتے اور کاٹتے اور اس سے کئی طباق بھر
دیتے تھے اور ہر طباق میں دو سکر سے مختلف پوتا تھا سبز خربزہ میں زرد قاشین کاٹ لیتے تھے

دیکھنے والوں کی عقلیں حیران رہ جاتی تھیں

آپ کی ایک نیل گائے چوری چلی گئی اور چھ ماہ غائب رہی ایک دن شیخ نے خدمتگذار لڑکے
سے فرمایا کہ روضہ میں جاؤ اور فلان دروازہ کو کھٹکھٹاؤ جب گہرا والا باہر آئے اُسی سے کہنا کہ وہ ہمارے
نیل گائے کو دیدو جو چھ ماہ سے ہمارے پاس ہے اُس نے وہ دیدی تو فرمایا ہذا لایضا اعتنات البنا
یہ ہمارا مال ہیں لوٹا دیا گیا ہے۔

۱۶۵

ایک مرتبہ ایک قاضی صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت شہر والوں نے والی شہر سے
ایک مقدمہ کے قصہ میں میرے متعلق یہ کہہ دیا ہے کہ میں غلام ہوں فرمایا میں نے تمہاری حاجت پوری
کر دی۔ پھر یہ ہوا کہ والی شہر ایک شہر گہوڑے پر سوار ہوا اور وہ اُسے لیکر ایک تنگ گلی میں گھس
گیا جہاں اُس کی مکر ٹوٹ گئی اور مرکز میں پہرہ گر پڑا پھر اس نواح کا والی حضرت شیخ کے متوسلین
سے ایک شخص ہو گیا وہ اگلے روز شیخ کی زیارت کے لئے آیا تو شیخ نے ان قاضی صاحب کے متعلق
اُس سے فرمایا اُس نے اُنکے اور ان کی اولاد کیلئے آزادی کا فرمان لکھ دیا۔ یہ شیخ روح جہرچ کیلئے
کچھ نہ رہتا اپنے لوگوں سے قرض لے لیا کرتے تھے پھر جب کچھ آتا دافرا دیتے تھے اس طرح
آپ پر ساٹھ ہزار قرض ہو گیا تو شیخ روح کو بڑا فکر ہوا ایک دن ایک شخص ایک بڑی سی تھیلی لئے
ہوئے حاضر ہوا اور یہ کہا کہ جس کا قرض شیخ کے ذمہ چاہتا ہے وہ آئے اور لیجائے اور
سب قرض ادا کر دیا۔ حاضرین میں سے کسی نے اس شخص کو نہ پہچانا آخر شیخ روح سے پوچھا فرمایا
یقدرت کا صراف ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو ہمارا قرض ادا کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ کچھ لوگوں نے اُسکے

سامنے عمرو بن الفارض رحمہ کے اشعار پڑھے تو عارف باللہ شیخ شمس الدین بن قتیلہ جھومنے لگے شیخ نے ان پر ایک نظر کی تو ہوش و حواس غائب ہو گئے اور خواب میں حضرت عمرو بن الفارض کو دیکھا کہ خانقاہ کے دروازہ پر ہیں اور ان کے منہ میں ایک نلکی لگی ہوئی ہے گویا اسکے ذریعہ خانقاہ کے دروازہ کی چوکھٹ کے نیچے سے پانی پی رہے ہیں جب ہوش میں آئے تو شیخ نے فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا ہے صحیح ہے شمس الدین میں نے بھی تمہاری آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور آپ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابن الفارض ہمارے زمانے میں ہوتے تو ہمارے دروازہ پر کھڑے نظر آتے جتنا کل ۲ سطر

اور جب اپنے متوسلین میں سے غائب لوگوں میں سے کسی کو دسترخوان پر یاد فرماتے تھے تو انکی جانب سے ایک یاد دو لقمے کہا لیتے تھے اور وہ ان کے پیٹ میں پھونچ جاتا تھا وہ چاہے جہاں ہوں اور پھر جب وہ آتے اسکو بیان کرتے۔

جب متکرمین میں سے کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھتا آپ جواب دیتے کچھ اور پوچھتا اس کا جواب دیتے یہاں تک کہ وہی سوال کرنا چھوڑ دیتا تو آپ فرماتے کیا اور نہیں پوچھتے اگر تم کوئی ایسی بات پوچھتے جس کا جواب میرے پاس نہ ہوتا تو میں لوح محفوظ سے جواب دیتا۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت میں عیالدار ہوں۔ ضرورت مند ہوں مجھے کیا بتاؤ۔ مجھے فرمایا پورے ایک سال ہمارے پاس رہو اور شرط یہ ہے کہ جب وضو ٹوٹ جائے فوراً وضو کرو اور دو رکعت پڑھا کرو وہ رہ پڑا اور ایسے ہی کرتا رہا جب مقررہ مدت میں ایک دن باقی رہ گیا شیخ نے کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کل تمہاری حاجت پوری کر دینگے پھر جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا اٹھو اور کنوئین سے وضو کیلئے پانی بھراؤ اسے کنوئین سے ایک ڈول بہرا تو وہ اشرفیوں سے لبریز تھا عرض کیا حضرت اب تو ایک بال بھی اس کا خواہاں نہیں رہا فرمایا اسکی کسی کی جگہ گرا دو اور تم اپنے شہر چلے جاؤ کیونکہ اب تم سب سب کیمیا ہی ہو گئے ہو وہ اپنے وطن لوٹ گیا اور لوگوں کو اللہ کے راستہ کی دعوت دی اور بڑا فاعل پھو پھا۔

شیخ شمس الدین بن قتیلہ کہتے ہیں کہ شیخ جب نماز پڑھتے تھے ان کی داہنی جانب چار روحانی اور چار جسمانی نازی پڑھتے تھے جنکو سوائے شیخ اور چند خواص کے اور کوئی نہیں پڑھتا تھا

نیل کے دیباٹی آدمی آپ کی زیارت کیلئے روضہ میں آپ کے مکان پر آیا کرتے تھے اور لوگ انکو دیکھتے تھے آپ کی صاحبزادی ام الحاکس کہتی ہیں کہ ایک بار یہ لوگ زیارت کو آئے سبز چادرین اور نہایت پاکیزہ لباس پہنے ہوئے تھے مغرب کی نماز آپ کے ساتھ پڑھی اور کپڑوں سمیت دریا میں گھس گئے۔ میں نے عرض کیا حضرت پاتی میں ان کے کپڑے نہیں بھیکتے آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا یہ لوگ دریا ہی میں رہنے والے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص آدمی رات آیا اور قاعہ کے گہروں کے پاس کھڑا ہو گیا آپ نے فرمایا کون ہے اُس نے عرض کیا چور فرمایا کیا چوری نہیں کرتے اور اپنے کام میں نہیں لگتا۔ عرض کیا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور میں نے رات میں آپ سے باتیں کیں (یعنی عشا کے بعد باتیں کر نیکی منع فرمایا ہے میں نے عشا و رات میں آپ سے بات کر کے آپ کا حرج کیا اور اس مخالفت کا ارتکاب کیا ہے اسکی معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں) فرمایا آجاؤ اور دردمت پھر اُس نے توبہ کی اور اسکی توبہ بہت اچھی توبہ رہی تا وقت شیخ کی خانقاہ میں رہا۔

ایک دن آپ نے اپنے متوسلین میں سے ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ قاہرہ کے گلی کوچوں میں اور بازار ^ن ۱۶ میں بلند آواز سے ندا دو اے مسلمانوں تم کو شیخ محمد حنفی حکم دیتے ہیں کہ پانچون اور خصوصاً عصر کی نماز کی پابندی کیا کرو آپ کا یہ اعلان تمام شہروں میں مشہور ہو گیا کہ شیخ نے اس کا حکم دیا ہے سننے والوں میں سے کسی نے منادی کرنے والے پر اعتراض کیا کہ یہ شیخ حنفی کا حکم نہیں ہے یہ تو حق تعالیٰ جل شانہ کا حکم ہے وہ درویش شیخ کی خدمت میں واپس آیا اور واقعہ عرض کیا شیخ خاموش ہو گئے تیسرے روز منادی کرنے والا اعلان کیلئے گیا تو جب اُس دکان پر پھونچا جہاں اُن لوگوں کا مجمع رہتا تھا ایک شخص نے کہا اے شیخ اے حنفی اللہ کیلئے رحم کرو جس شخص نے اُس روز وہ اعتراض کیا تھا آج رات مر گیا۔ منادی والا شیخ کی خدمت میں واپس آیا اور اس کی اطلاع دی فرمایا جو کچھ میں نے کہا ہے اب کسی سے مت کہنا (یعنی وہ اعلان اب نہ کرنا)

ایک مرتبہ ایک درویش حاضر خدمت ہوا اُس نے آپ کا لباس وہ دیکھا جو بادشاہوں کے مناسب حال تھا۔ عرض کیا حضرت آپ کا جو طریقہ ہے اپنے کس سے حاصل کیا ہے؟

اولیاء کی شان تو زولیدہ حالی اور موٹا پھٹا اور سخت لباس پہنتا ہے۔ فرمایا تمہارا اس سے مقصود کیا ہے۔ عرض کیا یہ کہ آپ یہ لباس جو بدن مبارک پر ہے اُتار دین اور یہ جیبہ (جو اُسکے پاس تھا) پھینک لیں پھر ہم دونوں قراقہ چلین شیخ رح نے قبول فرمایا اور دونوں چلدے راہ میں ایک امیر نے شیخ کو دیکھا پہچان لیا اور گھوڑے سے اتر کر اور خود جو لباس پہنے ہوئے تھا اُتار کر پیش کیا اور شیخ کو خدا کی قسم دی کہ اسے قبول فرمائیں وہ اور اُسکے خدام شیخ کیساتھ ہوئے اور خانقاہ تک پھونچ گئے تب شیخ رح نے ان درویشوں سے فرمایا بیٹا دیکھا ہم میں کیا چیز (یعنی ہم کیا ہیں) کہ اپنی رائے سے کوئی لباس اختیار کریں جب ایسا منظور ہے تو ایسا ہی پہنائیں گے۔ ہماری کیا مجال ہے کہ ہم اس سے انکار کریں اور اسکو اختیار کریں وہ منظور ہو گا تو اُسی پر راضی ہیں انکار اور خود رائی گستاخی ہے) اگر تم بزرگوں کی اولاد میں نہ ہوتے تمہارے لئے یہ اچھا نہ ہوتا ان درویشوں نے توبہ کی استغفار کیا سر برہنہ ہو گئے اور پھر تا وفات شیخ رح کی خدمت میں رہے۔

اور جب کوئی شخص کچھ مال ان سے چھپاتا تھا وہ جاتا رہتا تھا اور صرف وہ باقی رہ جاتا تھا جس کا اُنکے سامنے اعتراف کرایا تھا (یعنی اگر کوئی مال اُسکے پاس ہوتا تھا اور وہ اسکو ان سے چھپا کر ان سے کچھ مانگتا تو وہ مال جاتا رہتا تھا)

شیخ رح جب قراقہ (قبرستان) کی زیارت کو تشریف لیجاتے اہل قبور کو سلام کرتے اور اہل قبور ایسی آواز سے جواب دیتے تھے کہ ساتھ کے لوگ سُن لیتے تھے

جب مقام صغید کے درویش لوگ آئے جن میں فرغل بن احمد بھی تھے اور یہ لوگ مقام صغید کے امیر ابن عمر کی سفارش کیلئے آئے تھے شیخ نے فرمایا تھا ان لوگوں کا کام انجام نہ پائیگا کیونکہ یہ لوگ ادبی و طبعیہ پر آئے ہیں اور اس شہر کے منتظم سے اجازت نہیں لی ہے پھر بات ایسے ہی ہوئی جیسے فرمائی تھی اور جب یہ لوگ فرغل صاحب کو لیکر بادشاہ کے یہاں پہنچے تو انہوں نے بادشاہ سے کہا آپ ہی اس شہر کے ذمہ دار ہیں اُس نے اُنکو جو نہ یہ مجزوب تھے کوئی جواب نہ دیا شیخ رح جب سی شہر گھوڑے پر ہاتھ رکھ دیتے تھے وہ شرارت باز آجاتا تھا اور حضرت خضر علیہ السلام بار بار آپکی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور آپکی جانب سے جانب بیٹھتے تھے۔ آپ کھڑے ہوتے تو کھڑے ہو جاتا اور حجرہ میں جاتے تو حجرہ کے دروازے تک پھونچتے تھے آپکی ستر میں ہوئی ہر ایک قبر پر کتوں میں شہوہ ہوئی اور لوگ زیارت کیلئے آتے ہیں ص ۶۲ کل صفحہ ۲ سطر ۱۰

محمد بن حسن انجیمی۔ بڑے عارفین میں سے ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ایک روئی عطا فرمائی جس میں سے کچھ نواہنوں نے حضور کے سامنے کہاںی اور کچھ اپنی برابر میں رکھ لی جس سے ہر ایک کو یہ خبر ہو گئی کہ آپ کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے تمام چیزوں کے ذکر کی حقیقتیں بتادی ہیں یہاں تک کہ وہ خود اور پتھروں کو مختلف الازکار دیکھا ہے اسکو مناوی رحم نے بیان کیا ہے۔

محمد بن علی زلیحی۔ بڑے ولی اور کشف و کرامات والے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ کا لڑکا اہل دیہات کے معمول کے موافق ایک دعوت میں لوگوں کیسا تھو تھو اور کھیل رہا تھا اتفاق سے تلوار ایک شخص کی آنکھ میں لگ گئی اور آنکھ نکل پڑی شیخ نے اس کی آنکھ کو علیہ پر کھڑکھڑا دیا تو وہ لسی سی ہو گئی جیسی تھی۔ اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے جب مسجد بنائی تو ایک معمار گردن کے بل گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی لوگ اسکو شیخ رحم کے پاس لائے آپ نے لعاب مبارک لگا دیا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر زندہ رہا اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب لوگ بارشس کے باب میں آپ کے سر پہ جاتے تھے تو فوراً بارشس ہو جاتی تھی اسکو

۱۶۵

مناوی رحم نے بیان کیا ہے

محمد بن عمر بن احمد شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ الواسطی۔ واسطی الاصل ہیں پھر عمری محلی ہو گئے شافعی ہیں بڑے امام شہور صوفی اکابر ادیان سے ہیں صاحب اللغات نافعہ و کرامات عالیہ میں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ قندیلوں کو گل کر کے سوئے تھے پھر انکو اشارہ کیا تو شبشس ہو گئے اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ احمد نخال آپ کے پاس آئے تو آپ کی شات آنکھیں دیکھیں ان کو غش آگیا ہوشش میں آئے تو شیخ نے فرمایا جب آدمی کامل ہو جاتا ہے تو دنیا کی اقلیموں کی بغداد کے موافق اس کی سات آنکھیں ہو جاتی ہیں آپ کی وفات شعبان ۱۱۹۵ھ میں ہوئی ہے اور مقام محلہ میں اپنی جامع مسجد میں دفن ہوئے ہیں اسکو مناوی رحم نے بیان کیا ہے۔ اور امام شعرائی کہتے ہیں کہ جب سلطان جقمق نے ابن عمر امیر مصر کو بھیجے پولیس کا دستہ بھیجا اور وہ اسکو بیڑیاں پہنا کر لانے لگے تو ایک گدھے یا بھے دار نے محل نامی کے گدھے نے جو مقام صغیر میں ان بزرگ محمد صاحب کے متوسلین میں سے تھا ٹھوکر کھائی

اُس نے کہا اے حضرت محمد اے حضرت غری (میری دستگیری کیجئے) ابن عمر نے سنا تو پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں اُس نے جواب دیا کہ میرے شیخ ہیں تو ابن عمر نے کہا کہ پھر دوسرا میں ہوں کہ انکی دستگیری چاہتا ہوں اے حضرت محمد غری مجھ پر توجہ فرمائیے شیخ نے محلہ میں اُسکی آواز سن لی امام شعرانی کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کرنے والے شیخ شہاب الدین خال کہتے ہیں کہ شیخ نے تین گدھے طلب فرمائے اور فرمایا سوار ہو لو۔ ہم شیخ کے ہمراہ سوار ہوئے اور قاہرہ چل دیے شیخ بادشاہ کے محل کے نیچے جا کر بیٹھ گئے اور خوب غور سے دیکھنے لگے۔ لوگ ابن عمر کو بیڑیاں پہنائے قلعہ کی طرف لیجا رہے تھے آپ نے ابن النخال سے فرمایا تم اس شخص کے پیچھے پیچھے جاؤ جب تم بادشاہ کو دیکھو کہ وہ ناراض ہونے لگے اور اُسکے قتل کا حکم دیدے تو تم شہادت کی انگلی کو انگلیٹھ کے اوپر رکھ کر اُسپر حملہ کرو تو جو قدر لوگ اُس مجمع میں ہوں گے سب کے سالس رکنے اور گلے گھٹنے لگینگے یہاں تک کہ بادشاہ کا بھی۔ ابن النخال اُسکے پیچھے پیچھے ہوئے جب بادشاہ ناراض ہوا تو انہوں نے جو کچھ شیخ نے فرمایا تھا کیا بادشاہ چلایا چھوڑ دو اور اسکو انجام دو پھر اُس کی تمام جماعت زعفران لگائی اور ابن النخال چلے آئے اور شیخ سے عرض کیا شیخ رہنے فرمایا اب سوار ہو کر بہان سے چلو کہ اب حاجت پوری ہو چکی اور وہاں ایک کوئی نہ تھا جو ابن عمر کو یہ واقعہ اور شیخ کی تشریف آوری بتاتا غرض شیخ محلہ میں لوٹ آئے اور فرمایا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے اسلئے تم میں سے کسیکو اسکی اجازت نہیں ہے کہ میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی سے کہہ دے امام شعرانی کہتے ہیں کہ ابن النخال نے مجھ سے کہا کہ آپ پہلے میں نے کسی سے اُسکو بیان نہیں کیا اور یہ بزرگ شیخ احمد زاہد سے مرید تھے خود بیان فرمایا کہ شیخ احمد زاہد کسیکو اُس وقت تک سجادہ پر بیٹھنے کی اجازت نہ دیتے تھے جب تک اُس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو جاتی اور میری کرامت یہ تھی کہ میں ایک دفعہ روشنی گل کر کے سویا تھا پھر میں نے قندیلوں کو اشارہ کیا تو سب کے سب روشن ہو گئے تھے اور ان کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ چوروں نے ان کے قتل کی متفقہ سازش کی کیونکہ یہ اکثر انکو منع کرتے رہتے تھے ایک رات وہ سب آئے اور خانقاہ کا دروازہ توڑ ڈالا آپ نے اپنی جماعت سے فرمایا سوار ہوئے اور کوئی باہر نہ جلسے پھر جب آپ کی نظر ان چوروں پر پڑی تو سب نے تو یہ کی اور ہتھیار ڈال دیے، نجم الغری کہتے امام شعرانی فرماتے تھے

کہ مجھ سے شیخ زکریا نے ذکر کیا ہے کہ وہ ایک بار حضرت محمد غفری کی خدمت میں حجرہ میں اچانک جا پہنچے تو انہوں نے اُن کی سٹا آنکھیں دیکھیں یہ ششدر رہ گئے تو فرمایا زکریا جب آدمی کامل ہو جاتا ہے تو دنیا کی اقلیموں کی تعداد کے موافق اُس کی آنکھیں ہو جاتی ہیں اور انہی شیخ زکریا صاحب کے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ اور ایسے ہی جا پہنچے تو انکو حجرہ کی چھت کے قریب غلامین چوزا تو بیٹھے دیکھے آپ کی وفات ششہ سے کچھ اوپر ہوئی ہے۔

محمد بن صدوق - شیخ بزرگ مجذوب چمکنے چلانے والے ولی صاحب کشف کمال الدین لقب دمیاطی شافعی ہیں۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ جمعہ دن قاضی القضاۃ ابن حجر کے مکان پر اُن کے برسرِ عہدہ ہونے کے زمانہ میں آئے اور یہ معزول ہونے سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے آپ لوگوں کے درمیان درگاہ میں بیٹھے اور سب دروازے بند کر دئے اور جس قدر خدمت ختم ہو سب کو باہر نکال دیا۔ قاضی القضاۃ گھر سے باہر آئے اور اُن کے پاس باب استار پر بیٹھ گئے انہوں نے اُن سے کچھ مانگا تو انہوں نے جیسے ایک اشرفی نکال کر دیدی آپ نے فرمایا اور تو انہوں نے ایک اور دیدی فرمایا اور تو انہوں نے اور دیدی یہاں تک چھ یا سات ہو گئیں اور اُن کی جیب میں اُس وقت ہی تھیں جب سب انکے ہاتھ میں آ گئیں انکو اپنی ہتھیلی میں گھمایا اور پیرہ دار کے بچے کو دیرین پھر اُس سے زور دیکر واپس لیں اور زور زور چمکنے مارتے رہے اور قاضی صاحب کو یہ کہہ کر لوٹا دین اور ہمارے پاس سے اُٹھ جاؤ اور بار بار چمکتے اور یہ کہتے رہے یہاں تک کہ اس سے قاضی صاحب کا رنگ فق ہو گیا اور انکے چمکنے سے کانپنے لگے اور یہی کہتے رہے ہمارے پاس سے اُٹھ جاؤ وہ اُٹھ گئے اور گہرین چلے گئے پھر اسکے بعد فوراً ہی معزول کر دے گئے اور اس واقعہ کے بعد اتنے ہی دن زندہ رہے جتنی وہ اشرفیان تھیں جو انہوں نے لوٹا کر دی تھیں چھ یا سات۔ نہ کم نہ زیادہ

آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کسی حاجت کا سوال کیا آپ نے فرمایا یہ پچاس اشرفیوں پر موقوف ہے اس شخص نے وہ اشرفیان اُنکے پاس پہنچا دیں جب قاضی اشرفیان لیکر ان کے پاس پہنچا تو یہ باب الکاملیہ پر بیٹھے تھے اُسکے بھیچتے ہی حکم دیا کہ فلاں عورت کو جو سڑک پر جا رہی ہے اور تم اسکو پہنچا دیتے بھی نہیں ہو دے اور

اسنے ویدین اسکے معصوم ہوا کہ اس عورت کا لڑکا اسقدر روپیہ کے عوض میں نہ کم نہ زیادہ
قید میں تھا اور ایسے شخص کے پاس قید تھا جس سے رحم کی کوئی توقع نہ تھی اور اسکے ہلاک کا اندیشہ
تھا آپ کی وفات مصر میں ۱۲۵۴ھ میں ہوئی ہے اور قراقرم کی مین شیخ ابوالجاسس خرازی کی نسب کے
برابر دشمن ہوئے اسکو مناوی ۶ نے بیان کیا ہے۔

نچوڑنا اچھوڑنا غل۔ صبر کے رہنے والے بڑے ادب اور بے مثال اصفیاء میں سے
میں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ ایک عورت کو میں چل کا اشتیاق تھا اور وہ مصر میں نہیں
ملتا تھا آپ نے اپنے چہرہ پر انچیر سے فرمایا پھر اس چہرہ میں جاؤ چہرہ کے اندر تم ایک درخت پاؤ گے
اسکے پاس پانچ بیج ہیں توڑ کر لاؤ وہ گیا میں چل کا درخت پایا اور اس سے پانچ توڑ لایا
پھر جو اسکے بعد چہرہ میں گیا تو وہاں درخت نہ تھا۔

ایک دن شیخ الاسلام ابن حجر مہرین ان پر کو گزرے جبکہ وہ قاضی عمر کی اولاد کی سفارش
کیلئے آئے تھے ان پر انکار کے طعنے پر اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو ولی نہیں
بنائے اور انکو ولی بنائے تو ان کو علم دیتے آپ نے فرمایا قاضی ہر جاؤ وہ ٹھہر گئے آپ نے انکو پکڑا
اور لگے مارنے انکے منہ پر چھپتا مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ہاں مجھے بنایا ہے اور
مجھے علم بھی دیا ہے۔

آپ کے پاس ایک پادری آیا اور زرد رنگ کے خربوز کا اشتیاق ظاہر کیا موسم اس کا
نہ تھا اگر آپ نے لا دیا اور فرمایا اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کہ وہ قاف کے پیچھے سے ملے گا ہے۔
پھر سوچو بدار کی لڑکی کو ایک ناکو نگل گیا تو وہ روتا پیتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اس
جگہ جہاں اسنے لڑکی کو نگل لیا سو جاؤ اور بلند آواز سے کہو اے ناکو آ اور فرغل سے جواب دہی
کر تو ناکو سمندر سے نکلا ایک جہاز کی طرح جا رہا تھا مخلوق اس کے آگے سے دابھے بائین کو
پر جاتی تھی وہ اس کے گھر کے دروازہ پر آکر کھڑا ہو گیا آپ نے لوہار کو حکم دیا کہ اسکے سب دانت اکھاڑ
دے اور ناکو کو لڑکی کو اگل دینے کا حکم دیا اسنے لڑکی کو اگل دیا تو وہ زندہ تھی مگر ہوش
بہر ناکو سے کہہ کہ جب تک زندہ ہے اس کے شہر کے کسی آدمی کو نہ ملے۔ ناکو اس طرح لوٹ کر
گیا کہ آپ کے لشو بہہ ہے تھے اور سمندر میں جا پڑا۔

آپ بار بار بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت خلی جلد علا ششانہ کے سلسلے عرش کو سچے چل رہا تھا حق تعالیٰ نے مجھ سے یہ فرمایا اور میں نے یہ عرض کیا۔ قاضیوں میں سے ایک شخص نے اس کی تکذیب کی آپ نے اسکو گونگا ہونے کی بدو عادی تو وہ وفات تک گونگا ہی رہا۔ اخیر عمر میں آپ کے ہاتھ پاؤں رہ گئے تھے آپ اطراف عالم میں سے تمام اقلیموں کی خبریں بیان فرمایا کرتے تھے۔ لوگ ہر روز یا تیسرے روز آپ کے پوتے کا بیٹا پوڑا تبدیل کہ دیا کرتے تھے اور میں نے سید محمد بن عنان سے سنا ہے کہ میں نے ہشترباب میں فرغل بن احمد کی زیارت کی انکی جماعت نے میرے بلاد مشرق سے آنے کو بیان کیا تو فرمایا یہ محمد بن حسن الاعرج ہے جو ہماری زیارت کیلئے چلا ہے۔

ایک نصرانی عورت آپ کی معتقد تھی جو بلاد فرنگ میں ہی رہتی تھی اُسے نذر کی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اُسکے لڑکے کو صحت دیدی تو وہ شیخ فرغل صاحب کے واسطے ایک فرش بنائیگی آپ یہاں فرمایا کرتے تھے کہ لو اب ان لوگوں نے فرش کی اون کاستی۔ جواب ان لوگوں نے کتی ہوئی اون کو کیلون پر پیٹ لیا۔ جواب انہوں نے بننا شروع کر دیا۔ جواب اسکو روانہ کر دیا جواب اسکو جہاز میں رکھ دیا۔ جواب فلاں جگہ تک پھونچ گئے پھر فلاں جگہ تک پھونچ گئے۔ پھر ایک روز فرمایا کوئی جاسے اور وہ فرش لیے کیونکہ وہ اب دروازہ تک پھونچ گیا ہے اور سب باتیں ایسی ہی نکلیں۔

بچپن میں ان لوگوں نے نہی صیت میں خرمن کا محافط مقرر کیا تو آپ نے ایک سبز خوشم لیا اور خرمن کے اوپر ڈال دیا اور جلا دیا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ اسس مجنون نے خرمن کو جلا دیا انکو پکڑا اور مارا تو انہوں نے کہا کہ میں نے آگ سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے خوشم کو ہی جلا نا اور بس اب تم لوگ دیکھو دیکھا تو سوائے خوشم کے اور کچھ نہ جلا تھا۔

آپ نے ایک شخص سے کہا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کرو اُسے جواب دیا اُس کا مہر تمہارے لئے بہت زیادہ ہو گا۔ فرمایا کیا مہر چاہتے ہو اُسے کہا چار سو اشرفیان فرمایا فلاں عورت کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ فرغل نے کہا ہے کہ ایک تھیلی اشرفیوں کی اور ایک لڑکیوں کی بہرہ دہانے دو تھیلیاں بہر کر دیدین اسکے بعد سے وہ شخص اور اُس کی اولاد تا اوقات شیخ کی برکت سے خوش حال رہے ابن النیر ازیری آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدیموس ہوا تو فرمایا ہم نے مکو فلاں مقام

سے فلان تک کا والی بنادیا تو بادشاہ نے انکو سعید کے چار صوبوں کا والی مقرر کر دیا اور آپ نے مصر میں کسی حاکم کے پاس ایک غلام کی سفارش میں اپنا قاصد بھیجا اُس نے جواب دیا کہ شیخ سو کہہ دینا کہ تم تو بیوقوف ہو قاصد شیخ کے پاس لوٹ آیا اور ماجرا عرض کر دیا تو آپ نے زمین پر اس طرح انگلی ماری جیسے کوئی کہہ دتا ہوا اسکے بعد خبر ملی کہ بادشاہ اس حاکم پر ناراض ہوا اور اسکو گھر کے بندم کرنے کا حکم دیدیا جو اس وقت سے آج تک ویران چلا آتا ہے اور طولون کی جامع مسجد کو پہلو میں ہے پھر اسکے بعد اس حاکم کی گردن مار دی گئی۔ بادشاہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر مجبور فرمادیا تھا

ایک درویش آپ کے پاس بیٹھا قرآن شریف پڑھ رہا تھا اُس نے کوئی غلطی کی آپ نے فرمایا میان تمنے غلط پڑھا ہے اُس نے عرض کیا حضرت آپ تو حافظ نہیں آپ نے یہ کیسے معلوم کر لیا فرمایا میں ایک مسلسل نور دیکھ رہا تھا جو آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا وہ منقطع ہو گیا اور اگلے حصہ پہنچے حصہ سے متصل نہیں رہا تو میں نے سمجھ لیا کہ تمنے غلط پڑھا ہے ص ۱۶۲ کل ۲ صفحہ ۶ سطر

علامہ مناوی نے جو ان کا ذکر کیا ہے لکھا ہے کہ فرغل بن احمد کا نام محمد سمیع سعیدی ہے مشہور مجذوب ہیں۔ بڑے صوفیہ اور باقرت لوگوں میں سے ہیں پھر ان کی بعض وہ کرامتیں نقل فرمائی ہیں جو اوپر گزر چکی ہیں پھر لکھا ہے کہ ان کی کرامتیں اس سے زیادہ مشہور ہیں کہ ان کو لکھا جاوے اور آپ کی وفات ص ۱۶۲ کل ۳ سطر

محمد بن محمد جو آق شمس الدین کے نام سے مشہور ہیں سلطان محمد فاتح کے عہد حکومت میں بڑے اولیاء میں سے ہوئے ہیں۔ دمشق الشام میں ولادت ہوئی پھر آپ اپنے بچپن کے زمانہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ بلاد روم میں آکر وہاں یہ علم میں مشغول رہے اور تکمیل کی آپ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ آپ بطرح روح کے طبیب تھے جسم کے بھی طبیب تھے طب ظاہری میں آپ کی تصانیف بھی ہیں۔ روایت ہے کہ جڑی بوٹیاں آیکو پکار پکار کر کہا کرتی تھیں کہ میں فلان مرض کی دوا ہوں۔ جب سلطان محمد خان نے فتح قسطنطنیہ کا قصد کیا شیخ کو جہاد کی دعوت دی اور شیخ آق بیق کو بھی دعوت دی اور ان دونوں حضرات کی خدمت میں احمد یا شاہن دلی الدین / حرم کو قسطنطنیہ

کی طرف توجہ کرنے کیلئے بھیجا تھا شیخ آق سبکی ایک مجذوب بزرگ تھے ان سے تو کوئی جواب نہ ملا اور شیخ آق شمس الدین نے فرمایا کہ عنقریب فلان روز صبحۃ البکری کے وقت دیہان کے حساب سے تقریباً گیارہ بجے مسلمان قلعہ کے فلان حصہ میں داخل ہو جائینگے اور تم اس وقت سلطان محمد خان کے پاس ہو گے شیخ کی اولاد میں سے کسی نے بیان کیا ہے کہ وہ وقت آگیا اور قلعہ فتح نہیں ہوا تو ہم کو سلطان کی طرف سے بہت اندیشہ ہوا کہ نہ معایم شیخ کی پیشگوئی پورا نہ ہو نیکی و حب سے شیخ پر کیا ظلم کر گزرے تو میں اس طرف یعنی شیخ کی خدمت میں حاضر ہو نیکے لئے چلا شیخ خیمہ میں تھے اور ایک خادم دروازہ پر تھا اُس نے مجھے اندر جانے سے روک دیا کہ چونکہ شیخ نے اُس کو حکم دیا تھا کہ کوئی شخص اُنکے پاس نہ جاسکے میں نے خیمہ کی رسی ذرا اٹھائی اور دیکھا تو شیخ زمین پر سجدہ میں ہیں سر اٹھایا ہوا ہے گریہ وزاری جاری ہیں میں نے اپنا سر نہیں اٹھایا تھا کہ شیخ اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے قلعہ فتح کا ہم پر احسان فرمایا۔ میں نے قلعہ کی طرف دیکھا تو سارا کا سارا لشکر قلعہ میں داخل ہو چکا تھا اور حق تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے فتح عنایت فرمادی شیخ رح کی دعا ساتون آسمانوں کو چیر کر جاتی تھی کتب تاریخ میں آتا ہے کہ حضرت ابوالیوب الفزاری کی قبر مبارک قسطنطنیہ کی چہار دیواری کے قریب کسی جگہ ہے حضرت شیخ سے درخواست کی گئی کہ آپ وہ جگہ معین فرمادیں آپ تشریف لائے اور فرمایا میں اس جگہ ایک نور دیکھ رہا ہوں شاید ان کی قبر مبارک اس جگہ ہے پھر اُس جگہ تشریف لائے اور دیر تک مراقب رہے پھر فرمایا انکی روح میری روح کی طرف متوجہ ہوئی اور اس فتح کی مبارکباد دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کی کوشش کو قبول فرمایا ہے کہ تم نے ظالم کفار کے قبضہ سے مجھے چھڑا دیا یہ خبر سلطان محمد خان کو پہونچی تو وہ اس جگہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت ابوالیوب الفزاری کی قبر کے باب میں میں حضرت والا کی تصدیق تو کرتا ہوں لیکن ایک فرمائش ہے کہ میرے واسطے قبر مبارک کی کوئی ایسی علامت مقرر فرمادیں جسے میں خود اپنی آنکھ سے دیکھ لوں اور اس سے میرے دل کو اطمینان ہو جائے پھر شیخ کچھ دیر مراقب رہے اور فرمایا اس جگہ کو قبہ کے برابر ہے کی طرف سے دو ہاتھ کہو دو ایک سفید پتھر نکلے گا جس پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا ہو گا جس کا ترجمہ یہ ہے اور پھر آپ نے کچھ مضمون فرمایا جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ لکھا تو ایک سفید پتھر نمودار ہوا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا جو شخص اُس کو پڑھ سکے اُسے پڑھا اور

ترجمہ کیا تو اس کا مضمون وہی تھا جو شیخ رحمہ نے بیان فرمایا تھا سلطان حیران رہ گیا اور اس پر ایک عجیب
حال طاری ہو گیا اگر لوگ سنبھال نہ لیتے تو وہ گریٹ تاجپر سلطان نے اس جگہ ایک قبہ اور جامع مسجد
اور حجرے بنانے کا حکم دیدیا اور شیخ رحمہ سے درخواست کی کہ آپ مع مریدوں کے یہاں قیام فرمائیں۔
مگر شیخ نے قبول نہیں فرمایا اور بادشاہ سے اجازت طلب کی کہ اپنے وطن لوٹ جائیں سلطان نے
آپ کی دلداری کیلئے اجازت دیدی جب اپنے وطن قصبہ کو نیک پھونچے وہاں ایک زمانہ تک قیام
فرمایا پھر وہاں وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئے اسکو شقائق نعمانیہ میں بیان کیا ہے
۱۶۵ھ کل ۲۳ سطر ————— ۱۶۵ھ

محمد بن علی باعلوی - عبدیدو اے عسلم و عمل و ولایت کے ائمہ میں سے ہیں آپ کی کرامتیں بہت
ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ آپ وادی کے اوپر کے حصہ میں عبادت کیا کرتے تھے بعض دفعہ آپ کے
متوسلین حاضر ہوتے تو نیچے بغیر بارش و بادل کے سیلاب جاری پاتے حضرت شیخ اُن سے
فرماتے کہ پی لو غسل کر لو مگر کسیکو خبر نہ کرنا۔ ایک شخص کو یہ واقعہ پیش آیا کہ اُس نے اس سیلاب
میں کسی وقت غسل کیا تو اُس میں زعفران کی خوشبو معلوم ہوئی اور اپنے کپڑوں پر زعفران کا رنگ یا
جو اُس کے کپڑوں سے ایک مدت مدید کو بعد زائل ہوا ۱۶۵ھ کل ۵ سطر ————— ۱۶۵ھ
آپ کی وفات ۸۶۲ھ میں ہوئی اور اپنے جدا علی محمد بن عبدالرحمن باعلوی کے قریب مقبرہ زنبیل میں دفن
ہوئے ہیں اسکو شقائق نعمانیہ نے بیان کیا ہے۔

محمد بن سلیمان الجعفی - سلامی حسینی شاذلی دلائل الخیرات دالے ہیں آپ عبادت
کے واسطے حجرہ میں چودہ سال تک رہے پھر لوگوں کو فائدہ چھو نچانے کیلئے باہر نکلے اور مریدوں کی
تربیت شروع فرمائی آپ کے ہاتھ پر بہت بڑی مخلوق نے توبہ کی اور آپ کا ذکر آفاق عالم میں شہرت
حاصل کر گیا آپ بڑے بڑے خرق عادات اور بڑی بڑی کرامتیں اور بڑے عظیم الشان فضائل
ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ کے پاس بارہ ہزار سے زائد مرید جمع تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے
کہ آپ کی وفات سے تتر سال بعد بلاد سوکس میں آپ کی قبر میں سے غش مبارک کو مراثش نقل
کیا گیا تو آپ کو ایسا ہی پایا جیسے دفن کئے گئے تھے آپ کے حالات میں زمین نے کوئی اثر اور طول زمانہ
نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا تھا عصر اور واری کو بالوں میں خط بنو انیکا نشان ایسا ہی تازہ تھا جیسا انتقال کی وقت تھا

کیونکہ انتقال کے روز آپ نے خط بنوایا تھا اور کسی شخص نے اُن کے چہرہ پر انگلی رکھ کر چلائی تو اُس کے نیچے سے خون بہٹ گیا جب انگلی اٹھائی تو خون لوٹ آیا جیسے زندہ آدمی میں ہوتا ہے اور آپ کی قبر مراکش میں ہے قبر پر بہت عظمت برستی ہے لوگوں کے ٹھٹھکے ٹھٹھکے بندھے رہتے ہیں اور قبر پر دلائل الخیرات بکثرت پڑتے ہیں اور یہ پایہ ثبوت کو بھونچ چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہنے کی وجہ سے اُن کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے آپ کی وفات ششمین ہونی ہے یہ دلائل الخیرات کی شرح فاسی سے لیا گیا ہے اور سید احمد مدنی نے قطب دروید صاحب کے درود شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ دلائل الخیرات کے لکھنے کا سبب یہ ہوا ہے کہ اُس کے مؤلف سید محمد بن سلیمان جزوی پر ایک دفعہ گماز کا جو وقت آیا تو آپ کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے کنوین سی پانی نکالیں یہ اسی فکر میں تھے کہ ایک بچی نے ایک بالا خانہ سے دیکھا اور پوچھا آپ کون ہیں آپ نے اپنا حال بیان فرمایا تو اُس نے کہا کہ آپ تو وہ ہیں کہ آپ کی نیکی کے تذکرے بیان کئے جاتے ہیں اور پھر بھی آپ حیران ہیں کہ کنوین سے کس طرح پانی نکالیں اور اُس نے کنوین میں تھوک دیا تو کنوین کا پانی زمین کے اوپر ابل پڑا شیخ نے وضو سے فارغ ہو نیلے بعد اُس سے فرمایا تم کو خدا کی قسم یہ تیرا جو کہ تیرے مرتبہ کیسے حاصل کیا اُس نے عرض کیا اُس ذات پر کثرت سے درود شریف پڑھنے سے جو چٹیل میدان میں چلتے تھے تو وحشی جانور آپ کے دامن کی بنا لیتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے قسم کہانی کہ حضور کے درود شریف کے باب میں ایک کتاب تصنیف کرینگے

محمد بن احمد بن عبد اللہ اکرم الاشعری۔ مالکی شیخ مدین صوفی کیردولی مشہور کے بھائی بن۔ آپ نے اپنے مامون صاحب علوم کی تحصیل کی اور آپ سے علی مرصفی اور ابن ابی حائل وغیرہ اکابر نے تحصیل کی ہے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے عرض کیا کہ میں آپ کو کیمیا سکھلاؤں گا فرمایا حجرہ میں جاؤ اور عمل کرو اور جبہ دکھاؤ اگر بیٹھے پسند آگیا تو لیکھو نون گایہ شخص حجرہ میں داخل ہو گیا تو شیخ نے اُس وقت کے حاضرین سے فرمایا کہ جب یہ نکلے گا اس کی دائرہ بھی اور چہرہ جلا ہوا ہو گا پھر وہاں دیا سلانی بھرک گئی اور اُس کی دائرہ بھی اور چہرہ جلا ڈالا اور یہ اسی حال میں باہر آیا تو فرمایا میں ایسی چیز کی ضرورت نہیں جو دائرہ بھی اور چہرہ بھی

پھونک ڈالے اور اسکو نکال دیا۔ آپ کی وفات ۱۲۸۰ھ میں ہوئی ہے اسکو مناوی رحمہ فی بیان کیا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن عباس شعیبی مہلبی۔ یہ بزرگ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت دیکھا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک سال میں نے حج کیا تو حجر اسود کے پاس یہ دعا مانگی کہ حق تعالیٰ مجھے قاضی اور مفتی ہونے سے بچائیں جب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پھونچا تو خواب میں لوگوں کا ایک مجمع دیکھا۔ میں قریب پھونچا کہ سبب معلوم کروں تو مجمع کے درمیان میں ایک شخص کو دیکھا جیسے چودہویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ میں نے حاضرین میں سے کسی سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں اُس نے جواب دیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک مسلم بوجھ رہا ہے جو ایک ورق میں ہے اور اُس نے وہ ورق حضور کی خدمت میں پیش کیا ہے اور حضور کے دست مبارک میں کتاب المہذّب ایک جز ہے اور حضور کہیں اس جز کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور کہیں مسئلہ کو۔ مجھے اس سے تعجب ہوا اور آنکھ کھل گئی تو اسکے بعد سے حضور کی اقتدا کی بنا پر مفتی ہونا ناگوار نہیں رہا البتہ قاضی ہونا ناگوار رہا اور خدا کا شکر ہے کہ مجھے اس سے نجات ملی رہی۔ اور میں ایک مرتبہ اپنے دل میں سوچتا تھا کہ اگر میرے پاس مال ہو تو میں عبادت و مباحات میں سے یہ کام کروں تو دفعۃً میں نے ایک قاری کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا و یوسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن یغزل بقدر ما یشاء (اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رزق کی کثالتیں کرتے تو وہ اسکے ملک میں کشتی کرنے لگتے لیکن وہ اندازہ پر حقد چاہتے ہیں نازل فرماتے ہیں) میں وہاں سے اٹھا اور تلاش کیا کہ کوئی تلاوت کر رہا ہے تو کوئی نہ ملا میں سمجھ گیا کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف نصیحت تھی اسکو شرحی رحلے بیان کیا ہوا ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن شریک بن جلیل المقرئ البغدادی۔ بڑے صاحب احوال و کرامات بزرگوں میں ہیں۔ یہ تصوف میں شیخ عیسیٰ بن حجاج سے مرید تھے واقعہ یہ تھا کہ یہ شروع شروع میں انکی خدمت میں بارہ طرف قدر خواہ دیکھ کر۔ اور آنکس کہ تو نگرانی گردانہ۔ اور مصلحت تو از تو بہتر دانہ غرض جسکو جس قدر عطا فرمایا ہے وہ اسی کا اہل ہے زیادہ کا اہل نہیں اگر زیادہ دیا جاتا تو فتنہ و فساد کشتی اور دگر اہی میں پھنستا تو زیادہ نہ دینا بھی ایک انعام ہے اور رحمت ہے ۱۲ ج۔

خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور مدت تک خدمت میں رہے اور ان سے دعا کرانی کہ اللہ تعالیٰ
ان پر علم کے دروازے کھول دین پھر آپ پہاڑوں پر چلے گئے اور وہاں ایک مدت تک علم میں مشغول
رہے جب وہاں سے اترے تو شیخ عیسیٰ موصوفت و فائز پانچلے تھے اسلئے یہ شیخ احمد بن مرہ کی
خدمت میں پھرنے لگے جب شیخ احمد نے ان کے کمال اور اہلیت کو محسوس فرمایا تو انکو شیخ بنادیخ
کا ارادہ کیا خوب شیخ عیسیٰ بن حجاج کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں اے شیخ احمد یہ مرقی میرا
بیٹا ہے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے (یعنی میرا مرید ہے) ان سے کہہ دو میرے لڑکے شیخ
محمد کے پاس جائیں وہ انکو شیخ بنادینگے ان کا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے شیخ احمد نے انکو اسکی
اطلاع کر دی تو شیخ محمد پیر شیخ عیسیٰ کے پاس حاضر ہو گئے اور انہوں نے انکو شیخ بنادیا اور
مرقی صاحب ان سے عمر میں بڑے تھے۔ دونوں بھائی بھائی کی طرح رہتے تھے جب شیخ محمد پیر
شیخ عیسیٰ کا انتقال ہوا مرقی صاحب نے ارادہ کیا کہ انکے بیٹے ابو بکر کو ان کا جانشین بنادیں
اس روز ان کے پاس ایک بزرگ عراقی کے رہنے والے تھے جو اپنے آپ کو یہ کہتے تھے کہ وہ شیخ
عبدالرحیم جیلانی کی اولاد میں ہیں ان صاحب نے کہا کہ شیخ ابو بکر کو جانشین میں ہی بناؤں گا
میں ہی اس کا حق دار ہوں میں ان کے دادا شیخ عیسیٰ کا مرید ہوں اور ہم سب شیخ عبدالقادر پر
مجاہدے ہیں اور یہ کہا کہ ایک زبردست آگ تیار کی جائے اور پھر کہا کہ اگر تم میرے ساتھ آؤ گے
میں داخل ہو گئے اور تمہیں وہ وہ کام کر لئے جو میں کروں گا تو تم انکو جانشین بنا سکتے ہو ورنہ نہیں
اور پھر آگ کے اندر گھس گئے اور اس میں گھومنے لگے اور آگ کو ہاتھ میں اٹھا اٹھا کر سر پر ڈالنے
لگے اور آگ انکو کچھ نقصان نہ دیتی تھی اور اس سے ان کے کپڑے جلے شیخ مرقی نے اپنی گڈری
اٹھائی اور اپنے درویشوں میں سے ایک درویش کو دی اور فرمایا تم بھی انکے ساتھ آگ میں چلے
جاؤ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں کر دیاؤ یہ درویش بھی آگ میں داخل ہو گئے اور جو وہ کہتے تھے
یہ بھی کرنے لگے بلکہ اور اس سے بھی زیادہ جب ان عراقی بزرگ نے دیکھا کہ یہ درویش بھی
سب باتیں کرنے لگے تو پھر انہوں نے شیخ ابو بکر کو جانشین بنائے میں شیخ مرقی کی
مخالفت نہیں کی اور شیخ ابو بکر بھی بڑے بزرگوں میں تھے اور ان شیخ مرقی صاحب کی اولاد بھی
نیک صالح تھی جو ایک شہور قبہ کی طرف منسوب ہو کر قبہ نام ایک موضع میں رہتے تھے

جو محب کے پہاڑوں کی نواح میں ہے اور وہاں اُن کی بہت شہرت ہے اسکو شرجی رحم نے بیان کیا ہے
ابو عبد اللہ محمد بن منہا القرشی الیمنی یہ بزرگ اُن عبداللہ قرشی مشہور کے علاوہ ہیں جو بیت
المقدس میں مدفون ہیں کیونکہ وہ ان سے بہت مقدم ہیں ان کا نسب قریش میں بنی عبدالدار میں
ہے یہ عظیم الشان مشہور بزرگ صلاح و تقویٰ اور ولایت کاملہ میں معروف ہیں ص ۱۶

کل صفحہ ۱۹ سطر ————— ص ۱۶

صاحب کشف و کرامات ہیں ان کی مشہور کرامتوں میں سے یہ ہے کہ یہ صاحب خطوہ تھے یعنی ایک
قدم میں صد ہا میلوں کی مسافت قطع کر لیتے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے
ایک مرتبہ وادی مور کی نواح میں قازہ مقام کی مسجد کا ارادہ کیا اور تقریباً ایک سو درویش آپ کے سلسلہ
کے ہمراہ تھے وہاں انہوں نے اور ان کے رفقاء نے چالیس روز کا اعتکاف کیا روزے رکھے
شب بیداریاں کیں اور ادو وظائف ادا کئے پھر وہاں سے ساحل کی طرف چلے اور ساتھیوں
میں سے صرف دو درویش شیخ علی شینی اور ایک اور صاحب ہمراہ ہوئے آپ نے دریا میں ایک
گروہ دیکھا آپ نے درویشوں سے فرمایا وہاں جاؤ اور جو لوگ اس میں ہیں اُن سے کہو کہ جو چیز تمہارے
پاس ہے ملاؤ یہ دونوں اُن لوگوں کے پاس پھونچے اور اُن سے یہ پیام کہہ دیا تو انہوں نے کہا
ہمارے پاس جو لوگ اس مسجد میں ہیں ان کے واسطے کچھ نذر ہے اور انکو پانچ سو عشاری اشرفیاں
دیں۔ یہ دونوں وہ اشرفیاں لیکر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر شیخ زبید شریف لیگے
اور ان اشرفیوں کے درہم بنا کر سب کے سب اپنے رفقاء اور دو مسکینوں کو تقسیم کر دئے پھر
فرشیہ شریف لیگے اور وہاں شیخ علی شینی کو خلیفہ بنا کر وہاں کے قیام کا حکم دیا
اسلئے شیخ علی نے تا وفات وہاں قیام کیا اور اتنا اُن کی اولاد وہیں رہتی ہے غرض اس
واقعہ میں ان بزرگ کی کئی کرامتیں ہیں ایک تو وہاں اُس گروہ کے ہونے کا کشف دوسرے یہ کہ
اُن کے پاس کچھ نذر کیا ہوا مال ہے تیسرے شیخ شینی کو فرشیہ میں قیام کا حکم اور یہ
بھی اسلئے تاکہ اُنکو اور اُن کی اولاد کو وہاں عزت حاصل ہوگی وغیرہ وغیرہ اور آپ کے بیٹے عمر المتقض
ہوئے ہیں اور اُن کی اولاد بہت نیک ہے اور اُن میں کی ایک
بھی

آبادی میں ہوئی ہے جو ناشریہ سے قریب ہے اور وہاں آپ کی قبر مشہور ہے جس کی زیارت کیجاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کیجاتی ہے اور بعض ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب بھی انہوں نے انکی قبر کی زیارت کی ہے تو اس پر ایک نور تین مشعلوں کی طرح دیکھا ہے اسکو شرحی رح نے بیان کیا ہے ابو عبد اللہ محمد بن عبد العزیز مکی ہمدانی۔ قروضہ کورینے والے ہیں جو سحول کی نواح کا ایک گاؤں ہے۔ فقیہ عالم عارف تھے۔ عبادات و مجاہدات ان پر غالب تھی ان کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں جنہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے اس گاؤں میں ایک خانقاہ بنوائی جب معماروں نے پیڑیں باندھیں تو ایک پیڑ اس کی اونچائی تک نہ پھونچی یہ لوگ چھوڑ کر بیٹھ گئے شیخ نے فرمایا کیوں چھوڑ بیٹھے عرض کیا وہاں تک نہیں پھونچتی فرمایا پھر باندھو انشاء اللہ یہ سوچ جائیگی پھر باندھی تو پھونچ گئی اور شیخ اور آپ کی جماعت اسی خانقاہ میں مکافا اور ذکر و تلاوت کیا کرتے تھے کسی شخص نے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے امیر المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کیسے تھے فرمایا جیسے یہ قروضہ والے اور ان کے ساتھی ہیں۔ جنہی رح کہتے ہیں میں نے یہ ایک نیک اور فاضل شخص سے سنا ہے اور آپ کی کرامتیں ایسی ایسی بہت ہیں۔ جنہی رح نے ان کی وفات کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی اور ان کی قبر اسی خانقاہ میں ہے اس کی زیارت کے قصد سے لوگ آتے رہتے ہیں

ص ۱۶۷ کل ۲۲ سطر ————— ص ۱۶۸

ابو عبد اللہ محمد بن عثمان نزمی۔ فقیہ عالم علم و تقویٰ میں مشہور ایک پہاڑ معروف بہ نظار میں بود و باش رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی بڑا حاکم زبردست لشکر لیکر آپ کے شہر کو لوٹنے کیلئے پھونچا اور یہ شخص زیدی فرقہ کا تھا لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل ہونے پر مجبور کرتا تھا۔ تمام شہر میں فساد برپا کر رہا تھا بہت سے مواضع کو لوٹ لیا تھا جب شیخ کے موضع کے قریب پھونچا تو شیخ نے لوگوں پر رحم کرنے اور انکو رعایا بنالینے کو کہا مگر اسنے شیخ کے خط کی طرف التفات بھی نہ کیا اور قاصد سے کہدیا میں نہ ان کی سفارش مانتا ہوں نہ ان کی میرے دل میں کوئی وقعت ہے شیخ کو بہت شاق گذرا اور آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک قصیدہ کہا اور آپ کے وسیلہ سے نجات چاہی پھر جب وہ شخص شیخ کی خدمت سے

آگیا سب اہل موضع نکلے اور اس سے جنگ کیا تو شیخ اور ان کے ساتھیوں نے اُسکو شکست فاش دے دی۔ حالانکہ اُس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا اور یہ اہل موضع چند نفر تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ان کے کئی قصیدے پڑھیں ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان بزرگ کے منہ کو بوسہ دے رہے ہیں اسکو شرجی رحم نے بیان کیا ہے اور اسی کرامت کی وجہ سے میں نے یہاں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ حضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مجھ میں سے کہانے عورت اور نیند کی خواہش زائل فرما دیں آپ کے متوسلین نے تحقیق کی تو یہ پایا کہ یہ خواہشیں آپ میں سے زائل ہو چکی تھیں

ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن معن القرظی۔ فقیہ عالم صالح بزرگ صاحب خیر و برکت تھے علم حدیث کا آپ پر غلبہ تھا اور آپ اسی سے مشہور تھے۔ علم حدیث میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں سے زیادہ مشہور کتاب المستصفیٰ ہے جسکو آپ نے کتب سنن سے جمع کیا تھا اور اس میں بہت محنت کی تھی یہ کتاب بہت بابرکت اور مہینہ علماء میں بہت رائج ہے روایت ہے کہ ان فقیہ محمد بن سعید بن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ان کے واسطے استقامت کی دعا فرمائی۔

شریف ابوالحدیٰ یہ کہہ کرتے تھے کہ شیخ بیع صاحب مکہ مکرمہ کی رباط والے سے صحیح سند ثابت ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضور نے ان سے فرمایا جس نے کتاب المستصفیٰ مصنفہ محمد بن سعید پوری پڑھ لی وہ جنت میں داخل ہوگا اسکو شرجی رحم نے بیان کیا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن محمد بن عبد الرحمن باعبا و حضرمی۔ بڑے شیخ عارف کامل کثیر العباد شہید المجاہدہ تھے صاحب کرامات و اخبار شائع تھے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ ہر روز بیستین ہزار تسبیح پڑھتے تھے ایک بار آپ نے سجدہ میں یہ دعا کی کہ اب لا تذرنا فی فردا و انت خیر الوارثین (اے الہی مجھ کو اکیلا نہ چھوڑے اور آپ سے اچھے وارث ہیں) اس پر آپ نے ایک غیبی آواز سنی لا ادرک فردا و انت خیر الوارثین (میں تم کو اکیلا نہ چھوڑوں گا اور میں سب وارثوں سے بڑھ کر وارث ہوں) اسکو شرجی رحم نے بیان کیا ہے

ابو عبد محمد بن عبد اللہ المنسکی۔ بڑے بزرگوں اور عظیم الشان زاہدون میں تھے۔ قرآن شریف کی تلاوت بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن رات میں دس قرآن ختم کر لیتے تھے جیسے کہ فقیہ حسین الابدلی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے اور ولایت کاملہ کے ساتھ ساتھ آپ فقیہ عالم اور قاری بھی تھے۔ آپ کی بہت سی کہلی کہلی کرامتیں ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ شیخ عمر بن عثمان حکمی حج بیت اللہ کیلئے جاتے ہوئے آپ کے یہاں کو گزرے تو آپ نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ میں اور تم قوم معاسجہ میں نکاح کر لیں شاید انکو اللہ تعالیٰ کے راستہ کی ہدایت نصیب ہو جائے شیخ حکمی صاحب نے کہا جب میں حج سے واپس آؤں پھر جب شیخ حکمی صاحب حج سے واپس آئے اور شیخ محمد کے موضع کے قریب پھونچے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ شیخ محمد ہم سے ایک ایسی بات چاہتے ہیں جس میں ہمیں مشغولی ہو جائیگی اور ارادہ کر لیا کہ ان کے پاس ہو کر نہ جائیں اسلئے رات میں سفر کیا کہ انکو علم نہ ہو مگر راستہ بھول گئے اور رات بھر صبح تک ایک ہی مقام میں چکر کھاتے رہے اس سے نکل نہ سکے تو شیخ عمر حکمی سمجھ گئے کہ یہ شیخ محمد کا تصرف ہے اپنی ساتھیوں کو فرمایا آؤ سب ملکر توبہ کریں اور پھر سب شیخ محمد صاحب کے یہاں حاضر ہوئے اور دونوں بزرگوں نے قبیلہ معاسجہ میں نکاح کر لئے اور انکو پیرزہ نامی موضع میں لیکے شیخ حکمی صاحب کی اولاد کے وہاں سکونت رکھنے کا یہی سبب ہوا اور یہ شیخ محمد صاحب نفعنا اللہ تعالیٰ بہ کے کشف کی بدولت ہوا امام شریعی رح کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں شیخ محمد صاحب کی دو کرامتیں ہوئیں ایک تو شیخ عمر پر تصرف اور انکو سفر سے روک دینا اور دوسرا یہ کشف کہ قبیلہ معاسجہ کی اصلاح و ہدایت اس طرح ہوگی اور یہ قبیلہ معاسجہ عرب لوگوں کی ایک جماعت تھی جن پر مہالت اور بدادیت غالب تھی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بزرگوں کے ذریعہ انکو ہدایت دی۔

ابو عبد اللہ محمد بن مبارک برکاتی۔ بڑے بزرگ شارح اور صاحب منصب لوگوں میں تھے آپ فقیہ کبیر احمد بن موسیٰ عجل کی طرح ہیں سے مکہ مکرمہ تک قافلہ کو لیکر جایا کرتے تھے اور عرب وغیرہ میں کوئی شخص قافلہ سے برائی کے ساتھ پیش نہیں آسکتا تھا اور جو برائی سے پیش آتا تھا بہت جلد اس پر کوئی نہ کوئی آفت آجاتی تھی اور اس باب میں آپ کی بہت کرامتیں ہیں ایک کرامت نقل کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ متوسلین کی ایک جماعت اور بہت سے لوگوں کے گروہ کیساتھ حدود میں

میں آپ ایک شہر سے دوسرے شہر کو سفر فرما رہے تھے اتفاقاً ڈاکوؤں کی ٹولی آپری اور
سب لوگوں کو جن میں آپ کے متوسلین بھی تھے لوٹ لیا۔ سب لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور
ماجرہ عرض کیا فرمایا شاید ان لوگوں نے ٹکڑے بچانا نہیں عرض کیا جی نہیں ہکو بچان بھی لیا تھا اور مذاق
اڑانے کے طریقہ پر یہ بھی کہا تھا کہ تم لوگ درویش ہو ہم تمہارا تبرک لیتے ہیں فرمایا میں مبارک کا بیٹا ہوں
بہت لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہکو لوٹتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی انکو لوٹ لیتے ہیں پھر
آپ کچھ دیر تک گردن جھکا کر بیٹھے رہے تو وہ سب ڈاکو جنہوں نے ان کو لوٹا تھا حاضر ہو گئے اور جو
کچھ لٹے تھے سب لوٹا دیا اور شیخ سے معذرت کی آپ کی وفات موضع حفرین ہوئی ہے وہیں
آپ کی قبر ہے جسکی زیارت کے لئے لوگ آتے رہتے ہیں ۱۲۹ ص ۱۲۹

اور اس موضع والوں کو آپ سے بہت سن عقیدت ہے اسکو شری رح نے بیان کیا ہے

محمد بن عبد اللہ الطواسی الیمنی - بڑے اولیاء دین سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ
خود فرماتے تھے کہ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک معمول ہے اور علامت ہے جس سے میں اپنی
حالت معلوم کر لیتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب میں کسی حاجت پر متوجہ ہوتا ہوں اگر اس میں خیر و صلاح ہوتی

۱۸۴
ہوتو میں ایک سبز رنگ کے چھوٹے سے پرندہ کو اپنے اوپر اور چاروں طرف دیکھتا ہوں اور جب
مک وہ ضرورت پوری نہیں ہو لیتی وہ ایسے ہی رہتا ہے اور جب وہ حاجت خیر و صلاح والی نہیں ہوتی
تو میں اس پرندہ کو نہیں دیکھتا اسلئے چھوڑ دیتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے مجھے وہ پرندہ
بھی دکھلا دیا جبکہ وہ ایک نیک ضرورت میں کوشش فرما رہے تھے اسکو شری رح نے بیان کیا ہے

ابو عبد اللہ محمد بن عمر النہاری الیمنی - سیدی ہیں اپنے زمانہ میں علم و عمل میں یکساں تھے عجیب
و غریب کشف و کرامات والے تھے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کوئی اجنبی شخص حاضر ہوتا تو آپ اس کے
اور اس کے باپ اور شہر وغیرہ کے نام سے پکارتے تھے اور آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہی تھی کہ
تو اتر کی حد تک پھونچی ہوئی ہے اسی قبیل سے یہ ہے کہ بشر بن عمرانؑ بھی و مقرئانے خواب میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضور نے انکو بشارت دی کہ یہ مع سائے مقدر لوگوں کے
ان مقرئ صاحب قرآن شریف سب سے قرات سے حاصل کیا تھا اور بڑی محنت کی تھی اور بہت نیک تھے
اتفاقاً ایک شیخ محمد نہاری کی زیارت کیلئے جب شیخ نے انکو دیکھا تو فرمایا مرحبا اے وہ شخص جو سائے
مقدر لوگوں کے ساتھ جنت میں جائیگا حالانکہ مقرئ صاحب کے کسی بھی اپنے خواب کی خبر نہ کی تھی۔

۱۲۹ ص ۱۲۹

آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک جماعت نے آپ کی زیارت کا قصد کیا
جب آپ کے موضع کے قریب پھونچے تو ایک شخص نے وہاں ایک پتھر کے نیچے اپنے کپڑے
رکھ دیے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں شیخ کے سامنے پھونچوں گا تو عرض
کروں گا کہ میرے پاس کپڑا نہیں اُمسید کہ آپ مجھے کپڑا دیدینگے جب یہ لوگ شیخ کی
خدمت میں حاضر ہوئے تو اس شخص نے شیخ سے اس کی درخواست کی شیخ نے فرمایا
میں ان کیون جھوٹ بولتے ہو تمہارے کپڑے سا بلہ مقام میں پتھر کے نیچے ان علامتوں
سے ہیں جو میں بتاتا ہوں پھر ایک درویش سے فرمایا تم سا بلہ جاؤ اور راستہ سے
ذرا داہنی جانب چلو تو وہاں ایک پتھر ہو گا اُسکے نیچے سے اس شخص کے کپڑے ڈاؤ
وہ درویش گیا اور بس پتہ پر شیخ نے بتایا تھا اس پتہ سے وہ کپڑے لے آیا اس
قبیل کے ان کے مکاشفات اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان کا ذکر تطویل سے خالی نہیں
آپ کی مشہور کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ شیخ سہیل برفی نے الملک المجدد بادشاہ
سے وادی سہام کے خراج کا کچھ مقررہ مقدار پر ٹھیکہ لیلیا تھا اس میں ان پر چالیس
ہزار کے بقدر زر ٹھیکہ لوٹتا رہ گیا وہ بادشاہ کے در سے بھاگ کھڑے ہوئے شیخ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی پناہ چاہی اور شیخ رحم کے پُرانے ملنے والوں میں
تھے بادشاہ نے شیخ کو ایک خط لکھا کہ اے فہاری ہمارے ملازموں کو چھوڑ دو اُنکے
واسطے ہمارے ہی در پر شفقت و رحمت ہے شیخ نے جواب لکھا اگر تم ہمارا پیالہ چھوڑ
دو گے ہم تمہارا طشت چھوڑ دینگے اور جو دوسروں کا جو لوٹا دے گا لوگ اُسکے گھیریں
لوٹا دینگے اور دلیل وہ ہے سپر مقابل غالب آجائے۔ ہمیں چوگان ہمیں گوی جو شیخ
مانے تجربہ کر لے بادشاہ نے درباریوں سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے عرض کیا کہ
مضور ہی جائیں اسکو شریحی رح نے بیان کیا ہے
ابو عبد اللہ محمد بن زلفر شہیری۔ بڑے شیخ عارف مربی صاحب کرامات و علامات
تھے شروع زمانہ میں بہت ریاضت کرتے اور خلوت میں رہا کرتے تھے آپ کی
ایک عجیب کرامت یہ نقل کی جاتی ہے کہ آپ کی بیوی بہت نیک تھیں اور آپ اُنکے

علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں میں آپس میں بہت محبت تھی دونوں نے ساتھ ج
 کیا اور مکہ مکرمہ میں سات سال تک ساتھ رہے اور آپس میں یہ عہد کیا کہ دونوں میں سے
 جو پہلے مر جائیگا۔ دوسرا اسکے بعد اور نکاح نہ کرے گا شیخ کی وفات پہلے ہو گئی تو آپ کے
 انتقال کے بعد معزز لوگوں میں سے متعدد نے پیامات بھیجے مگر انہوں نے وفادہ عہد کیلئے
 نکاح کرنا پسند نہ کیا اتفاق سے شیخ مبارز بن غانم نے جو شیخ کے مرید تھے ان کے گھر
 والوں کو پیام دیا ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ شیخ کے بعد بھی بزرگ مشہور تھے قبول کر لیا
 شیخ کی بیوی اس وقت شیخ کی قبر پر ہی رہا کرتی تھیں۔ یہ لوگ اور شیخ مبارز و عین قبر پر
 آئے اور ان سے کہا کہ دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو یا تو ہم تمہارا نکاح کر دیں اور
 تم ہمیں رہو اور یا تم کو اپنے شہر لیچلین اور ان کے گھر کے لوگ بڑے گہرا نہ کے اور صاحب
 قوت لوگ تھے آل سعید نام سے معروف تھے مگر انہوں نے شیخ کے مزار پر رہ سکے کی طمع
 میں نکاح کرنا اختیار کر لیا تو ان لوگوں نے وہیں ان کا نکاح کر دیا جب زفاف کا دن آیا اور
 یہ اس کی تیاری کرنے لگیں تو یہ تیاری میں مصروف تھیں کہ دفعۃً انکو نیند کا جھوٹکا آیا آنکھ
 کھلی تو بہت پریشان اور روتی ہوئی اور ان کے پاس شیخ مرحوم کا ایک کپڑا تھا جسکو وہ پہنا
 کرتے تھے اور دفن کے وقت ان کی وصیت کے موافق وہ ان کی ہمراہ دفن کیا گیا تھا یہ روتی
 جاتی تھیں اور اس کپڑے کو بوسے دیتی جاتی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ اول اللہ تعالیٰ اسو معذرت
 کرتی ہوں اور میرے ابن ظفر تم سے کہ مجھ پر زبردستی کیا جا رہی ہے جب ان کی گریہ و زاری
 بہت بڑھ گئی تو ان کے گھر والوں نے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا کیا تم پہچانتے نہیں
 کہ یہ کپڑا محمد بن ظفر کا ہے جو ان کی ساتھ دفن کیا گیا تھا انہوں نے کہا ہاں ہاں ہم پہچانتے
 ہیں انہوں نے کہا کہ ان میں اور مجھ میں معاہدہ تھا کہ ہم میں سے جو پہلے مر جائیگا۔ دوسرا
 اسکے بعد نکاح نہ کرے گا جب تم لوگوں نے مجھے مجبور کیا تو مجھے شرم آئی کہ میں تم سے
 اتنے ذکر کروں اس وقت جو ذرا میری آنکھ لگ گئی تھی میں انکو خواب میں دیکھا فرماتے
 ہیں اے فلان کیا معاہدہ والیسا تھا ایسا ہی کیا جاتا ہے میں ان سے معذرت کی کہ
 تم لوگوں نے مجھے مجبور کیا اس پر فرمایا کہ اچھا تمہارا قصور نہیں ہے بس تم اسکے متعلق ان

سے کہدیتا انہوں نے اپنا یہ کپڑا بطور علامت کے تھامے لئے پھینکا ہے تاکہ تم جھکواؤں
 پر مجبور نہ کرو ان لوگوں نے وہ کپڑا شیخ مبارز بن غانم کو دکھایا اور سب حال سنایا شیخ
 مبارز نے اُسے دیکھا تو اُن پر ایک حال طاری ہوا اور انکو طلاق دیدی اور فوراً وہاں سے
 اپنی رباط کو چلے گئے اور پھر اسکے بعد اُن کی زندگی کچھ دن بھی نہ ہو سکی اسکو امام شریعہ نے
 بیان کیا ہے اور اس میں شیخ محمد کی کئی کرامتیں ہیں ایک تو سب سے بڑی یہ کہ باوجود
 ساتھ دفن کئے جانیکے کپڑا نکال کر دیدیا دوسرے پہلے سے اپنے ساتھ دفن کرنے کی
 وصیت کرنا تاکہ بعد میں لوگوں کیلئے علامت بنا کر نکال دیں وغیرہ وغیرہ ان فقیہ محمد کا مزار
 موضع مردع میں ہے جو مدینۃ الجند کی شہر قی جانب ایک مرحلہ کے قریب ہے اور حبشی
 نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں زیارت کے ارادہ سے ان کی قبر مبارک پر پہنچا
 کئی روز قیام بھی کیا ہے اور اُن کی برابر میں اُن کی اُن بیوی کی بھی قبر ہے اور ان ہی بزرگ کی برکت
 ان کا یہ موضع دشمنوں سے محفوظ ہے کہ جب کوئی شخص اسکیلئے برائی کا قصد کرتا ہے اللہ
 تعالیٰ اسکو رسوا کر دیتے ہیں ص ۱۴۱ اصفحہ و سطر ۱۴

اور آپ کی قبر مبارک کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔

محمد ابوالمواہب شاذلی۔ بڑے عارفین اور ائمہ علمائے عالمین میں سے ہیں آپ کی

کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بہت
 ہی کثرت سے کیا کرتے تھے گویا کہ حضور سے جدا ہی نہ ہوتے اور گویا ایسے تھے کہ بیداری
 میں دیکھ رہے ہیں انہوں نے اپنے یہ خواب ایک کتاب میں جمع کئے ہیں۔ میں نے اول
 سے آخر تک اُس کا مطالعہ کیا۔ تو میں نے اسکو ان بزرگ کی زبردست کرامت سمجھا ہے یہاں تک
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے اور کسی معاملہ میں عرض معروض کرتے پھر دوبارہ خواب
 میں زیارت کرتے تو حضور اقدس اُسی حدیث کو جو پہلے خواب میں فرمائی تھی مکمل فرما دیتے
 تھے بلکہ بعض حضرات نے نقل کیا ہے کہ یہ بزرگ بیداری میں بھی زیارت اقدس سے مشرف
 ہوتے تھے اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الخرب الفرغانیہ
 بیداری میں پڑھی ہے۔ امام شعرانی نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ یہ حضرت خواب میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بکثرت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ میرے خواب میں آپ کی زیارت کرنے کو جھوٹ کہتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا اللہ کی عزت و عظمت کی قسم جو انکو قبول نہ کرے گا یا ان کے یاب تم کو جھوٹا کیگا وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی (آتش پرست) ہو کر مرے گا یہ خود شیخ ابوالموہب کے قلم سے منقول ہے اسکے بعد امام شہرانی نے ان کے بہت سے خواب اور بڑے فوائد لکھیں ہیں انکو طبقات میں دیکھ لینا اور ان میں سے بہت کچھ کو میں نے بھی کتاب افضل الصلوات میں ذکر کر دیا ہے ص ۱۱۱ سطر ۱۵

محضر می مجذوب۔ چلانے والے عجیب و غریب حالات و کرامات و مناقب والے تھے کبھی کبھی چلاتے ہوئے عجیب عجیب علوم و معارف پر کلام کر جاتے اور کبھی کبھی استراق کی حالت میں زمین و آسمان کے اکابر کی شان پر ایسی گفتگو فرماتے کہ اُسکے سننے کی تاب نہ ہوتی تھی، آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب بانش ہوتے تھے۔ ایک بار ڈاکوؤں نے ان کے کپڑے چھین لینے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان کے ہاتھوں کو اُنکے پہلوؤں میں گاڑ دیا۔ ایک شخص نے آپ کی دعوت کی اور شہید پیش کیا آپ نے تناول فرما کر یہ فرمایا شہید کو محفوظ رکھو کہ میں لوٹ آؤں اور کوئی پندرہ منٹ غائب رہ کر لوٹ آئے اور فرمایا ہم نے اس دود میں منبوی رہ کر نماز پڑھی اور انکو دفن کر دیا ہے پھر باقی شہید تناول فرمایا آپ کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی ہے اور بھنسا کے ٹیلے پر دفن کئے گئے ہیں آپ کا مزار وہیں ہے لوگوں کو معلوم ہے اور اس کی زیارت کیجاتی ہے۔

محمد بن داؤد منزلاوی۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ جب شاہ کے پوئے آپ کے یہاں کوئی جہان آتا اور آپ کے یہاں کوئی چیز اُسکے سامنے رکھنے کو نہ ہوتی تو آپ آگ پر ہانڈی چڑھاتے تھے اور اس میں پانی ڈال کر آگ جلادیتے تھے پھر کبھی تو اس میں لوگ دودھ چاول دیکھتے کبھی میٹھے چاول کبھی گوشت اور شوربا اور کبھی کبھی مرغ کا گوشت آپ کی وفات دسویں قرن کے شروع میں موضع تسیمہ میں ہوئی ہے اور اپنی خانقاہ کے پاس دفن ہوئے آپ کا

مزار وہیں ہے لوگوں کو معلوم ہے اور اس کی زیارت ہوتی ہے اسکو غزی رور نے بیان کیا ہے
محمد الجلیلی ابو العون الغزی۔ بڑے امام کبیر اور قطب شہر وہیں اصل میں غزہ کے رہنے
 والے تھے پھر فلسطین کے علاقہ میں مقام جلیلی میں سکونت پذیر ہو گئے پھر اخیر عمر میں رملہ منتقل
 ہو گئے اور تا وفات وہیں قیام فرما رہے شیخ امام علامہ ولی اللہ شیخ شہاب الدین رملی
 مشہور بابین ارسلان شافعی کتاب الزند والے آپسے ہی استفادہ ہوئے ہیں آپ کی کرامتوں
 میں ابن الحنبلی نے اپنی تاریخ الانس الجلیل میں اپنے شیخ علامہ شمس الدین ضیہ و عی مہری
 کی روایت سے یہ ذکر کیا ہے کہ شیخ شمس الدین اور شیخ نور الدین دونوں شیخ محمد جلیلی کی
 خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ نور الدین نے شیخ ابو العون پر اپنا اہل علم ہونا ظاہر نہ کیا شیخ
 ابو العون نے ان سے ایسا کلام کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ کوئی فضیلت عطا
 فرمائیں اُسکے لئے نامناسب ہے کہ وہ اُسے چھپائے پھر آپ نے ان کے واسطے ایک فرش جو سا
 رکھا تھا چھپایا اور اس پر انکو بٹھایا شیخ شمس الدین کہتے ہیں کہ شیخ نور الدین نے آپ سے شیخ
 کمال بن ابی شریف کے متعلق جو ابن ارسلان کی شاگردی کی وجہ سے انکے ہم استاد
 تھے سوال کیا فرمایا میں نے ساق عرش پر لکھا دیکھا ہے کہ محمد بن ابی شریف اولیاء اللہ کو
 محبین میں سے ہیں۔

ابن الحنبلی کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ عقیف الدین غزی جلیلی نے بیان کیا ہے کہ یہ شیخ ابو العون
 کے مکان پر گئے تو وہاں کچھ بزرگ درویشوں کی ایک جماعت کو بھی دیکھا اور کچھ فسادی لوگوں
 کو بھی دیکھا جو بعض ضرورتوں میں شیخ کی حمایت حاصل کرنے کیلئے حاضر تھے انکو شیخ کے اُن لوگوں
 کو گھر میں رہنے دینے پر زور دیا گئی ہوئی۔ اتنے میں شیخ آ گئے اور فرمانے لگے کہ شیخ عبدالقادر
 جیلانی کے مریدوں میں کسی نے عمدہ اور ردی ہو نیکی کیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ عمدہ ہمارے
 واسطے ہیں اور ہم ردی کے واسطے تو یہ ان کا ایک کشف تھا۔

ابن الحنبلی ہی کہتے ہیں مجھے یہ روایت بھی پہونچی ہے کہ دمشق کے ایک ولی نے شیخ
 ابو العون کا حال اور شروع شروع کی کیفیت معلوم کرنا چاہی تو اسنے ایک مزید کو
 بھیجا اور اسکو یہ نہیں بتایا کہ کسی وجہ سے اسکو بھیجا جا رہا ہے بس یہ فرمایا کہ سید ابو العون

کی تیاریت کر آؤ اور کہہ دینا کہ آپ کے بھائی فلان شخص نے سلام کہا ہے اور دیکھنا کہ سب سے پہلے کمانے کی کیا چیز تمہارے سامنے رکھتے ہیں پھر جب لوٹ آؤ تو مجھے بتانا۔ مرید شیخ ابوالعون کے یہاں حاضر ہوئے تو شیخ نے سب سے پہلے جو کمانے کی چیز ان کے آگے رکھی قلعا شس کی کھڑی جب وہ زیارت سے فارغ ہو کر اپنے شیخ کے یہاں داخل ہوئے تو شیخ ابوالعون نے فرمایا جب تمہارے سب سے پہلے کہا نیکی چیز کو پوچھیں جو تم نے ہمارے یہاں کہا ہے تو کہہ دینا قلعا شس تو یہ شیخ کا عجیب کشف تھا اور شیخ ابوالعون کے عالم وجود میں کے تصرفات میں سے یہ ہے کہ شیخ کو شیخ مو سے کماوی نے مجھے بیان کیا ہے کہ حلیب والوں کی ایک عورت عورتوں کے مجمع میں حمام سے نکلی تو وزیر حلیب کے گروہ کے ایک فوجی نے اُسے اٹھالیا اور کسی رندی کے یہاں لیجانے لگا لوگ اُس عورت کو اس سے نہ چھڑاسکے اچانک ایک شخص قاسم بن زہر ل آگیا یہ بہت بہادر اور عرب داب کا آدمی تھا۔ اس نے اُس فوجی کے مارا تاکہ اس سے عورت کو چھڑالے اتفاق سے وہ مر گیا تو وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا پھر اگلے روز صبح کو شہر میں آیا اور حمام میں داخل ہوا وزیر حلیب کو اطلاع ملی تو ایک جماعت اس کے گرفتار کر نیلے واسطے بھیجی وہ لوگ حمام پر آ پھونچے تو اسے حمام والے سے کہا کہ مجھ کو میرا پاجامہ اور خنجر دیدو اور نکل پڑا وہ لوگ الگ الگ ہو گئے اور یہ بھاگ گیا اور وہاں سے ایک باغ میں پھونچا اور شیخ ابوالعون کے وسیلہ سے دعا کی اس نے شیخ کو پہلے دیکھا تھا اور ان کا معتقد تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی برکت سے پچالیا یہ ساحل کی راہ سے چلتا رہا حتیٰ کہ جلو لیا پھونچ گیا تو شیخ ابوالعون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن کے دامن کی پناہ کی شیخ نے دعا دی اور کشف سے وہ تمام ماجرا بتا دیا اور فرمایا تم نے سنا ہی ملازم کو کیوں قتل کیا ہے اس نے اُس فوجی کے ساتھ جو معاملہ ہوا تھا اُس کی معذرت پیش کی تو فرمایا اب تم کو امن دیدیا ہے پھر آپ نے ایک خط وزیر دمشق قاصو بیجاوی کو اور ایک خط وزیر حلیب کو لکھا اور اس سے فرمایا جاؤ لوگوں کو پانی پلا یا کرو اور یہ رعب داب کی حرکتیں چھوڑ دو عرض کیا بہت اچھا پھر جب شیخ نے وزیر حلیب کو خط لکھ دیا تو قلعا شس ایک بوٹی اس کو لکھا کہ اُس نواح میں کہا جاتا ہے جسم کو زیرہ کرتی باہ کو بڑھاتی کہانی اور سینکڑی امراض کو رفع کرتی ہے ۱۲ مہینے الارب

اسنے عرض کیا کہ حضرت نجف درہے کہ وہ حضرت کی سفارش قبول نہ کرے اور مجھے قتل کر دے
 اُس وقت مجلس میں شیخ نعمت صفدی بھی تھے انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور فرمایا اگر اُس نے مجھ
 کچھ کہا تو میں اپنے ہاتھ سے اُن کی آنکھ نکال لوں گا شیخ ابوالعون نے شیخ نعمت کے ہاتھ کو اس
 سے پیچ لیا کہ وہ اُسے پورا اٹھائیں پکڑ لیا اور فرمایا اگر میں پورا ہاتھ اٹھانے دیتا تو یہ اُس کی آنکھ
 نکال دیتے پھر قاسم شیخ ابوالعون کا خط لیکر دمشق وزیر بحیاوی صاحب کے پاس پھونچا انہوں
 نے اس کی خاطر کی اور شیخ کے اعزاز کی وجہ سے اسکو ایک سو درہم عطا کئے اور وزیر حلب کو ایک
 خط لکھ دیا کہ شیخ کی وجہ سے وہ بھی خاطر کرے اور معاف کر دے تو وزیر حلب بھی اسکی خاطر کی
 اور معاف کر دیا اور قاسم یانی پلانے کے کام میں لگ گیا اور خاصکر درویش پیاسوں کا
 انتہام کرتا تھا حتیٰ کہ صاحب ذکر خیر ہو گیا۔

شیخ موسے کناوی کہتے ہیں کہ شیخ ابوالعون کی وفات سلطہ میں ہوئی ہے اور شہر رملہ
 کے اندرونی جانب دفن ہوئے ہیں اور وہاں آپ کی قبر پر عمارت بنی ہوئی ہے اُس کی زیارت
 اور اُس سے برکت حاصل کیجاتی ہے اور یہ شیخ ابوالعون ان بزرگوں میں سے تھے جنکے ہاتھ
 پر اللہ تعالیٰ نے بے انتہا کرامتیں ظاہر فرمائی ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شمار کرنے والا ہر روز کی مجلس
 میں کرامتیں شمار کرتا تو پچاس سے زیادہ شمار کر لیتا اور آپ کا شہر صحیح صحیح اور بہت
 زیادہ کشف اور درویشوں کی تربیت اور خلق خدا کے فائدہ سے ہوا ہے اور آپ مصر و شام
 کے بادشاہوں میں تہرہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ کوئی بادشاہ آپ کی سفارش نہ
 نہ کر سکتا تھا اسکو غازی رحم نے بیان کیا ہے۔

محمد مغربی۔ شیخ داماد اور اکابر عارفین میں سے ہیں آپ مصر میں کے ترکوں کی اولاد میں ہیں
 اور مغربی اس وجہ سے مشہور ہوئے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک مغربی شخص سے نکاح
 کر لیا تھا آپ نے طریقت حضرت ابوالعباس اسیری رحمہ اللہ حضرت شمس الدین حنفی مصری سے حاصل
 کی ہے۔ امام شعرانی نے طبقات الوسطے میں بیان کیا ہے کہ میں ان سے ایک دفعہ ملا ہوں
 لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ یہ صاحب مقام قطبیت میں تین سال تک رہیں اور عالم غیب سے بہت
 زیادہ خرچ کیا کرتے تھے ایسا بہت ہوتا تھا کہ کوئی مقروض حاضر ہوتا اور درخواست کرتا کہ

حضرت قرض کی ادائیگی میں میری اعانت فرمائے تو آپ فرماتے اس پورے کا کنارہ اٹھاؤ اور جو کچھ اسکے پیچھے ہے لیلو تو اکثر پورے کے پیچھے اپنے قرض سے زیادہ پاتا آپ فرماتے قرض ادا کر دو اور باقی کو اپنے خرچ میں لاؤ اور مصر کے تمام علماء علوم عقلیہ اور دینیہ میں آپ کے معتمد تھے اور آپ نے ان علوم کا استفادہ کرتے تھے جو کہیں ان کے سننے میں بھی نہیں آئے علامہ حمصی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ قاہرہ کے پل سفر پر قیام رکھتے تھے اور آپ کے کشف و کرامات ماکمل کھلی کھلی تھیں آپ کی وفات ۹۱۰ھ میں ہوئی ہے اور باب القارفہ کے قریب مدفون ہیں۔ آپ کی قبر معروف ہے اس کی زیارت کیجاتی ہے۔

محمد بن زرعہ مصری۔ شیخ بزرگ صاحب احوال و مکاشفات ہیں اپنے گھر کی جالیوں میں قریب پل کے قریب نشست رکھتے تھے اور جو کچھ انسان کے دل میں ہوتا تھا اسکو بیان فرمادیتے تھے۔ تین روز بولا کرتے تھے اور تین روز خاموش رہتے تھے ۹۱۰ھ میں وفات ہوئی اور اپنے گھر کے اسی جالیوں والے حجرہ میں جس میں بیٹھا کرتے تھے مدفون ہوئے اسکو غزالی رحم نے بیان کیا ہے۔

۱۵۲

محمد بن عبد الرحمن الاسقع باعلوی۔ علم اور ولایت میں اپنے زمانہ کے امام تھے آپ کے شاگرد محمد بن علی خور نے کتاب الغرین نقل کیا ہے کہ آپ کے خدام میں سے ایک شخص کے گم سے اس کا کل مال اپنا بھی جو دوسروں کا امانت تھا وہ بھی چوری ہو گیا وہ خادم اس واقعہ سے بہت زیادہ .. دلگیر ہوا اور اپنے شیخ سے آکر عرض کیا فرمایا خیلہ نامی گھائی میں جاؤ تم وہاں برکات کے نیچے تمام چوری کا مال پا جاؤ گے اور برکات چند پتھر تھے جو اس گھائی میں مشہور تھے یہ خادم وہاں گیا اور تمام مال پالیا ۱۳۱۴ھ کل اصفحہ اس سطر ۱۳۱۴ھ آپ کی وفات ۹۱۰ھ میں ہوئی اور مقبرہ زنبیل میں مدفون ہوئے ہیں قبر مبارک معروف ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے آپ کی وفات بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے فرمایا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کی پاس)

محمد بن عبد الدین البکری۔ امام بزرگ عالم عامل متقی زاہد ہیں حضرت ابراہیم متبولی سے طریق حاصل کیا ہے۔ بہت خاموش بزرگ تھے سوائے جواب کے خود کوئی بات نہ کرتے تھے

غلبہ خشوع کی وجہ سے دن رات میں کہی آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاتے تھے ان کی والدہ کا بیان ہے کہ جب یہ اُنکے پیٹ میں تھے اُنہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضور نے اُنکو ایک کتاب عنایت فرمائی کہتی ہیں میں نے اُس کی تعبیر یہ لی کہ نیک لڑکا ہوگا۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ جب حج کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو لوگوں نے سنا کہ حضور نے ان کے سلام کا جواب عطا فرمایا آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۹۱ھ میں ہوئی ہے اسکو غزی ر نے بیان کیا ہے اور امام شہرانی نے بھی جواب سلام کی کرامت اور وفات کو ذکر فرمایا ہے

محمد ابو قاضی عجلونی۔ دمشق کے رہنے والے بزرگ شیخ و مجذوب ہیں۔ غزی ر کہتے ہیں میں نے شیخ موسیٰ کنادی رح کے قلم کا لکھا ہوا پڑھا ہے کہ سید نجدہ حسینی حسنی اور ان کے بیٹے دونوں موضع حرجہ میں تھے وہاں سے دمشق کو لوٹ رہے تھے جب غوطہ کے نشیب میں پھونچے تو ان شیخ محمد موصوف کو دیکھا اور سید نجدہ انکو پہچانتے تھے کہتے ہیں میں نے ان کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور پاس آ پھونچا۔ سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لارہے ہیں۔ فرمایا بغداد سے میں نے پوچھا کیا آپ کو شیخ خلیل عجلونی مجذوب کے متعلق کچھ معلوم ہے۔ فرمایا ہاں اُنکو بغداد میں زندہ بنا دیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے سید نجدہ کہتے ہیں کہ میں اپنے لڑکے کی طرف متوجہ ہوا جو میرے پیچھے تھا وہ شیخ محمد موصوف غائب ہو گئے اور نہ معلوم کیسے چلے گئے آپ کی وفات ۹۲ھ کے بعد ہوئی ہے اسکو غزی ر نے بیان کیا ہے

محمد شمس الدین دیر و طی۔ شیخ امام عالم فقیہ و اعظا ولی تھے ان پر مختلف حالات آنے لگے تھے نظروں سے غائب بھی ہو جاتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک جماعت میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور اُن کی نظروں سے مخفی ہو گئے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ لوگ بغیر ان کے بیٹھے تھے اور پھر یہ درمیان میں پائے گئے۔ ایک مرتبہ اپنے ایک کشتی کی طرف جسمیں چور تھے اشارہ کیا تو وہ رُک گئی پھر اشارہ کیا تو چلنے لگی اور سب چوہوں نے آپ کے ہاتھ سے توبہ کر لی۔ آپ نے اپنی اہلیہ سے کہا دیا تھا کہ اُن کا لڑکا حمزہ تو ہے شہید کیا جائیگا اور اسکا سر ہوا میں اڑ لیگا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ آپ بیمار ہوئے تو اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کر دیا

میں جسے دانت و لایت میں وطب اور ابدال درجے ہیں ایک عربیہ دند ہو گیا ہے جو ہر رات میں مہینہ بار بھر رہا ہے

کہ اس مرض میں مر جائینگے انہوں نے پوچھا بیٹا تم کو یہ کیسے معلوم ہوا عرض کیا کہ مجھ کو خضر علیہ السلام نے بتا دیا ہے پھر ۹۱۱ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا اور دیبا میں اپنی خالقاہ میں دفن ہوئے۔ امام شعرانی کہتے ہیں کہ مجھے آپ کے صاحبزادہ حضرت سری نے بیان کیا ہے کہ انکو انکی والدہ نے بتایا تھا کہ انہوں نے شیخ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ منکر و نکیر کیساتھ کیا معاملہ رہا فرمایا انہوں نے بہت نفیس گفتگو کی اور میں نے بھی عمدہ جوابات دئے اسکو غزی رحم نے بیان ہے۔

محمد بن عثمان - یہ امام شعرانی کے شیخ ہیں مقامات عالیہ اور زبردست معرفت والے اکابر اولیاء میں ہیں۔ آپ کی بہت بڑی بڑی کرامتیں ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے تقریباً پانچ سو آدمیوں کو چھ پیالہ آٹے سے شکم سیر کر دیا تھا واقعہ یوں ہے کہ ان کے آس پاس کے شہروں کے درویش لوگ اس تعداد میں جمع ہو کر بخیری میں ان کے شہر آ گئے تھے کیونکہ شروع شروع دارھی نکلنے کے وقت انہوں نے وہاں کے رواج کے موافق کچھ کھانا پکوا یا تھا تو اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ میری یہ لنگی لیجئے اور اس کو نڈے پر ڈھک دیجئے اور روٹی پکانا شروع کر دیجئے انہوں نے روٹی پکانا شروع کر دی یہاں تک کہ وہ کوٹھری اور اُس میں کا حجرہ اور آدھا گھر روٹیوں سے بھر گیا تب آپ نے اُن سے کہا کہ اب کو نڈا کھول دیجئے کہو لا تو اُس میں آٹا نہ رہا تھا پھر فرمایا خدا کی قسم اگر میں چاہتا تو حق تعالیٰ کی مدد سے اس آٹے سے سارے شہر کو روٹیوں سے بہرہ دیتا۔ اور ایک شخص ایسا بیچ اسکندریہ کی جامع مسجد میں رہتا تھا جس شخص اُسکو تنگ کرتا وہ کہہ دیتا کہ اے جو وں جاؤ فلاں شخص کے پاس چلی جاؤ اور اُسے تمام کپڑے جو وں سے پہر جاتے تھے اور وہ ہلاکت کو بچو بچ جاتا تھا۔ یہ قصہ ان حضرت محمد صاحب کو پوچھا تو فرمایا مجھے اُسکے پاس لیچو لوگ لیگئے آپ نے اُس سے فرمایا تو نے خدا کے ستم میں سے جو وں کے اور کچھ نہیں سیکھا اور پھر اُس کا ہاتھ پکڑ کر ہوا میں کو پہنک دیا اور وہ نظروں سے غائب ہو گیا اور کسیکو معلوم نہیں ہوا کہ شیخ نے اُسکو کہاں پھینکا ہے۔ شیخ مہندی نے جو آپ کے فقرا میں فقیہ تھے بیان کیا ہے کہ حضرت سید محمد صاحب نے ایک دن ایک قاصد کو محلہ میں حضرت ابو العباس کے پاس عشاء کے بعد بھیجا

۱۹۴

اور فرمایا صبح کی اذان سے پہلے پہلے تم میرے پاس آ جانا یہ گیا اور نوٹ آیا فرمایا تم کس ہمسہ و گئے تھے اسنے عرض کیا میرے دل میں تو دریا کا خیال بھی نہیں آیا اور نہ مجھے اُس کا علم ہو پھر شیخ نے آپستہ سے حاضرین سے فرمایا کہ اس کی ہمت و عزم کی وجہ سے دریا طے کر دیا گیا تھا اسنے اسکو راستہ میں ملا ہی نہیں۔

اور مجھکو شیخ عالم عامل محدث شیخ امین الدین امام عمری نے بتایا ہے کہ میں ایک سید میں سید ابوالعباس عمری اور سید محمد بن عنان کے ساتھ تھا گرمی سخت ہو رہی تھی یہ دونوں راستہ سے ایک طرف ہوئے اور دو پتھر دن پر بیٹھ گئے اور گرمی کی وجہ سے اُن پر ایک چادر چھائی سید ابوالعباس کو پیاس بہت معلوم ہوئی مگر پانی کہیں نہ تھا تو سید محمد بن عنان نے ایک طشت لیکر زمین سے پانی کا بھر دیا اور سید ابوالعباس کو دیدیا مگر سید ابوالعباس نے نہیں پیا اور یہ کہا اے شیخ محمد ظہور ظہور کو قطع کر دیتا ہے (یعنی کسی کرامت کا ظاہر ہو جانا آئندہ کرامات کے ظہور کے سلسلہ کو منقطع کر دیتا ہے) انہوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر اسکے ظاہر ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسکو ایک چشمہ بنا کر چھوڑتا کہ قیامت تک اس سے انسان اور جانور سیراب ہوتے رہتے اور یہ واقعہ شہرتی بلاد میں ضعیفہ کے علاقہ میں ہوا ہے یہ شیخ امین الدین رحمہ کا بلفظ بیان اور وہ سچے لوگوں میں ہیں (جواب کا حاصل یہ ہے کہ خواہ میں کرامت کا ظہور آئندہ ظہور کو منقطع نہیں کرتا عوام میں ظہور قطع کرتا ہے) مجھ سے شیخ بدر الدین مشہور رحمہ نے بیان کیا ہے کہتے تھے کہ میں نے حضرت عبدالقادر دشتواری رحمہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ شیخ محمد بن عنان آسمان کے درجہ درجہ سے واقف ہے اور شیخ محمد بن عنان کے داماد شیخ شمس الدین طنبی نے بیان کیا ہے کہ شیخ ایک جہازہ میں دمیاد کی طرف جا رہے تھے ایک شخص بہت کہا نیوالا بھی اس جہاز میں تھا لوگوں نے شیخ رحمہ سے عرض کیا کہ اس نے آج رات بہت بڑی مچھلی اور ایک زنبیل گھجوروں کی کھائی ہے شیخ رحمہ نے اُسکو بلایا اور فرمایا بیٹھ جاؤ اور ایک روٹی کے دو ٹکڑے کر کے فرما کھاؤ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو تو اس آدھی روٹی میں اُس کا پیٹ بھر گیا اور پھر مرتے دم تک ہمیشہ کیلئے اُس کی خوراک بھی آدھی روٹی رہی۔ آدھی روٹی سے زیادہ نہیں کھا سکا

چہار کے لوگوں نے شیخ کو دعائیں دین کہ آپ کے ہم پر بہت تخفیف کر دی شیخ امین الدین اور امام غری نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ مقبرہ برہمنوشن کی ایک قبر میں ایک شخص غروب سے صبح تک چلا یا کرتا تھا لوگوں نے شیخ سے عرض کیا آپ مقبرہ تشریف لیگے اور سورہ تبارک الذی پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے اُس کی مغفرت کی دعا کی اُس رات کے بعد سے کسی اُس کی آواز نہیں سنی لوگ کہا کرتے تھے کہ شیخ نے اس کی سفارش فرمادی اور میں نے شیخ علی الخواص سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں شیخ محمد بن عنان سے حضرت ابراہیم متولی کے ہی ذریعہ واقف ہوا ہوں۔ میں عنیظہ میں انجیر بیجا کرتا تھا میری حاجت میں ان کے پاس تھا۔ میں نے انکو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد میرا کام شستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے گا مگر وہ اسے انجام نہ دے سکیں گے شیخ یوسف کردی نے عرض کیا حضرت آپ کے بعد حجر شریف کی خدمت کوں انجام دے گا فرمایا ایک شخص ہے محمد بن عنان جو عنقریب شرقی بلاد میں ظاہر ہوگا اور یہی حضرت علی الخواص کہتے ہیں کہ مجھ سے شمس الدین لاذ قانی مالکی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن حضرت محمد بن عنان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں اُس وقت وضو و نماز کے ہوئے وجہ سے سخت ضیق میں تھا میں نے شیخ سے اس کی شکایت کہ تو فرمایا ہمیں تحقیق ہے کہ مالکیم کو طہارت وغیرہ میں دوسو سے نہیں ہوا کرتے تو اُن کی برکت سے محض اتنا فرمانے سے ہی میرے یہاں دوسو سون کا وجود نہ رہا۔ اور آپ کا یہ حال تھا کہ جب آپ کسی ایسے مریض کے پاس آتے جو شدت ضعف کی وجہ سے موت کے قریب پھونچ چکا ہوا ہوتا تھا آپ اس کا مرض اپنے اوپر لے لیتے تھے مریض اُٹھ کھڑا ہوتا تھا اور شیخ جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا مریض ہو کر سو جاتے تھے آپ کا اسی قسم کا واقعہ سید ابوالعباس غری اور سید علی البلبلی غری کیسے تھا بھی ہوا ہے امام شعرانی کہتے ہیں کہ سید علی کے واقعہ میں تو میں موجود تھا شیخ فوراً اٹھے جامع ازہر کے وضو خانہ میں گئے وضو کیا اور سو گئے اور امام شعرانی شیخ علی البلبلی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ شیخ محمد بن عنان ایک بار ان کے پاس گئے تو اُن کو ایسا بیمار پایا کہ ہلاکت کے قریب پھونچ گئے تھے پھر شیخ محمد تو اُن کی جگہ پر لیٹ گئے اور شیخ علی تندرست ہو کر فوراً ایسے کھڑے ہو گئے گویا ان کو کوئی مرض ہی نہیں تھا۔

پھر شیخ محمد بن عثمان چالیس روز تک بیمار رہے۔ امام شہرانی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مجھ سے خود انہوں نے فرمایا کہ یہ شروع شروع میں حضرت عمرو بن العاص کی جامع مسجد کی چھت پر تین سال رہے ہیں اور سوائے نماز جمعہ اور شیخ عارف بالشر سید بھی مناوی کی حاضری کے درس کے اور کسی وقت نہیں اترتے تھے اور میں نے خود انکو یہ کہتے سنا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کی جامع مسجد کے قیام کے زمانہ میں دنیا میرے لئے مسخر کر دی گئی تھی ہر شب میرے واسطے ایک برتن میں کھانا اور دو روٹیاں لاتی تھی لیکن نہ میں نے کبھی اُس سے بات کی نہ اُس نے مجھ سے بات کی ہاں میں اسکو پہچانتا تھا کہ یہ دنیا ہے۔

امام شہرانی کا بیان ہے کہ میں نے ایک شب سونے کیلئے پاؤں پھیلانے چاہے تو جس گوشہ کی طرف پاؤں پھیلانا چاہتا اُس طرف اولیاء اللہ میں سے کسی نہ کسی ولی کو پاؤں پھیلانا اس گوشہ کی طرف جو باب البحر کی جانب سیدی محمد بن عثمان کی طرف تھا پاؤں پھیلانا چاہتے تو اسکو بالکل ہی آپ کی قبر کی سیدھ میں پایا آخر میں بیٹھا بیٹھا سونے لگا تو وہ تشریف لائے اور میرا پاؤں پکڑ کر اپنی طرف کے گوشہ کی جانب پھیلادیا اور فرمایا میری طرف کے گوشہ بساط احمدی کی طرف پاؤں پھیلالو جب میں بیدار ہوا تو اُنکے ہاتھ کی نرمی میرے پاؤں میں محسوس ہو رہی تھی رضی اللہ عنہ۔

امام اشعری نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب عوزی نے شریف برکات والی حجاز کو گرفتار کرنا چاہا اور شریف نے اُس کی جانب سے غداری کو معلوم کر لیا تو شیخ محمد بن عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا عصر کا بعد تھا اور ہم سب شیخ کے سامنے بیٹھے تھے شیخ اُسکیلئے اُٹھے اور معاف فرمایا۔ شریف نے عرض کیا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت بھاگ نکلوں اگر آپ کا باطن میرے ساتھ ہو تو عوزی مجھے نہ پکڑ سکے حتیٰ کہ میں ان بلاد سے نکل جاؤں۔ برکتہ الحاج کے قریب اونٹنیاں میرے انتظار میں ہیں۔ شیخ محمدؒ حجرہ میں تشریف لیگئے اور شریف صاحب انتظار کرنے لگے شیخ دیر تک نہ نکلے اور وقت تنگ ہونے لگا تو مجھ سے اور شیخ حسن حدیدی خادم حضرت والا سے کہا کہ شیخ میرے لئے جلدی

۱۵۷ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کا سلسلہ چمت تک پھونچ جاتا ہوگا مگر جمعہ کی فغیلت کیلئے امام کو قریب آنے کے واسطے اترتے ہوئے ۱۲ ج

عرض کرو۔ چمنے حجرہ کا دروازہ کھولا تو شیخ کو وہاں نپایا تو دروازہ پھر بند کر دیا کچھ دیر بعد شیخ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آنکھیں خون کی طرح سرخ تھیں اور شریف صاحب فرمایا سوار ہو جاؤ تم تک کوئی نہیں بھونچے گا۔ عوزی کو دو روز کے بعد ان کی خبر ہوئی جبکہ یہ بلاد حجاز میں بھونچ چکے تھے ان کی تلاش میں اُسے کچھ لوگوں کو بھیجا بھی مگر وہ انکو نہ پاسکے یہ امام شہرانی کا بیان ہے۔

علامہ مناوی کہتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ اہل شرف میں سے ایک شخص نے آپ کی اہلیہ سے نکاح کرنا چاہا وہ عصر بعد مقس کی جامع مسجد میں شیخ کی تربت کے سامنے کھڑا تھا اس پر غنودگی سی طاری ہو گئی تو شیخ نے فرمایا کہ تجھ پر ساری دنیا تنگ ہو گئی تو نے سوائے میری ہیستہ کے اور کسی کو نپایا اور اُسکے پہلو میں ایک نیزہ مارا وہ گہرا کر جاگ اٹھا تو اُسکے پہلو میں زخم جلی ہوئی کلیجی کے رنگ کا نمایاں تھا وہ اپنے وطن لیجایا گیا تو راہ میں مر گیا علامہ مناوی کہتے ہیں یہ اسلئے کہ درویشوں کے لگائے ہوئے زخم کا یہ خاصہ ہے کہ اُن پر نہ کبھی کھنڈ آتا ہے نہ اُن میں کوئی دوا فائدہ دیتی ہے اُن میں ان کی روح کار فرما ہوتی ہے اور یہ ایک واقف کار بتا رہا ہے۔

۱۹۸

ارباب حکومت میں سے کسی نے دکھانے کی تیاری کے وقت پر آپ کے لئے آٹھ گھڑے شہر بھیجا تھا وہ سب کے سب زمین پر گر کر ٹوٹ گئے اور شہر خربہ بننے کا وقت نہ رہا تھا آپ دریا نیل کی طرف تشریف لیچے اور فرمایا گھڑے ساتھ لے آؤ۔ گھڑوں کو اُسکے پانی سے بھر دیا تو لوگوں نے اُن میں شہد پایا اور اس سے کہانا تیار کیا فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ہم کو حکام کے شہد سے بچا لیا۔ شیخ محمد بن عنان کی وفات ایک سو دو سال کی عمر میں ۹۲۲ھ میں ہوئی اور مقسم کی جامع مسجد میں باب البحر کے قریب دفن ہوئے ہیں نماز جنازہ میں بڑے بڑے امام وقت اور سلطان طومان بائی بھی شریک تھے سلطان نے شیخ کا پیر کھولا اور اُس پر اپنے رخسار ملتا رہا اور یہ دن بھی مصر میں بڑے ہجوم کا دن تھا۔

محمد بہاؤ الدین مخدوب۔ صاحب کشف ولی متقی تھے جو کہتے تھے اُسکے خلاف ہوتا تھا کہ کیونکہ حکام کی آمدنی اکثر مشتبہ ہوتی ہے جبر و ظلم و رشوت وغیرہ کا مشبہ ہوتا ہے

جب کوئی بات بیان کی ہے وہ ویسی ہی ہوئی ہے۔ اور جب کسی حاکم کیلئے فرماتے کہ یہ تمکو معزول کر دیا ہے تو وہ اُسی دن یا اُسی ہفتہ معزول ہو جاتا تھا یا یہ فرماتے کہ یہ تمکو حاکم مقرر کر دیا تو قریب ہی زمانہ میں وہ مقرر ہو جاتا تھا، شعراوی رحم نے بیان کیا ہے کہ یہ آپ کے ساتھ ایک ولیمہ میں شریک تھے آپ نے ایک پانی والا گہرا اٹھایا اور چھت کی طرف کو پھینک دیا۔ ایک عالم موجود تھے کہنے لگے وہ گہرا توڑ دیا فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو اور گہرا صحیح سالم زمین پر آگیا۔ یہ عالم چند سال بعد شیخ سے ملے تو فرمایا جھوٹے گواہ کو جس نے بلا علم شہادت دی تھی کہ گہرا ٹوٹ گیا ابلا و سہلا آپ کی وفات ۱۲۲۳ھ میں ہوئی یہ غزی رحم کا بیان ہے۔

محمد روچل شیخ بزرگ نجد و ب تھے مصر میں ننگے رہتے تھے ایک بھٹیاری کی بھٹی میں سویا کرتے تھے اُس میں انگارے ہوتے تھے مگر آپ کو جلاتے نہ تھے، شعراوی رحم نے اپنے شیخ شیخ الاسلام شہاب الدین ربلی سے نقل کیا ہے کہ چھکچھکچہ علم اور افتاء حاصل ہوا ہے اُس کی اصل شیخ محمد روچل کی دعا ہے وہ میری پاس میری گہر دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ سراسر اپنے گہرے ہوئے اور فرمایا تم پر علم کا فتح باب ہوگا اور چلے گئے۔ اور جب سلطان سلیم بن عثمان کا ۱۹۴۰ لشکر مصر میں داخل ہوا تو یہ کہتے پھرتے تھے روچل کا کیا گناہ ہے کہ لوگ اُس کی گردن کاٹتے ہیں اور شیخ محمد بن عثمان کی (تربت کی) جالیوں کے پاس گئے وہاں کھڑے ہوئے اور کہنے لگے حضرت روچل کا کیا قصور ہے کہ لوگ اُس کا سر کاٹتے ہیں پھر جامع مسجد سے باب البحر کی طرف سے باہر نکلے تو بولاق کے راستہ میں لشکر نے آپ کا قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۲۲۳ھ میں ہوا اور مقبرہ جزیرہ میں مدفون ہوئے یہ غزی رحم کا بیان ہے۔

محمد بدیشی یا **بدیشی** شیخ بزرگ امام عارف صوفی حنفی تھے دمشق میں قیام رکھتے تھے۔ خواجہ محمد قاسم سے جو خواجہ عبید اللہ سمقندی عارف و عالم کی اولاد سے تھے نقل ہے کہتے ہیں کہ میں مولانا اسماعیل شروانی کی خدمت میں جو خواجہ عبید اللہ کے خاص لوگوں میں سے تھے حاضر ہوا تو آپ نے مجھے مطالعہ کتب کی ترغیب دی میں نے وقت نہ ملنے کا عذر پیش کیا پھر شیخ محمد اللہ بدیشی کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا شاید تم مولانا اسماعیل کو پاس گئے تھے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا وہ تمکو مطالعہ کتب کی ترغیب دیتے تھے۔ عرض کیا جی ہاں فرمایا تم ان کی بات کی طرف التفات نہ کرو میں نے اپنے چچا صاحب کے پاس

قرآن شریف سورہ والحدیث تک پڑھا تھا اور اب تک مجھے اس علم کی جس کو مولانا محمد اسماعیل کہتے ہیں حاجت نہیں ہوئی اور میں اُن کے احوال کو نہیں پہچانتا کہیں تو انکو اعلیٰ علیین میں دیکھتا ہوں اور کہیں اسفل السافلین میں خواجہ محمد قاسم کہتے ہیں کہ پھر میں مولانا اسماعیل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا شاید تم شیخ محمد بخشنی کے پاس گئے تھے میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا مطالعہ سے منع کرتے تھے۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا مطالعہ میں تم کو فائدہ بہت پونچھتا تھا اسے جدا علی خواجہ عبداللہ آخر عمر میں تفسیر مریضی کا مطالعہ کیا کرتے تھے پھر مولانا اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ شیخ محمد بخشنی کے ساتھ میرا حال عجیب ہے جب میں اُن کی صحبت پسند کرتا ہوں تو اپنے کو اُن کی نظر میں اعلیٰ علیین میں دکھا دیتا ہوں اور جب ترک صحبت چاہتا ہوں تو اُن کی نظر میں خود کو اسفل السافلین میں دکھا دیتا ہوں۔ غریب رہ فرماتے ہیں کہ مولانا اسماعیل شروانی اور مولانا محمد بخشنی دونوں نے خواجہ محمد قاسم کو غیر خواہانہ نصیحت کی اور اس راستہ کی رہنمائی فرمائی جس میں اُن پر معرفت کی راہیں کہولی گئی تھیں مولانا اسماعیل صاحب نے طریق مطالعہ و عادت اہل علم کی ہدایت کی اور شیخ بخشنی نے حق تعالیٰ کی طرف بالکلیہ متوجہ ہونے اور اسباب میں سے ہر سبب قطع نظر کر لینے کی ہدایت فرمائی۔ اور اس قصہ نے دونوں کے کمال کشف کو کہول کر رکھ دیا گیا۔

شیخ محمد بخشنی کی وفات دمشق میں ۱۲۳۳ھ میں ہوئے اور مقام سفح میں شیخ محی الدین بن عربی کی پائنتی مدفون ہوئے ہیں اور مولانا محمد اسماعیل شروانی علوم عقلیہ و نقلیہ کے امام حنفی المذہب بڑے اولیاء میں تھے شیخ عارف باللہ خواجہ عبید اللہ عمر قندی رحم کی خدمت میں رہے انہی سے تربیت حاصل کی اور اصحاب تکمیل میں ہو گئے۔

جب خواجہ عبید اللہ صاحب کا انتقال ہو گیا تو یہ مکہ مکرمہ چلے گئے وہیں وطن بنالیا اور ۱۲۶۲ھ میں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی اس سب کو غریب نے بیان کیا ہے۔

لیکن ایسے میں طالب کو بڑی تشویش لاحق ہو جاتی ہے ہر بزرگ کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے اسلئے طالب نہ اُدھر کارہتا ہے نہ ادھر کا۔ اسلئے متاخرین حضرات محققین نے ایک وقت میں ایک ہی شیخ کو ضروری بتایا ہے بلکہ زیادہ احتیاط والے بزرگوں نے دوسرے مشائخ کی پاس جانیکو بھی نالیند کر دیا ہے کہ بنیاد دوسرا رنگ دیکھ کر پھلا بھی کہو بیٹھے اور پھر نہ ادھر کا ہے نہ ادھر کا ۱۲

محمد فرغور

محبوب اور چنیے چلانے والے تھے دائرہ مندی ہوئی رہتی تھی آپ کی کرتوتیں
 بہت ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ آپ لیوں فروخت کیا کرتے تھے ایک لیوں
 ایک پیسہ کو دیا کرتے تھے جب کسی کو کوئی بیماری ہوتی اور وہ ان کے لیوں سے کچھ کھالیا
 تھا اچھا ہو جاتا تھا اور ان کے ایک بھائی جامع ازہر کے دروازہ پر سبزی فروخت کیا
 کرتے تھے جو اُس کا ایک پتہ کھالیتا تھا شفا یاب ہو جاتا تھا خاص لوگوں میں سے ایک
 شخص نے شراب پی لی تھی اُس کے گلے میں ایک غدود ہو گیا اور بڑھ گیا سستی کر سارے حلق
 کو بند کر دیا خواص نے اُس سے کہا کہ اُن شیخ کی سبزی کا ایک پتہ جو جامع ازہر کے دروازہ
 میں بیچتے ہیں لیکر کھالو اُس نے لیکر کھایا تو فوراً ہی وہ غدود گر پڑا اور وہ اچھا ہو گیا شیخ محمد فرغور
 کا انتقال ۱۲۹۰ میں ہوا ہے اس کو منادی نے بیان کیا ہے۔

محمد الخراسانی النجم عالم باعمل بے تکلف لطیفہ سیخ واعظ سخت سخت دلوں کو موم کر دینے
 والے تھے آپ کی خرقہ پوشی کی سند شیخ نجم الدین البکری مقیم حلب
 ملتی ہے ابن الخنبل نے ذکر کیا ہے کہ شیخ جلال الدین نصیبی اور شیخ بہر بیل کر دی نے
 جب یہ حلب آئے ان کی کسی حالت پر انکار بھی کیا ہے ۴۴۰ کل ۲ صفحہ ۲۲ سطر ۲۲
 اول الذکر صاحب سے عرض کیا گیا کہ اُن سے ملنے میں تو کوئی حرج نہیں مدینہ بغیر ملے انکار کی
 کوئی وجہ نہیں وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر شیخ بزرگ ہے تو آج
 ہم کو نان دودھ اور شہد کھلاویں گے اور دو باتیں پوچھیں گے پھر شیخ نے ایسا ہی کیا جو
 ان کے دل میں تھا اور دوسرے صاحب کا یہ قصہ ہے کہ انہوں نے اُن شیخ کا دروازہ کھٹکھا
 اور اندر داخل ہوئے تو شیخ نے ان سے معاف کیا انہوں نے شیخ سے عرض کیا کہ حضور
 کچھ آپ کی غیبت مجھ سے صادر ہوئی ہے مجھے معاف فرمادیجئے میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ
 ایک غار میں ہوں آپ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا منہ کھولیں میں نے منہ کھولا اور آپ نے
 میرے منہ میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس کو نہ میں نکل سکا نہ اُگل سکا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے
 میری غیبت کی ہے میں نے توبہ کی پھر جب توبہ کر لی تو وہ چیز جو آپ نے میرے حلق میں
 ڈال دی تھی ایسی ہو گئی کہ گویا شکر ہے میں نے اُس کو نکل لیا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا

اور مجھے حیرانی سے نکال دیا۔ سارا قصہ بیان کرو یا تو حضرت شیخ نے معاف فرما دیا ابن ابی حلیل نے شیخ الشیوخ موفق بن ابی قریب سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک دن بین النوم والیقظہ تھے ویکھا کہ ایک پردہ وان کے مکان پر آٹھیرا اور دیر تک لوٹ پوٹ ہوتا رہا کہتے ہیں کہ میں گھبرا کر جاگ گیا مگر پھر کچھ اسیر کے اوپر کو کھینچ لیا تو ایک غیبی آواز آئی کہ یہ شیخ خراسانی کی روح ہے اس کے بعد چند ہی دن گزے تھے کہ شیخ خراسانی کی وفات ذی الحجہ ۹۲۵ھ میں ہو گئی آپ کے دفن کے دن بہت مجمع تھا اور قبر مبارک پر شہر حلب کے باب الفرج کے باہر عمارت بنادی گئی ہے جس کو امیر یونس عاقل نے بنوایا ہے اس کو غزی نے بیان کیا ہے۔

محمّد شریعتی شیخ بزرگ ولی صاحب کشف بڑے امام اور اولیاء کبار میں سے تھے شرقی نواح مصر کے درویشوں کی ایک جماعت کے شیخ اور صاحب حالات و مکاشفات تھے تمام اطراف زمین پر ایسے کلام فرماتے تھے کہ گویا آپ کی پرورش وہیں ہوئی ہے امام شہرانی کہتے ہیں کہ جب ان کے بیٹے احمد بہت کمزور ہو گئے اور موت کے قریب پہنچ گئے اور حضرت عزرائیل روح قبض کرنے کیلئے آگئے تو آپ نے حضرت عزرائیل سے فرمایا اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ اور ان سے رجوع کرو کیونکہ اب یہ معاملہ منسوخ ہو گیا ہے حضرت عزرائیل واپس ہو گئے اور میاں احمد تندرست ہو گئے اور اس کے بعد تیس سال تک زندہ رہے آپ کو جس چیز کی فکر وغیرہ کی ضرورت کیلئے حاجت ہوتی ہو میں کو ہاتھ کر کے لیتے اور گھروالوں کو دیدیتے تھے امام شہرانی فرماتے ہیں کہ ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو مالک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلاد تکرور میں تھی آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرمادیتے تھے اور ہر شہر واسے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں اور انہی متفرق صورتوں اور مختلف شکلوں میں آتے جاتے رہنے کی وجہ سے

عہ اس میں کوئی استبعاد نہیں ہو سکتا ہے کہ ان کے واسطے پہلے سے یہ مقرر ہو جس کا نہ ان کو علم ہوتا ضروری ہو حضرت عزرائیل کو صرف حق تعالیٰ کے علم میں ہو کہ فلاں وقت قبض روح کیلئے فرشتہ بھیجا جائیگا یہاں تک اور فلاں وقت جو مقرر ہوگا وہی جائیگی اب مسئلہ موت پر شمالیہ حضرت عزرائیل کے معاملہ پر ۱۲۔

کسی عالم نے ان پر ترک جہ کا اعتراض کیا تھا تو پھر ان کو مکہ مکرمہ میں جمعہ پڑھتے دیکھا آپ کے سامنے
 اچھڑاتے ہیں کہ آپ اپنی لاکھی کو فرماتے کہ ایک بہاد انسان کی صورت میں ہو جاؤ وہ فوراً اس
 صورت میں ہو جاتی اور آپ اُس کو اپنے کاموں میں بھج دیتے تھے اور پھر وہ لاکھی کی لاکھی بن جاتی
 سید محمد بن ابی الحاکم کہتے ہیں کہ ایک طالب میرے یہاں سے شیخ شربینی کے یہاں بھاگ گیا
 پھر جب وہ آیا تو میں نے پوچھا کہاں تھا اُس نے کہا شربینی صاحب کے یہاں میں نے کہا
 میں اُس وقت تک تجھ کو مارتا رہوں گا جب تک تیرے چلانے پر شربینی صاحب آنے جائیں میں
 اُس کو مارنے کے واسطے کہے بڑھا تو شربینی صاحب اُس کے سر پر کھڑے تھے اور فرمایا کہ میں
 سفارش کرتا ہوں میں نے چھوڑ دیا تو شیخ غائب ہو گئے اور آپ جب دریا سے عبور کرنا چاہتے
 اور ملاح کہتا کہ کرایہ لائیے آپ فرماتے اے درویش ہم کو تو اللہ کی واسطے ہی عبور کرادے تو اُس طرف
 پہنچا دیتا تھا ایک روز اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارے اس ظلم نے تو ہمیں تنگ کر دیا ہے
 شیخ نے فرمایا سبحان اللہ اور لوٹے کو جھکایا اور دریا کا تمام پانی اُس میں لے لیا یہاں تک کہ
 کشتی رسین پر کھڑی ہو گئی ملاح نے تو بہ کی اور معافی چاہی تو آپ نے لوٹا اٹھا کر دیا اور تمام پانی
 جیسے تھا لوٹ آیا اور جب آپ کو گھر کے لئے یا بہانوں کے واسطے شہر دو دو شیر وغیرہ کی ضرورت
 ہوتی آپ خادم کو فرماتے یہ لوٹے لیجاؤ اور دریا کے پانی سے کھلاؤ وہ کھلاتا تو اس میں شہر دو دو
 وغیرہ جس کی ضرورت ہوتی وہی پاتے۔ مکہ مکرمہ کا ایک خطیب آپ پر اعتراض کیا کرتا تھا ایک
 دن وہ ممبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا کہ اُس کو حدیث ہو گیا یا یہ یاد آ گیا کہ احتلام ہوا تھا اور اس نے
 غسل نہیں کیا شیخ تشریف فرما تھے آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اُس نے آپ کی آستین

عسے یہ اشکال نہ ہو کہ جمعہ تو اس جہد پر فرض ہے اگر جہد مثالی ہے مکہ مکرمہ میں جمعہ ادا کیا تو فرض ادا نہ ہو گیا کیونکہ
 یہ بھی تو ممکن ہے کہ بطور طی مسافت کے خود یہ جہد مکہ مکرمہ جاتا ہو اور جہد مثالی یہاں رہتا ہو لیکن بزرگوں
 کے ایسے واقعات سے جو دعا باز مبارک عمل لوگ حجت لیتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے اور کہہ دیتے ہیں کہ مکہ مکرمہ
 پڑھتے ہیں وہ صریح دھوکہ ہوتا ہے نہ یہ مقام سہل حاصل ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو رہا نسل ہو جائے
 جن لوگوں کا یہ مرتبہ ہوتا ہے وہ زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ان حالات ایسے ہوتے ہیں پھر دنیا کو تو دھوکہ
 دیا جاسکتا ہے مگر حق تعالیٰ کو تو حقیقت معلوم ہے لہذا یہ جرم دھوکہ دہی و غیبت و عیب و فضیلت گناہ بڑا ہے چاہے اللہ ہی

کو گلیوں کی طرح پایا وہ اس میں گھس گیا تو وہاں پانی اور ٹوٹا ملا وہاں جا کر پاک ہو کر شیخ کی آستین سے نکل آیا اور اعتراضات سے باز آ گیا اور آپ نے ابن عثمان و بادشاہ کے فاسخانہ طریق مصر میں داخل ہونے کی خبر دو سال پہلے دیدی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ تم پر داڑھی منڈے چڑھ کر آگے مگر لوگ بھی جبراً کہ جن کی حکومت اُس وقت تھی، کے انتظامات و استحقاقات کی وجہ سے آپ پر تنہا کرتے تھے اور آپ مجلس میں بار بار یہ کہا کرتے تھے کہ ۸ صفر ۶۰۲ کو اللہ کا ایک بندہ انتقال کرے گا جو شخص اُس کے غسل کا کچھ پانی لے لے گا اور اپنے پاس شیشی میں رکھ لے گا اور بھیں والے کوڑھی اندھے اور بیمار کو لگا و بگا مرض اور اندھے پن سے شفا ہو جائیگی جس روز ان کی وفات ہوئی اُس روز لوگوں کو معلوم ہوا کہ اُس سے آپ خود اپنے کو ہی مراد لیتے تھے تو آپ کے غسل کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرا حالانکہ لوگوں نے تقریباً چار منٹ کے آپ کے اوپر بہا سے اُس وقت یہ کہا جاتا تھا کہ غیبی لوگ آپ کے غسل کا پانی لیجاتے ہیں آپ کی وفات جیسے کہ آپ نے خبر دیدی تھی ۸ صفر ۶۰۲ میں ہوئی ہے اور شربین کی خانقاہ میں دفن ہوئے اس کو غزی نے بیان کیا ہے۔

محمد بن عبد الرحیم المنیر البعلی | امام شہزادہ فی کتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ جب آپ کا نزع شروع ہوا میں نے بھائی ابوالعباس حرشی اور بھائی ابوالعباس غمزی کو اطلاع کی سب نے کہا کہ ہم بھی اُن کی عیادت کیلئے چلیں گے اور یہ طے ہوا کہ فجر کے بعد جو کچھ منٹ پہلے پہنچ جائے وہ باب النصر پر انتظار کرے میں پہنچا تو بواب نے کہا کہ ایک جماعت یہاں ٹھہری تھی کچھ دیر انتظار کر کے خانقاہ کے راستہ پر چل دی مجھے خیال ہوا کہ یہ شیخ ابوالعباس غمزی ہونگے میں اُن کے پیچھے چل دیا راہ میں ایک درویش کہ جس کی وضع قطع اہل بین کی سی تھی ملا اُس نے پوچھا کہاں کا قصد ہے میرا نے کہا منیر صاحب کا اُس نے کہا میرا بھی ارادہ ہے میرا گدھا لنگڑا سردی کا زمانہ چھوٹا سا اور ہتھکڑیاں سوج جائیں تو ہم حضرت منیر صاحب کی خدمت میں پہنچنے میں حاضر ہوا تو شیخ کو ترغیب میں یا یا تین روز سے بات بھی نہیں کر سکے تھے فرمایا اکون ہوعرض کیا عبد البواب فرمایا بھائی تم نے مصر سے آنے کی تکلیف اٹھائی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں

پھر میرے لئے کئی دعائیں کہیں ہیں۔ میں سے ایک یہ بھی تھی میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت میں تمہارے ساتھ بہترین ستارہ فرمائیں۔ ظہر کے بعد میں نے رخصت کی اجازت لی اور عصر کے بعد تک خانقاہ میں حاضر ہو گیا پھر حضرت ابو العباس آئے اور یہ خیال کیا کہ میں اب تک شیخ کے پاس نہیں گیا ہوں فرمایا چلو میں نے عرض کیا میں تو شیخ کے پاس ہوا یا ہوں سلام کر آیا ہوں اور علامات یہ ہیں کہ ان کے سر کے نیچے سرخ رنگ کا تکیہ ہے تو یہ حضرت شیخ ہی کی کرامت تھی کہ مصر سے اس قدر دور کی مسافت کہ عادی مسافروں کے اخیر میں پہنچتا ہے۔ علامہ منادی کہتے ہیں کہ یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو عرفہ کے دن عرفات میں گنہگار حاجیوں کے باب میں شفاعت کرتے ہیں اور ایسے تھے کہ جو شخص ان کو ستا لیتا تھا بہت جلد ہلاک ہو جاتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ امام نووی کی کتاب الروضہ کو حفظ کیا کرتے تھے اپنی خانقاہ سے قاہرہ روز آتے اور ابن امام الکاملیہ کے درس میں حاضر ہوتے اور باوجود بعد مسافت کے اسی روز اپنی خانقاہ واپس ہو جاتے تھے غرضی کہتے ہیں کہ یشاقی للندیب تھے انھوں نے پچاس ستم جگہ گئے ہیں اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں اس شخص سے کہ ان پاک مقامات پر پاخانہ کی ضرورت نہ واقع ہو صرف تین کھجوریں کھاتے تھے اور کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ یعنی شہاب میثاوی نے بار بار بیان کیا ہے کہتے تھے کہ مجھ سے میرے والد شیخ یونس نے بیان کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے شیخ سنیر کی صاحبزادی نے نقل کیا ہے اور یہ بہت صادق البیان تھیں کہ ان کے والد نے شیخ عارف سید محمد بن عراق کے پاس جو حجاز میں تھے اپنے وطن بعل کا ایک تھان کپڑے کا لپٹا ہوا بھیجا جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا لا الہ الا اللہ شیخ شمس الدین نے ہمارے لئے کفن بھیجا ہے پھر آپ نے خشک کھجور کے چند بڑے بڑے دانہ ان کو بھیجے جب وہ شیخ شمس الدین کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھ کر بہت تعجب کیا اور فرمایا اس تعداد میں ہماری عمر کے سال باقی رہ گئے پھر ۹۳۱ میں آپ نے رحلت فرمائی اور بیس کی جانب اپنی خانقاہ میں دفن کر گئے۔

محمد اسرووی مشہور رہبر ابن ابی الحاکم عارفین کے استاد اولیاء کا ملین کے امام تھے
شناوی وغیرہ نے ان سے علم حاصل کیا ہے امام شہرانی فرماتے ہیں

کہ میں نے خود ان سے سنا ہے نقل فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ فارسکور کی جامع مسجد کے منارہ میں تھا کہ کچھ ہوا میں اٹھنے والے درویشوں کی ایک جماعت گذری تو مجھ بھی اٹھنے کی دعوت دی میں بھی ان کے ساتھ اڑنے لگا مجھے اپنے حال پر عجیب پیدا ہوا تو میں دیباط کے دریا میں گر پڑا اگر میں خشکی سے قریب نہ ہوتا تو غرق ہو گیا ہوتا وہ سب چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے امام شعرانی فرماتے ہیں کہ مجلس فراموشی میں جب ان پر سخت حال کا غلبہ ہوتا تھا اٹھ کر کھڑے ہو ہو جاتے تھے دیواروں پر لاتیں مارنے لگتے تھے اور فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ یوسف الحریثی نے بیان کیا ہے کہ میں نے خود شیخ محمد سروری کو دیکھا ہے کہ فارسکور کی جامع مسجد میں ان پر ایک حالت طاری ہوئی تو آپ نے پانی کا کبلا ہوا مٹکا جس میں تقریباً تین قنطار پانی تھا ایک ہاتھ پر اٹھایا اور مسجد میں لے لئے پھرے گئے ملا منادی کہتے ہیں کہ آپ بڑے عالی ہمت اور بڑے ہوا میں اڑنے والے تھے ایک شہر سے دوسرے شہر میں اڑ کر چلے جاتے تھے شب میں ان پر حال کا غلبہ ہوتا تھا تو غیر عربی بھی ہندوستانی اور توبرہ وغیرہ زبانوں پر تکلم فرماتے اور کبھی ساری رات قاق قاق کہتے رہتے اور کبھی ایسے لوگوں سے جو نظر نہیں آتے تھے باتیں کیا کرتے تھے اور غلبہ حال کے وقت جو کچھ کہہ دیتے تھے ایسے ہی ہوتا تھا مقامہ میں تشریف لائے زاویۃ النحر اور پھر زاویۃ ابراہیم الموہبی میں سکونت رکھی اور وہیں انتقال فرمایا ایک حاکم نے اصرار کر کے آپ کو بلایا اور اپنی جگہ بٹھایا آپ نے چھت بند کی طرف دیکھا تو فرمایا یہ چھت بند ہماری خانقاہ کے مناسب ہے اور اس وقت تک خانقاہ تعمیر نہیں کرانی تھی جب تعمیر کرانی کسی کو چھت بند خریدنے کیلئے بھیجا تو اُس نے بازار میں وہی چھت بند بکتے پایا وہ خرید لایا وہی چھت بند اب تک ہے فرمایا کرتے تھے کہ حب درویش پر حال کا غلبہ ہوتا اور پھر فرو ہو جاتا ہے تو جس وقت وہ فرو ہو جاتا ہے اس کی حالت شیر کی ہو جاتی ہے وہ ہر شے کو پھاڑ کھانے کو دوڑ تلے حتیٰ کہ بیوی بچوں تک کو دینے اُس حال کے لطف کے جاتے رہتے اس کے ہوش و حواس بجا نہیں رہتے، اور آپ مریدوں کے دلائل الخیرات کی منزلوں کو ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اُس سے دلوں کا انجلا

عہ قنطار یا پھر زاویۃ ابراہیم و زاویۃ النحر اور مقامہ میں چار ناشہ کار ہوتا ہے تو اسی کے سیر قنطار میں چھٹا نک ہوا اور تین قنطار دو من اٹھارہ سیر سات چھٹا نک ہوا ۱۲۱

لا الہ الا اللہ جیسا نہیں ہوتا اور فرماتے ہم نے کسی طالب کو نہیں دیکھا جو دلائل الحیرات کی منزلوں کے
پڑھنے سے حال مقبولین کے مقام کو پہنچ گیا ہو۔ ایک شہر والوں نے آپؐ فریادوں کے کھیت میں
چوہوں کی کثرت کی شکایت کی فرمایا اسکے نشیب میں یہ ندا دید کہ محمد بن ابی الحائل کا دھنیا ہی کہ تم لوٹ
جاؤ تو اس کھیت میں ایک بھی چھانہ رہا ان کے شہر والوں نے سنا تو اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا اصل
اجازت ہے وہ نہیں ہوئی یعنی کوئی ذرہ بغیر حق تعالیٰ کی اجازت کے حرکت نہیں کر سکتا۔ یہ چوہی
بھی اجازت سے کرتے تھے جو کچھ کرتے تھے میں دعا کی اور وہ اجازت نہ رہی تو یہ باز آگئے۔ یہ بزرگ ہوا
میں اڑتے تھے اور پانی کے منکے اٹھالیتے تھے اور کھلم کھلا پانی کے اوپر ایسے چلے جاتے تھے کہ نظروں سے
غائب ہو جاتے تھے پھر دونوں ہاتھ خون سے تر ہونے کے بعد واپس آتے اور فرماتے کہ ہم ایک شخص کیلئے
گئے تھے جس کو دریائے شوریٰ گرفتار کر رکھا تھا ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہوا اور کافروں کی ایک جماعت کو
قتل کر ڈالا ہے آپ کی وفات مصر میں ۲۲۳ھ میں ہوئی ہے اور اپنی خاتواہ میں دونوں
شہر بنا ہوں کے درمیان دفن ہوئے ہیں۔

محمد شناوی | بڑے عارفین اور کامل و مکمل مرشدین میں سے تھے امام شہرانی کہتے ہیں کہ آپ
کی کرامتوں میں سے یہ کہ آپ نے میلہ کو جو حجاج بن یوسف کے شہروں میں
ہوتا تھا باطل کر دیا کیونکہ اس میں ایک بڑی مخلوق جاتی تھی اس لئے کہ حجاج بڑا دشمن اور ظالم تھا
ان شہروں پر مسلط تھا سلطنت کی یاگ دور اور میلہ کے تمام شہر اسکے ہاتھ میں تھے اس پر کسی عرب
نہیں تھا تمام شہروں کو لوگوں کو زبردستی لے لیتا تھا کہ وہ پیاس سے مر جائیں شیخ شناوی نے
فقرار و مساکین پر ترس کھاکر اس کا مقابلہ کیا حجاج کے دل پر اسکا اثر ہوا اور اسے خیال ہو گیا کہ شیخ ان
شہروں میں سے کچھ معمول ہے اسے باطل کر دیں گے تو اس نے ایک کھانا زہر ملا کر تیار کر لیا اور شیخ اور
انکی جماعت کے سامنے پیش کیا جب سب لوگ کھانا کھانے بیٹھ گئے تو وہ کھانا شیخ کی رکھنے کیڑے ہی
کیڑے بن گیا امام شہرانی کہتے ہیں جب میں نے آپ کو سیدی محمد بن ابی حائل کی خانقاہ میں کھیت کیا تو فرمایا
یہ آخری ملاقات نہیں ہے ایک مرتبہ ملاقات اور ضرور ہوگی جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو مجھ کو

عہ یعنی جو صرف منزلیں پڑھ لیتا ہوا اور ذکر کی کثرت نہ رکھتا ہو وہ مقبولین کے پایہ کو نہیں پہنچتا لا الہ الا اللہ
افضل ترین ذکر ہے جو حدیث میں ثابت ہوا اور دلائل باور نہیں ہے گو ثواب درود شریف کا ہے گا ۱۲۔

روایات علم ہوا کہ میرے دل میں ایک وارد نے درد کیا اور یہ کہا کہ محلہ روح کو چلو میں اپنے دل کو
 اس خیال پر عمل کرنے سے روک نہ سکا آخر شیخ کے اس فرمان کی تصدیق کیلئے کہ ایک مرتبہ اور ملاقات
 ضرور ہوگی چلے یا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نزع کی حالت شروع ہو چکی تھی آپ نے آنکھیں کھولیں
 اور فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی توجہ اور عنایت سے ہلکے چمکنے کی مقدار بھی خالی
 نہ چھوڑے اور اپنے سالانہ تمہارے مستاری فرمائیں پھر اسی رات آپ کی وفات ہو گئی اس کو تو طبقات
 میں فرمایا ہے اور کتاب المہن میں فرمایا ہے کہ آپ کے پاس چند ہمان پچاس شخص کے قریب رہتے
 آگے پھر اس کو جامع ازہر کے اس پاس کے لوگوں نے سن لیا تو وہ بھی آگے یہاں تک کہ آپ کے
 شیخ محمد سرودی کی خانقاہ بھگئی پھر گلیوں میں لوگوں کے واسطے بویے پچھائے گئے اور گلیاں
 بھی پُر ہو گئیں آپ نے اپنے شیخ کے خادم سے فرمایا تمہارے پاس کچھ کھانا بھی ہو اس کو عرض کیا کہ میرا
 اور میری بیوی کا کھانا ہو فرمایا تم اس میں سے جب تک میں نہ آ جاؤں پیالہ میں نہ نکالنا پھر آپ نے اپنی عادت
 اس بہت بڑے ڈھکے میں کہا نا تھا اور پیچھے بحالنا شروع کیا حتیٰ کہ تمام حاضرین خانقاہ اور تمام
 باہر کے لوگوں کو وہ کھانا کافی ہو گیا امام شہرانی کہتے ہیں کہ میں نے چشم خود دیکھا ہے غری کہتے
 ہیں کہ ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ عقیدت تھی اور ان سے نسبت تامہ حاصل تھی یہ
 بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے وہ قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے شعراوی کہتے ہیں کہ میں نے
 خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد سے باتیں کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے
 طبقات وسطیٰ میں بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد بدوی سے کسی
 مصر کی ضرورت میں مشورہ کر رہے تھے اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ سفر کر جاؤ اور
 اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ آپ کی وفات ۳۲۲ھ میں ہوئی اور محلہ روح میں اپنی خانقاہ میں دفن
 ہوئے ہیں آپ کی قبر معلوم ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

احمد اللہ جلد اول جمال الاولیاء کی ختم ہوئی

قال الله تعالى

من دخل عليها نكريا المحراب عند هارساء قال يا مريم انك هذا قالت هو
من عند الله ان الله يزرع من يشاء بغير حساب

بیت بالا سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے اور ذکر فرمانے سے معلوم ہوا کہ کرامات
کا ذکر کرنا منافع دینیہ کیلئے مطلوب ہے اور مقصود یعنی تحصیل رضا و تقویت ایمان میں معین ہے اسلئے کتاب

جمال الاولیاء

ترجمہ کتاب مع علامات الاولیاء جو تلخیص ہے جامع کرامات الاولیاء مؤلف
یوسف بن اسمعیل نبہانی کی جس کی تالیف کا اختتام ۳۲۴ھ میں ہوا اور
۳۲۹ھ میں مصر میں طبع ہوئی ہے

جسکے معتد بہ حصہ کی تلخیص ایک خاص معیار پر
حضرت اقدس حکیم الامتہ مجدد الملتہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی ادام اللہ
فیوضہم نے فرمائی اور حضرت اہم ظہم العالی کے ارشاد بقیہ کتاب کی تلخیص اسی معیار پر
اور کل کا ترجمہ احقر جمیل احمد تھانوی نے کیا

یا ہتمام جناب مولانا شبیر علی صاحب دام مجتہم
مالک مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر و مدیر رسالہ النور و المصلح
زبور سچ و آراستہ ہوئی

DATA ENTERED